# دکن سلطنت کے سکے: سکوں کے نوشتہ جات اور کتباتی ثبوت

## تحقیقی مقالہ برائے

ڈاکٹر آف فلاسفی (تاریخ)


**مقالہ نگار**

**شگفتہ پروین**

اندراج نمبر: A171798

**زیر نگرانی**

**ڈاکٹر دانش معین**

ایسوسی ایٹ پروفیسر وصدر شعبہ

**شعبہ تاریخ**

**اسکول برائے فنون وسماجی علوم**

**مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی**

گچی باؤلی، حیدرآباد۔ ۵۰۰۳۲


سنہ ۲۰۲۲

## DECLARATION

I **SHAGUFTA PARVEEN** solemnly declare that the thesis entitled "***Coinage of Deccan Sultanate: Coin Legends and Epigraphic Evidence"*** is my original work. The research has been completed under the supervision of **Dr. Danish Moin** Associate Professor and Head, **Department of History**, Maulana Azad National Urdu University (Central University), Gachibowli, Hyderabad, India. It is future declare that to the best of my knowledge and believe it has not been submitted earlier for the award of any degree by anyone.

Date: / /

**Shagufta Parveen**
Research Scholar
Department of History
School of Arts and Social Sciences
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad, India

मौलाना आज़ाद नेशनल उर्दू यूनिवर्सिटी مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی
MAULANA AZAD NATIONAL URDU UNIVERSITY
*(A Central University established by an Act of Parliament in 1998)*
**Department of History**

## CERTIFICATE

It is certified that the research work presented in the thesis entitled ***Coinage of Deccan Sultanate: Coin Legends and Epigraphic Evidence*** in partial fulfillment of the requirements for the award of the degree of **Doctor of Philosophy** in History has been carried out by **Shagufta Parveen**, under my guidance and supervision. She has fulfilled all the essential requirements for submitting the thesis, which has reached the requisite standard to the best of my knowledge. This thesis presented by her to the best of my knowledge and belief did not form the basis for the award of any other degree earlier.

**(Dr. Danish Moin)**
Super
visor
Associate Professor and Head
Department of History
School of Arts and Social Sciences
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad, India

# فہرست عناوین

فہرست عناوین ..... I
اظہارِ تشکر ..... VII
تعارف ..... 1
اغراض ومقاصد: ..... 2
موضوع کی اہمیت وافادیت: ..... 3
طریقہ تحقیق : ..... 3
سکوں کے کیٹلاگ: ..... 4
جرنلس: ..... 5
خبرنامے: ..... 5
متعلقہ مواد کا جائزہ: ..... 7
نیومس میٹک ذرائع: ..... 7
❖ کیٹلاگز ..... 7
نیومس میٹک میں آرٹیکل کی رپورٹنگ: ..... 10
اپی گرافی کے مآخذ: ..... 20
بنیادی فارسی مآخذ: ..... 22
ثانوی ماخذ: تاریخ ..... 23
ابواب بندی : ..... 26
بابِ اول ..... 29
دکن سلطنتوں کا تاریخی پس منظر ..... 29
دکن سلطنت کا قیام اور توسیع: ..... 30
بہمنی سلطنت کے جانشین: ..... 36
برار کے عماد شاہی:1572-1940 ..... 36
احمد نگر کا نظام شاہی سلطنت:895-1046 / 1490-1636 ..... 37
بیجاپور کی عادل شاہی: 1490-1686 ..... 41
گولکنڈہ کی قطب شاہی : 895-1098 / 1518-1687 ..... 44

بیدر کی برید شاہی: 897-1028 / 1492-1619 ..... 47

باب دوم ..... 48

دہلی سلطنت کے سکے: تسلسل اور تبدیلی ..... 48

پہلا حصہ: ..... 48

ہندوستانی سکوں کا آغاز اور اسلامی سکوں کی آمد: ..... 48

دوسرا حصہ: ..... 55

شمالی ہند: ..... 55

وسط ہندوستان: ..... 57

مشرقی ہندوستان: ..... 57

دہلی سلطنت کے سکے ..... 58

مملوک خاندان: ..... 58

بلن سکے: ..... 61

نام کے ساتھ بیل اور گھوڑ سوار کے سکے: ..... 61

عباسی خلیفہ المستنصر کے نام کے ساتھ بیل اور گھوڑ سوار والے سکے: ..... 62

بدایوں ٹکسال: ..... 62

دہلی ٹکسال: ..... 63

لاہور ٹکسال: ..... 63

دونوں اطراف میں لیجنڈ طرز کے سکے: ..... 64

تانبے کے سکے: ..... 65

رکن الدین فیروز: ..... 65

رضیہ سلطانہ: ..... 68

بلن کے سکے: ..... 69

علاؤالدین مسعود شاہ: ..... 72

بلن کے سکّے: ..... 73

2. بیل / گھوڑ سوار سری شالفہ طرز کے: ..... 73

ناصر الدین محمود: ..... 74

غیاث الدین بلبن: ..... 77

معزالدین کیقباد: ..... 79

شمس الدین کیومارس: ..... 81

خلجی کے سکے: ..... 82

جلال الدین فیروز: ..... 82

رکن الدین ابراہیم: ..... 84

علاؤالدین محمد شاہ: ..... 86

شہاب الدین عمر: ..... 89

ناصر الدین خسرو: ..... 96

تغلق خاندان: ..... 98

غیاث الدین تغلق: ..... 98

عدلی سکّے: ..... 101

محمد بن تغلق: ..... 101

عباسی خلیفہ کے نام پر جاری کردہ سکے: ..... 105

ٹوکن کرنسی: ..... 106

فیروز شاہ تغلق: ..... 109

فتح خان: ..... 111

تسلسل اور تبدیلی ..... 111

باب سوم ..... 116

بہمنی کے سکوں کا نوعیاتی اور نوشتہ جاتی تجزیہ ..... 116

بہمنی سلطنت کے ماقبل کے سکے ..... 117

بہمنی سلطنت کے سکے ..... 119

ناصر الدین اسماعیل شاہ: 747-748/1346-1347 ..... 121

علاؤالدین بہمن شاہ: 748-760/1347-1359 ..... 122

علاء الدین مجاہد شاہ: 777-779/ 1375/1378 ..... 131

محمد شاہ ثانی: 780-799/1378-1397 ..... 133

غیاث الدین تہمتن شاہ: 799/ 1397 ..... 135

شمس الدین داؤد شاہ ثانی: 799-800/1397 ..... 137

تاج الدین فیروز شاہ: 800-825/1397-1422 ..... 138

شہاب الدین احمد شاہ ولی بہمنی اول: 825-838/ 1422-1435 ..... 144

علاؤالدین احمد شاہ ثانی: 838-862/1435-1457 ..... 148
نظام الدین احمد شاہ سوم:1463-1461 /867-866 ..... 155
شمس الدین محمد شاہ سوم:867-887/ 1463-1482 ..... 158
محمود شاہ بہمنی: 1518-1482/924-887 ..... 159
ولی اللہ شاہ:929-932/1523-1526 ..... 161
تسلسل اور تبدیلی کے ساتھ تحریری تجزیہ ..... 162
باب چہارم ..... 168
بہمنی سلطنت کے جانشینوں کے سکوں کی نوعیاتی و تحریری تجزیہ ..... 168
بیجاپور کے عادل شاہی : 895-1097/1490-1686 ..... 168
سکے: ..... 169
سونے کے سکے: ..... 169
محمد عادل شاہ:1037-1068/ 1627-1656 ..... 170
علی عادل شاہ ثانی : 1068-1083/1656-1672 ..... 171
سکندر عادل شاہ1083-1097/ 1672-1688 ..... 172
چاندی کے سکے: ..... 172
تانبے کے سکے: ..... 174
علی عادل شاہ اول:1580-1558/988 ..... 174
ابراہیم عادل شاہ ثانی:1627-1580/1037-988 ..... 175
محمد عادل:1656-1627/1068-1037 ..... 176
علی عادل شاہ ثانی:1672-1656 /1083 -1068 ..... 178
سکندر عادل شاہ: 1083-10977/1672-1688 ..... 179
احمد نگر کے نظام شاہی:895-1046/ 1490-1636 ..... 179
سکے: ..... 180
سونے کے سکے: ..... 182
چاندی کا سکے: ..... 183
تانبے کے سکے: ..... 184
مرتضیٰ نظام شاہ اول:973-997/1565-1588 ..... 184
مرتضیٰ نظام شاہ اول کے کاؤنٹر مارکس سکے: ..... 185

برہان نظام شاہ ثانی : 1000-1003 / 1591-1595 ..... 186
برہان نظام شاہ سوم:1019-1041 / 1610-1631 ..... 187
قطب شاہی خاندان کا سکہ : 895-1098 /1489-1687 ..... 189
**سکے** ..... 189
ابراہیم قلی قطب شاہ: 957-988/ 1550-1580 ..... 191
محمد قلی قطب شاہ:1611-1580 /1020-988 ..... 192
محمد قطب شاہ: 1020-1035 /1611-1626 ..... 195
عبداللہ قطب شاہ: 1035-1083 /1626-1672 ..... 196
بیدر کی برید شاہی کا سکہ:897-1028 /1492-1619 ..... 199
علی امیر برید شاہ: ..... 200
ابراہیم برید شاہ: ..... 202
قاسم برید شاہ دوام:1592-1587 /1000-994 ..... 202
امیر برید شاہ سوم:1618-1609 /1028-1018 ..... 203
باب پنجم ..... 204
بہمنی سلاطین کے سکوں اور کتبوں کی نوشتہ نگاری:ایک تقابلی مطالعہ ..... 204
قرون وسطی کے ہندوستان میں حاشیہ نگاری نوشتہ جات کی اہمیت: ..... 204
زبانیں: ..... 205
کتبہ اور اسلامی خطاطی: ..... 206
خطاطی کا کوفی انداز: ..... 209
خطاطی کا نسخ انداز: ..... 210
خطاطی کا ثلث انداز: ..... 211
خطاطی کا رقعہ انداز: ..... 212
خطاطی کا طالق اور نستعلیق انداز: ..... 213
خطاطی کا طغرا رسم الخط: ..... 214
سکے پر خطاطی: ..... 216
بہمنی سلاطین کا خطاطی نوشتہ: ..... 221
علاؤالدین بہمن شاہ: 748-760/ 1347-1359 ..... 224
محمد شاہ اول: 760-777 /1359-1375 ..... 226

محمد شاہ ثانی: 780-799/1378-1397 ..... 235

تاج الدین فیروز شاہ:800-825/ 1397/1422 ..... 240

شہاب الدین احمد شاہ اول:825-838/1422-1435 ..... 247

علاؤالدین احمد شاہ ثانی:838-862/1435-1457 ..... 250

علاؤالدین ہمایوں شاہ: 862-866/1458-1461ء ..... 257

شمس الدین محمد شاہ سوم:1482-1463/887-867 ..... 261

محمود شاہ:1518-1482/924-887 ..... 264

باب ششم ..... 273

بہمنی سلطنت کے جانشینوں کے سکے اور کتبات: ایک تقابلی مطالعہ ..... 273

عادل شاہی خاندان: 895-1097 / 1490-1686 ..... 273

ابراہیم عادل شاہ اول:941-965، 1535-1558 ..... 275

ابراہیم عادل شاہ ثانی:1627-1580 / 1037-988 ..... 286

محمد عادل شاہ:1037-1068/1627-1657 ..... 291

گولکنڈہ کا قطب شاہی خاندان: 895-1098/ 1489-1687 ..... 298

سلطان قلی قطب شاہ: ..... 299

ابراہیم قطب شاہ957-988ھ، 1550-1580ء ..... 303

محمد قلی قطب شاہ:988-1020/1580-1611 ..... 307

محمد قطب شاہ:1020-1035/1611-1626 ..... 311

عبداللہ قطب شاہ:1035-1083/1626-1672 ..... 313

ابوالحسن قطب شاہ:1672-1687 / 1083-1098 ..... 319

احمد نگر کی نظام شاہی خاندان ..... 321

مرتضیٰ نظام شاہ اول:973-997/1565-1588 ..... 322

برہان نظام شاہ ثانی1595-1591 / 1003-1000 ..... 326

خلاصہ مقالہ ..... 331

# اظہارِ تشکر

میں سب سے پہلے مالک حقیقی اللہ رب العالمین کا شکریہ بجالاتی ہوں جس کی توفیق اور عنایت سے تحقیقی کام بحسن وخوبی پایہ تکمیل تک پہنچا۔

''دکن سلطنت کے سکے: سکوں کے نوشتہ جات اور آثار قدیمہ کے ثبوت'' ایسا وسیع موضوع ہے کہ اس کو سمیٹنا سمندر کو کوزے میں بند کرنے کی مانند ہے جو کہ میرے بس کی بات نہیں تھی، لیکن دوران تحقیق مجھے ہر سطح پر میرے مشفق نگراں ڈاکٹر دانش معین صاحب کی معاونت حاصل رہی۔ انہوں نے قدم قدم پر تحقیقی اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے میری رہنمائی کی۔ ساتھ ہی نہایت مشفقانہ اور عالمانہ انداز میں بڑی عرق ریزی کے ساتھ تکمیل مقالہ میں مجھے گائیڈ کیا۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں پروفیسر مشتاق احمد کاؤ صاحب (سابق صدر شعبہ تاریخ) کا شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے تکمیل مقالہ ضمن میں مجھے بے حد شفقت اور مفید مشوروں سے نوازا ہے۔ ساتھ ہی میں شعبہ کے جملہ اساتذہ، ڈاکٹر محبوب باشا، ڈاکٹر خالد پی، ڈاکٹر کھانڈے پرویز احمد اور جناب اکرام الحق صاحبان کا جن کی دعائیں اور مفید مشورے ہمیشہ شامل حال رہیں۔ شعبہ کے غیر تدریسی عملہ بھی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں دوران تحقیق بڑی معاونت کا مظاہرہ کیا ہے۔

میں خلوص دل سے ڈاکٹر امتشور جھا، سابق ڈائریکٹر IIRNS ناسک، ڈاکٹر ونے کمار (BHU)، ڈاکٹر سوتاپا سنہا (CU) اور ڈاکٹر سشمتا باسو مجمدار (CU) کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے اس تحقیقی کام کو انجام دینے میں نہایت ہی مخلصانہ رہنمائی کیں اور مفید تجاویز اور مشوروں سے نوازا۔

میں ان تمام لائبریریوں، تحقیقی اداروں اور آرکائیوز کے ذمہ داروں کی ممنون ومشکور ہوں جنہوں نے مجھے لائبریری سے استفادہ کی اجازت دی اور مطلوبہ تحقیقی مواد اور دستاویزات فراہم کرنے میں غیر معمولی مدد کی۔

IIRNS موجودہ INHCRF ناسک، تلنگانہ اسٹیٹ آرکائیو اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ حیدرآباد، سالار جنگ میوزیم حیدرآباد، سید حامد لائبریری MANUU، بھارت کلا بھون (BHU)، وارانسی، JNSI، (BHU)، وارانسی، کلکتہ نیو مس میٹک سوسائٹی کولکتہ اور ایشیاٹک سوسائٹی کولکتہ کا خصوصی شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ ان اداروں نے مطلوبہ مواد تک رسائی میں نہ صرف میری مدد کی بلکہ ہر طرح کی سہولیات فراہم کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کی۔

مذکورہ اداروں اور کتب خانوں کے علاوہ میں ذاتی طور پر سکہ جمع کرنے والے؛ محمد اسماعیل، محمد شعیب قاضی اور بھاویش بسا کی بھی مشکور ہوں جنہوں نے موضوع سے متعلق ذاتی سکوں کی تصاویر اور متعلقہ مواد فراہم کرنے میں مدد کی۔ آکشن ہاؤس (نیلام گھروں) جیسے مرودھر آرٹ، منٹیج ورلڈ، ورلڈ آف کوائنز اور دلیپ راج گور کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گی جنہوں نے مجھے مقالہ لیے سکوں کی تصاویر استعمال کی اجازت دی۔

میں اپنے والدین ڈاکٹر عبدالقدوس اور صابرہ خاتون کی تہہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے اس تحقیق کے دوران ذہنی اور جذباتی تعاون کے ساتھ ہر طرح کی آسائش کا خیال رکھا۔ میں اپنے شوہر ڈاکٹر عبداللہ اور سسرال والوں کے مخلصانہ تعاون کے لیے تہہ دل سے شکر گزار ہوں، جن کے بغیر یہ تحقیقی سفر کبھی پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ پاتا۔ میں اپنے بھائی محمد نبیل، محمد جمیل، اختر حسین، ذاکر حسین کفیل احمد، محمد اعجاز اور اپنے بہن شائستہ پروین کی بھی ممنون و مشکور ہوں کہ انہوں اس تحقیقی کام کے لئے مناسب ماحول فراہم کیا۔ مشکور ہوں ان تمام احباب کا بھی جنہوں کے کسی بھی ناحیہ سے دوران تحقیق میری مدد کی ہے۔

اخیر میں نجیب صابر، شفا صابر، نفیس احمد اور حمیرا پروین کے لئے بے پناہ محبتوں کا اظہار کرنا چاہوں گی جنہوں نے اس تحقیق کے دوران نہ جانے کتنی معصوم آرزوؤں اور تمناؤں کو میری خاطر قربان کی ہیں۔ دعا ہے کہ یہ معصوم کلیاں ہمیشہ شاد و آباد رہیں۔

# تعارف

# تعارف

"دکن سلطنت کے سکے: سکوں کے نوشتہ جات اور آثار قدیمہ کے ثبوت " کے مطالعہ کا مقصد دکن سلاطین کے سکوں کا، ان پر نمودار ہونے والے نوشتوں کی مدد سے تجزیہ اور تحلیل کرنا ہے۔ مزید بر آں اُس دور کی حاشیہ نگاری اور نوشتہ جات کا تجزیہ کرنا بھی مقصود ہے۔ اس تحقیق میں سکہ جاتی اور کتباتی دونوں طرح کے نوشتہ جات کی جانچ، تجزیہ اور موازنہ کیا جائیگا۔ بہمنی سلطنت اور اس کے پانچوں بادشاہوں؛ احمد نگر کا نظام شاہی، گولکنڈہ کا قطب شاہی، بیجاپور کا عادل شاہی، برار کا عماد شاہی اور بیدر کا برید شاہی کا سلسلہ وار احاطہ کیا جائیگا۔

سکوں کا مطالعہ بالعموم اور دکن سلاطین کے سکوں کے مطالعے کا بالخصوص مقصد اُن سکوں کی کیٹلاگنگ، فہرست سازی اور مضامین کی رپورٹنگ ہے۔ اس سے سکوں کی نوشتہ جات کی تفصیلات کے حصول کے ساتھ ساتھ اس کے ٹائپولوجی کا بھی علم ہوتا ہے۔ سچ یہ ہے کہ اُن نوشتہ جات کا نیومس میٹک کے ماہرین نے صحیح اور مناسب تحلیل و تجزیہ نہیں کیا ہے۔ عہد وسطیٰ کے ہندوستانی سکوں کے تحریری تجزیے پر ڈاکٹر دانش معین صاحب کا ایک وقیع مضمون "عہد وسطی کے ہندوستانی سکوں پر نوشتہ جات: ایک تجزیہ" شائع ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے عہد وسطی کے ہندوستانی سکوں پر کندہ کئے ہوئے نوشتو کا تجزیہ کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ اس میں سلطنتِ دکن کے بھی کچھ سکے شامل ہیں۔ ان کا مضمون ہندوستان کے عہد وسطی کے تقریباً تمام خاندانوں کے سکوں کے نوشتہ جات کا احاطہ نہیں کرتا ہے بلکہ ان کا تجزیہ کچھ منتخب سکوں پر ہی مبنی ہے جو کہ کسی ایک خاندان کے تفصیل پر محیط نہیں ہے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ اس سے تحقیق کے مزید دروازے کھلے ہیں اور مستقبل کے محققین کو اس سے اچھی رہنمائی حاصل ہوگی۔

مذکورہ بالا خاندانوں کے دورِ حکومت میں شائع شدہ سکوں کے نوشتہ جات کے تجزیہ پر مبنی ایک تحقیق کی اشد ضرورت محسوس کی جارہی تھی۔ انہی وجوہات کی بنیاد پر " دکن سلطنت کے سکے: سکوں کے نوشتہ جات اور

آثار قدیمہ کے ثبوت "عنوان کا انتخاب کیا گیا ہے۔ اس سے غیر مطالعہ شدہ سکوں کے متعدد پہلوؤں؛ جیسے سکوں کے اقسام، نئے ٹکسال اور تاریخ کی خلا کو کیٹلاگ، کتابیں، اور مضامین کے ذریعے پر کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس مطالعہ سے موضوع سے متعلق بہت سے نامعلوم حقائق پر روشنی پڑے گی، جس سے دکنی تہذیب وثقافت کی اشاعت کے ساتھ ساتھ اسے مزید تقویت ملے گی۔ انہی وجوہات کی وجہ سے مذکورہ عنوان کا تحقیق کے لئے انتخاب کیا گیا ہے۔

## اغراض ومقاصد:

اس تحقیق کا مقصد دکن سلطنت کے سکوں کی افہام ہے، جس میں اس کی ٹائپولوجی، نوشتہ جاتی تجزیے اور عربی اور فارسی خطاطی کے مطالعہ سے اس دور کے سکوں کے مابین نوشتہ جات کا موازنہ کرنا خصوصیت کے ساتھ شامل ہے۔ اغراض ومقاصد کو اختصار کے ساتھ یوں سمجھا جاسکتا ہے:

- دکن سلطنت کے سکوں کی ٹائپولوجی کو سمجھنا
- دکن کے سکوں کی ٹائپولوجی کا موازنہ دہلی سلطنت کے سکوں کے ساتھ کرنا
- دہلی سلطنت اور دکن سلطنت کے سکوں کے مابین تسلسل اور تبدیلی تلاش کرنا
- دکن سلطنت کے سکوں کا تحریری تجزیہ کرنا
- اس دور کے سماجی، مذہبی اور ثقافتی پس منظر کو سمجھنے لئے سکوں کے نوشتہ جات اور دکن سلاطین کے کتبات کے درمیان موازنہ کرنا
- دکن سلاطین کے سکوں پر پائے جانے والے خطاطی کے مختلف اسلوب کا مطالعہ کرنا اور ان کی مماثلتوں اور تبدیلیوں کو حروف تہجی کے اعتبار تجزیہ کرنا

## موضوع کی اہمیت وافادیت:

سکے کسی خاص دور کے سیاسی، سماجی، معاشی مذہبی اور ثقافتی حیثیت کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف ذرائع سے معلوم ہونے والی تاریخ کی تصدیق اور نمائندگی کرتے ہیں۔ مزید برآں وہ تاریخ کے مختلف گمشدہ گوشوں کو روشن کرتے ہیں جن کے لیے مختلف ذرائع سے کوئی ثبوت دستیاب نہیں ہے۔ ان تمام آثار و قرائن کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ سکوں سے حاصل شدہ معلومات سب سے زیادہ دیرپا ہوتے ہیں۔ یہ مطالعہ دکن سلطنت کے سکوں کی چھان بین کرتا ہے تاکہ ان پر نظر آنے والی تحریر کی روشنی میں دکن کے سلطنتوں کی سیاسی، سماجی مذہبی اور ثقافتی روایت بآسانی کو سمجھا جاسکے۔

عہد وسطیٰ کے ہندوستان میں بالعموم اور عہد وسطیٰ کے دکن میں بالخصوص سکوں کے نوشتہ جات کی تشریح سے متعلق بہت کم کام ہوا ہے، اس لیے اس مطالعہ کا مقصد بہمنیوں اور اس کے جانشینوں کے سکوں کے نوشتہ جات کی چھان پھٹک اور تشریح کرنا ہے۔

## طریقہ تحقیق :

موجودہ مطالعہ بنیادی طور پر بنیادی ماخذ جیسے سکے اور کتبہ جات پر مبنی ہے۔ مزید برآں ضرورت کے مطابق فارسی کے ماخذ اور معاون ذرائع کا بھی استعمال کیا جائیگا ۔ نیومس میٹک ذرائع بنیادی طور پر مختلف عجائب گھروں سے شائع شدہ سکوں کی کیٹلاگ پر منحصر ہیں۔ یہ مختلف لائبریریوں اور عجائب گھروں میں استفادہ کے لئے موجود ہیں۔ زیادہ تر تحقیقی مواد بشمول لائبریری وزٹ، اصل سکوں کی جانچ، سکوں کے تصاویر کارڈیکس وغیرہ (آئی آئی آر این ایس) ناسک (موجودہ آئی این ایچ سی آر ایف)، جو کہ ہندوستان میں ہندوستانی سکوں پر تحقیق کا سب سے بڑا مرکز، سے حاصل کیا گیا ہے۔ محقق نے IIRNS کے ایک ہزار سے زائد اصلی بہمنی قطب شاہی، نظام شاہی، عادل شاہی، برید شاہی اور عماد شاہ کے سکوں کی جانچ کی ہے۔

اس کے علاوہ، محقق نے اپنے موضوع پر عملی تربیت حاصل کرنے کے لیے آئی آئی آر این ایس کے زیر اہتمام عہد وسطیٰ کے ہندوستانی سکوں پر ایک ورکشاپ میں بھی شرکت کی ہے۔

بی ایچ یو، وارانسی، سالار جنگ میوزیم حیدرآباد اور کلکتہ نیومس میٹک سوسائٹی کو لکتہ کے آرکائیو میں موجود دکن کے سلاطین کے سکوں کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ میوزیم کے کلکشن کے علاوہ ذاتی کلکشن کے ذریعے بہمنی، قطب شاہی، نظام شاہی اور عادل شاہی کے بھی کچھ سکوں کا مطالعہ کیا گیا ہے۔

دکن سلطنت کے سکوں کی قابل رسائی درجہ بندی سے متعلق ضروری اعداد و شمار، شائع شدہ مواد کا بھی مطالعہ کیا گیا ہے۔ نیومس میٹک کے علاوہ عصری اور غیر عصری، غیر مطبوعہ اور شائع شدہ ادبی تراجم کے کاموں کا بھی جائزہ لیا جا گیا ہے۔ اس سے متعلقہ خاندانوں، بادشاہوں، عام حالات، ٹکسال کے اہم واقعات وغیرہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے میں بہت مدد ملی ہے۔ اہم معلومات درج ذیل سکوں کے کیٹلاگ اور جرنلس اور نیوز لیٹرز سے حاصل کیا گیا ہے۔

## سکوں کے کیٹلاگ:


عبدالولی خان - آندھرا پردیش کے حکومتی میوزیم میں بہمنی سکے، حیدرآباد، 1964۔

عبدالولی خان ، بیجاپور کے عادل شاہی خاندان کے تانبے کے سکے، حیدرآباد، 1980۔

عبدالولی خان - آندھرا پردیش حکومتی میوزیم میں قطب شاہی سکے، حیدرآباد، 1961۔

پی ایل گپتا اور عبدالولی خان - آندھرا پردیش میں قطب شاہی سکے۔

اسٹین گورون اور جے پی گوینکا - ہندوستانی سلطنت کے سکے، 2001۔

دلیپ راجگور - ہندوستان سلطنت کے سکوں کا معیاری کیٹلاگ، ممبئی۔

ایڈورڈ تھامس - دہلی کے پٹھان بادشاہوں کی تاریخی تسلسل، 1871۔

نیلسن رائٹ۔ ہندوستانی میوزیم میں سکوں کا کٹیلاگ، کلکتہ، جلد دوم، اکسفورڈ، 1907

ڈی راجاریڈی اور پی سوریہ نارائن ریڈی- بہمنیوں کے تانبے کے سکے، 1983

ڈی راجاریڈی اور پی سوریہ نارائن ریڈی۔ بہمنیوں کے چاندی کے سکے 1983، پرنٹ ثانی، 1990۔

## جرنلس:

جرنل آف نیومس میٹک سوسائٹی آف انڈیا

نیومس میٹک ڈائجسٹ

جرنل آف اورینٹل نیومس میٹک سوسائٹی

نیومس میٹک سپلیمنٹ

نیومس میٹک کرانیکل

نیومس میٹک اسٹڈیز

اسٹڈیز ان ساؤتھ انڈین نیومس میٹک

## خبرنامے:

اواین ایس نیوز لیٹرز

آئی آئی آر این ایس، نیوز لائن

انٹرنیشنل نیومس میٹک بلیٹن

امریکن نیومس میٹک سوسائٹی

موضوع سے متعلق مواد کی جستجو اور تاریخی حوالوں کی حصولیابی کے لئے محقق نے ملک کے نامور اداروں اور لائبریریوں کی زیارت کی اور ان سے خاطر خواہ استفادہ کی کوشش کی ہے۔ جن میں سید حامد لائبریری

مانو، حیدرآباد، مرکزی لائبریری حیدرآباد یونیورسٹی، ایشیاٹک سوسائٹی آف انڈیا، ادارہ ادبیات اردو، آندھرا پردیش ریاستی لائبریری (آصفیہ)) حیدرآباد، ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کلکتہ، کلکتہ یونیورسٹی ،نیو مس میٹک سوسائٹی آف انڈیا، بنارس ہندو یونیورسٹی، وارانسی، ریاست تلنگانہ کا محکمہ آثار قدیمہ ۔مذکورہ ادروں میں موجود مواد سے استفادہ کی بنیاد پر سلطنت دکن کے سکوں کی کندہ کاری اور نوشتہ جات کے متعدد پہلوؤں کو دیکھنے اور سمجھنے میں خاطر خواہ مدد ملی ہے۔

خطہ دکن عہد وسطیٰ کے بے شمار تاریخی یادگاروں سے بھرا ہوا ہے جن میں عربی اور فارسی کی نوشتہ جات خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے۔ ان کے ذریعے حکمرانوں کے معاصر تہذیب وثقافت پر خاطر خواہ معلومات حاصل ہوتے ہیں۔ اس دور کی عمارتوں سے اس دور کے سیاسی اور ثقافتی تاریخ کے مختلف پہلوؤں پر بیش قیمتی اطلاعات موصول ہوتے ہیں۔ سلطنت کی بہت سی عمارتوں میں اہم خطاطی نوشتہ جات ہیں جن سے اس عہد کے مختلف سماجی و مذہبی پہلوؤں پر روشنی حاصل ہوتی ہے۔ گلبرگہ، گولکنڈہ اور حیدرآباد وغیرہ سے کئی اہم نوشتہ جات حاصل ہوئے ہیں۔

اصل کتبوں کا مطالعہ کرنے کے لیے محقق نے بیدر، گلبرگہ اور گولکنڈہ وغیرہ میں مختلف تاریخی یادگاروں کی زیارت کے ساتھ اپی گرافیا انڈو عربک۔ فارسی سپلیمنٹ اور اپی گرافیا انڈو مسلمیکا کی مدد سے کتبات کے مطالعہ کی کوشش کی ہے۔

تقریباً سو سے زائد شائع شدہ کتبوں کا مطالعہ کیا گیا ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1. بہمنی سلطنت: 9 حکمرانوں کے 36 کتبوں کے نوشتہ جات
2. قطب شاہی: 6 حکمرانوں کے 35 کتبوں کی نوشتہ جات
3. نظام شاہی: 3 حکمرانوں کے 10 نوشتہ جات

4. عادل شاہی:7 حکمرانوں 47 نوشتہ جات

## متعلقہ مواد کا جائزہ:

مقالہ ہذا کی تیاری میں استعمال مواد، مآخذ اور ذرائع کو درج ذیل زمروں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

## نیومس میٹک ذرائع:

### ❖ کیٹلاگز

بہمنی سلطنت کے سکوں کی اولین نمائندگی ایڈورڈ تھامس [1] کے ایک نمائندہ کام " دہلی کے پٹھان بادشاہوں کی تاریخ 1871 "میں دیکھی گئی ہے۔ یہ عہد وسطی کے ہندوستانی سکوں پر سب قدیم کام ہے ۔ انہوں نے عہد وسطیٰ کے کچھ بادشاہوں کا انتخاب کیا ہے جن میں دہلی سلطنت، ریاستی سلطنت اور مغلوں کے سکے بھی شامل ہیں۔ یہ ایک وسیع کیٹلاگ ہے، جس میں معاصر تاریخی واقعات کے ساتھ اس کے پس منظر کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ ایڈورڈ تھامس کے کیٹلاگ میں بہمنی سلاطین میں فیروز شاہ، ہمایوں شاہ، محمد شاہ دوم، علاؤالدین احمد شاہ دوم، اور محمود شاہ دوم کے سکے شامل ہیں۔

ایڈورڈ کے کام کا بنیادی مقصد تاریخی مواد کو دستاویز کی شکل میں جمع کرنا تھا۔ اس نے مختلف سلاطین کے سکوں کے ذکر کرنے میں کوئی یکسان نمونہ کی پیروی نہیں کی ہے۔ اسی لئے نقل حرفی اور سکوں پر کندہ کاری کی تفصیل یا توضیحی معلومات کے فقدان اور کمی کا احساس ہوتا ہے۔ اس کے باوجود ان کی کتاب کو عہد وسطیٰ کے ہندستانی نیومس میٹک پر ایک اہم کام اور حوالہ جاتی مواد میں شمار کیا جاتا ہے۔

[1] Edward Thomas, *The Chronicles of Pathan Kings of Delhi*, London, 1871

دوسرا قابل ذکر کام اسٹین لے لین پول[2] کا" The coins of Muhammadans States of India in the British Museum'' اور سی جے روجرس[3] کا'' Catalogue of the Coins of the Indian Museum'' میں کچھ نئے سکوں اور جدید معلومات کا اضافہ ملتا ہے۔

یہ پبلک میوزیم میں عہد وسطیٰ کے سکوں کے ابتدائی اور اولین کیٹلاگ ہے۔ لین پول نے عربی رسم الخط پر مشتمل نوشتہ جات کے ساتھ جامع کیٹلاگ بنایا ہے۔ راجرز کے کیٹلاگ کو بھی ہندوستانی میوزیم کا سب سے قدیم میوزیم کٹیلاگ شمار کیا جاتا ہے۔

ایک اور اہم کیٹلاگ نیلسن رائٹ[4] کا ہے۔ اسے یقینی طور پر سابقہ تمام کٹیلاگ کے مقابلہ میں فائق تصور کیا جاتا ہے۔ پہلے حصے میں دہلی سلاطین کے سکے شامل ہیں جبکہ دوسرے حصے میں صوبائی سلاطین جیسے بنگال، جونپور کشمیر، مالوہ اور گلبرگہ کے بہمنیوں کے سکے شامل ہیں۔ اس کٹیلاگ میں بہت کم تعداد میں سکوں کی نمائندگی پائی جاتی ہے۔

کیٹلاگ کا اپنا ایک محدود دائرہ ہوتا ہے جس میں چند اہم معلومات جیسے ٹائپولوجی، میٹرولوجی، لیجنڈز، ٹرانسلیٹریشن، اور ترجمہ وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے۔ سکوں کا تجزیہ، توضیح اور تحلیل کے لئے گنجائش بہت کم ہوتی ہے ۔ اس کے باوجود اس کے ذریعے سکوں کے ٹائپولوجی کو سمجھنے اور مواد کی توضیح کے سلسلے میں نئی جہت کے مطالعہ کے لئے اہم مآخذ ثابت ہوں گے۔

---

[2] Stanley Lane Pool, *The Coins of Muhammadans States of India in the British Museum*, London, 1885.
[3] C.J Rodgers, *Catalogue of the Coins of the Indian Museum*, Calcutta, 1893.
[4] H. Nelson Wright, *Catalogue of the Coins in the Indian Museum* Vol. II, Calcutta, 1907-

عبد الولی خان [5] نے سب سے پہلے 1960 میں دکن سلطنت کے سکوں کی کٹیلاگنگ کی طرف توجہ مبذول کی اور وسطی دکن سلطنت کے تمام خاندانوں کے سکوں کی فہرست سازی کر کے اسے شائع کیا۔ پہلی دفعہ ان کے دواہم کاموں میں دکن سلطنت کے سکوں کی تفصیلی معلومات؛ جیسے قسم، ٹکسال، میٹرولوجی پائے جاتے ہیں۔ یہ کٹیلاگ بہمنی اور قطب شاہی سلطنت سکوں کے نوشتہ جات کے سلسلے میں اہم معلومات فراہم کرتے ہیں۔ نوشتہ جات کے علاوہ نقل حرفی اور ترجمہ بھی فراہم کرتا ہے۔ عربی نقل حرفی پر عبد الولی خان صاحب کی کام سب زیادہ قابل اعتماد تصور کای جاتا ہے۔ انہوں نے عربی مخطوطات کا صحیح املا و تلفظ کیا ہے۔

دوسرا قابل ذکر کام دلیپ راجگور صاحب کا ہے جنہوں نے 1990 میں ہندوستان میں عہد سلطنت کے سکوں کا ایک معیاری کیٹلاگ شائع کیا ہے، جس میں مغلیہ عہد سے قبل وسط سلطنت کے سکوں کا احاطہ کیا ہے۔ اس میں انہوں نے دکن سلاطین؛ بہمنی، نظام شاہی، قطب شاہی، عادل شاہی، برید شاہی اور عماد شاہی کے سکوں کے ساتھ دیگر بہت سے نئے اقسام کے سکے بھی شامل کئے ہیں جو عبد الولی خان اور دوسرے محققین سے چھوٹ گئے تھے۔۔ لیکن درست بات یہ ہے کہ ان کے اس کام میں بہت سی کوتاہیاں، خامیاں اور تضادات پائے جاتے ہیں، حتی کہ بعض سکوں کے نوشتہ جات تک کا صحیح املا نہیں کیا گیا ہے۔ ڈی راجا ریڈی، اور پی سوریہ نارائن ریڈی [6] نے بھی بہمنیوں کے چاندی اور تانبوں کے سکوں پر کام کیا ہے۔

سلطنتِ ہند کے سکوں پر سب سے جدید کام اسٹین گورین اور جے پی گوینکا [7] نے "The Coins of the Indian Sultanate" کے نام سے کئے ہیں۔ اس میں ہندوستانی سلطنت کے سکوں کا قابل ذکر احاطہ کیا ہے۔ اس

[5] Abdul Wali Khan, *Bahmani Coins in the Andhra Pradesh Govt. Museum*, Hyderabad, 1964, *Qutub Shahi Coins in the Andhra Pradesh Govt. Museum*, Hyderabad, 1961, *Copper Coins of Adil Shahi Dynasty of Bijapur*, Hyderabad, 1980.

[6] D Raja Reddy and P Suryanarayana Reddy, *Copper Coins of the Bahmani*, 1983, and *Silver Coins of the Bahmani*. 1983, reprint, 1990.

[7] Stan Goron and J P Goenka, *The Coins of the Indian sultanate*, Munshiram Manoharlal pub. Pvt. Ltd, 2002.

کٹیلاگ میں کندہ کاری کے صحیح معلومات کے ساتھ لفظی توضیح اور میٹرولوجی کا بیان ہے۔ انہوں نے سابقہ تمام کٹیلاگ کے مواد حتی کہ راجگور کے کٹیلاگ سے بھی استفادہ کیا ہے۔ اسے راجگور کے کٹیلاگ کا ایڈوانس ورژن تصور کیا جاتا ہے۔ اس میں بہت سے نئے اقسام کے سکوں کو بھی شامل کیا گیا جو کسی دیگر کٹیلاگ میں موجود نہیں تھے۔

## نیو مس میٹک میں آرٹیکل کی رپورٹنگ:

دکن سلطنت کے سکوں کے بارے میں کام ابتدائی سالوں میں بہت کم دیکھنے کو ملتا ہے۔ کچھ ماہرین نے مختلف جرائد میں نئے سکے، ٹکسال اور تاریخ کے بارے میں معلومات شائع کر کے ایک بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ ان کے اس کام کو معمولی سمجھ کر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے جبکہ اس میں ایک خاص عہد کے سکوں سے متعلق کافی اہم معلومات فراہم کئے گئے ہیں۔

ابتدائی اسکالرز جیسے گبز[8]، او کوڈرنگٹن [9] نے نیو مس میٹک کرانیکل اور جرنل آف دی رائل ایشیاٹک سوسائٹیز آف بنگال اینڈ بامبے میں اپنے مضامین شائع کئے ہیں۔ بہر حال اول الذکر دو مصنفوں کے مطالعہ اور تفہیم میں تضاد اور نقص پایا تا ہے۔

ریچارڈ برن[10] نے کوڈرنگٹن کی بہمنی نیو مس میٹک کی تاریخ میں چند قابل ذکر اضافہ کیے ہیں۔ ایف جے تھامس نے چند نایاب چاندی کے سکوں پر نوٹ لگانے میں اسی کی پیروی کی ہے۔ ایچ ایم وائٹل [11] نے علاؤالدین

[8] Joe Gibbs, "On the Gold and silver Coins of the Bahmani Dynasty", *Numismatic Chronicle*, 1881. p. 91., O Codrington, "Coins of the Bahmani Dynasty", *The Numismatic Chronicle and Journal of the Numismatic Society*, Third series, Vol. 18, 1898. p. 259-273,
[9] O Codrington, "Coins of the Bahmani Dynasty", *The Numismatic Chronicle and Journal of the Numismatic Society*, Third Series, Vol. 18, 1898. p. 259-273.
[10] R Burn, "The Bahmani Kings", *Numismatic Supplement*, No. VII. 1907. p. 53-56.
[11] H. M. Whitell, "The Coins of the Bahmani Kings of Gulbarga", *JASB, Numismatic Supplement XIX*, 1923. p. 234,

بہمن شاہ کے 760 کے سکوں کے بارے شواہد کے ساتھ اس کے دور حکومت کے خاتمہ کی تاریخ کو متنازعہ قرار دیا۔

ایک اہم مضمون ای ای اسپیٹ [12] کا ہے جس نے بہمنی کے سکوں پر بہت شاندار کام کیا تھا۔ انہوں نے بہمنی سکوں کے پانچ سو سے زائد خوبصورت نمونہ جاتی سکوں پر کام کیا تھا۔ ان تمام نامور اسکالروں کے ساتھ، رچرڈ کے برائٹ [13] نے بھی بہمنی سکوں پر چند مضامین تحریر کئے ہیں، اور ان اضافی سکوں کو عبدالولی خان نے اپنے کیٹلاگ Bahmani Coins in the Andhra Pardesh Govt. Museum, Hyderabad جو کہ 1964 میں شائع ہوا۔ سر وولسلے ہیگ، [14] اور مولوی عبدالولی [15]، دنکر راؤ، [16] پی ایل گپتا [17]، اے ایچ صدیقی اور ٹی ڈی راؤ [18]، نے بھی اپنے چند مضامین کے ذریعے قابل قدر اطلاع فراہم کیا ہے۔

بیجاپور کے عادل شاہی سکوں کو بھی نظر انداز کیا گیا ہے سابقہ شائع شدہ مضامین پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ بہت کم اسکالروں نے اس پر کام کیا ہے۔ جی پی ٹیلر [19] پہلا شخص تھا جس نے بیجاپور کے بادشاہوں کے تانبے کے کچھ سکے اور لارین شائع کیا تھا جو محمد عادل شاہ کے تین سونے کے سکوں کا ضمیمہ تھا۔ محمد اسماعیل [20] نے ابراہیم عادل شاہ کے آبلہ بالی [21] کے بارے میں بھی گفتگو کی جو ان کے تانبے کے سکوں پر پایا جاتا ہے۔ اس نے محمد عادل

---

[12] E. E. Speight, "The Coins of the Bahmani Kings of Deccan", *Islamic Culture*, 1935. p. 268
[13] Richrad. K. Bright, "Bahmanis of Gulbarga", *Numismatic International Bulletin*, January, 1973. "More Coins of The Bahmani Shahs of Gulbarga", *Numismtic International Bulletin*, March, 1973.
[14] M. W. Haig, "Notes on the Bahmani Dynasty", *Journal of Asiatic Sociery of Bengal*, part I. 1904. p. 1-15.
[15] Abdul Wali, "The Bahmani Dynasty", *Journal of Asiatic society of Bengal*, 1909. p. 461
[16] Dinkar Rao, "A rare coin of Muhammad Shah I Bahmani", *Numismatic Digest*, Part II, 1977. p. 32,
[17] P L Gupta, "A Gold Coin of Bahmani Muhammad Shah III", *Numismatic Digest*, Part II, 1977. p. 71.
[18] A. H. Siddiqui, and T. D. Rao, "A New type Gold Coin of Feroz Shah Bahmani", *Numismatic Digest*, 1997-1998. p. 67.
[19] G. P. Taylor, "On some Copper coins of the Adil Shahi Dynasty of Bijapur", "On the Bijapur Lari and Larin *Journal and Proceedings of the Asiatic Society of Bengal*, Vol. IV, 1910. p. 678
[20] Muhammad Ismaeel, "The epithet used on the Copper Coins of Ibrahim Adil Shah II", *Numismatic Supplement. XXXVI*, pp. N 37. (Article No. 231). 1922.
[21] Muhammad Ismaeel, "The epithet used on the Copper Coins of Ibrahim Adil Shah II", *Numismatic Supplement. XXXVI*, pp. N 37. (Article No. 231). 1922.

شاہ کے مزید پانچ سونے کے سکوں کی مکمل اور درست معلومات فراہم کی ہے۔ اسٹین گورون[22] نے "جرنل آف اورینٹل نیومس میٹک سوسائٹی" میں عادل شاہی سونے کے فنم کی بھی اطلاع دی ہے۔ اے ایچ صدیقی[23] نے عادل شاہی کے Couplet قسم کے سکے نیومس میٹک ڈائجسٹ میں شائع کیے تھے۔

ایف جے تھانہ والا نے احمد نگر کے نظام شاہی سکوں کا مطالعہ کیا [24]، جس میں برہان نظام شاہ اول، مرتضیٰ نظام شاہ اول، اور برہان نظام شاہ دوم کے تانبے کے سکے اور مختلف ٹکسالوں جیسے دولت آباد، برہان آباد کے بارے میں اطلاعات ملتے ہیں۔ اروند ایس اتھاولے[25] نے اپنے مضمون میں نظام شاہی خاندان کے سکوں کا تفصیلی مطالعہ کیا ہے جس میں تاریخ کا سسٹم بھی شامل ہے۔ جناب ڈاکٹر دانش معین[26] صاحب نے پہلی دفعہ برہان نظام شاہ کے سونے کا سکہ شائع کیا ہے۔ ان سکوں کی اشاعت سے قبل عمومی خیال یہ پایا جاتا تھا کہ نظام شاہی نے فقط تانبے ہی کے سکے جاری کیے تھے، لہذا اس کو ایک عظیم خدمت تصور کیا جانا چاہئے۔ جے آر ہنر یکر[27]، اے ایچ صدیقی[28] نے بھی نظام شاہی سکوں کے مطالعہ میں نئے اقسام اور نئے ٹکسال کے بارے میں معلومات شائع کر کے گراں قدر خدمت انجام دیا ہے۔ قطب شاہی خاندان کے ابتدائی دور کے سکوں کی طرف سب سے پہلے ریچارڈ برن[29] نے توجہ مبذول کی اور انہوں نے عبداللہ قطب شاہ اور اس کے جانشین ابوالحسن کے سکے بالترتیب

---

[22] Stan Goron, "A Gold Fanam of the Adil Shahi Dynasty of Bijapur", *Oriental Numismatic society*, Newsletter No. 74, 1981

[23] A H Siddiqui, "New Couplet on Bijapur Coins of Muhammad Adil Shah", *Numismatic Digest*, part, II, 1977. p. 33,

[24] F. J. Thanawala, "Some rare Copper Coins of the Nizam Shahi", *Journal and Proceedings of the Asiatic Society of Bengal*, 1907. Vol. III. p. 51-53.

[25] Arvind. S. Athavale, "Coins of Nizam Shahi Sultanate of Ahmednagar", *Numismatic Panorama*, 1996. p. 291.

[26] Danish. Moin, "Two gold Coins of Burhan Nizam II of Nizam Shahi Dynasty", *Numismatic Digest*, 1997-1998.
p. 71.

[27] J R Hunnarikar, "Some interesting Coins of the Nizam Shahi Dynasty", *Numismatic digest*, 1997-1998. p. 75.

[28] A. H. Siddiqui, "Copper Coins of Later Nizam Shahi Kings", *Numismatic Studies*, Vol. 3, 1993. p. 95.

[29] R Burn, "The Qutub Shahi of Hyderabad or Golconda", *Numismatic Supplement*, Vol. 5, 1909. p 317.

1068 ہجری اور 1095 ہجری تاریخ کے ساتھ شائع کیے۔ حالیہ برسوں میں، سنجے گڈبولے [30] نے قطب شاہی سکوں پر ایک اطلاعاتی مقالہ لکھا ہے۔

برار کے عماد شاہی بادشاہوں کے سکوں کے بارے میں بہت ہی کم معلومات میسر ہیں۔ البتہ اے ایچ صدیقی [31] کا ایک مقالہ اس ضمن میں ملتا ہے ۔ ٹھیک یہی معاملہ بیدر کے برید شاہی سکوں کا بھی ہے ان کے بارے میں بھی بہت کم معلومات میسر ہیں۔ بعد میں ان کے سکوں کا سب سے پہلے تذکرہ ایچ کاؤس [32] اور عبدالحمید صدیقی [33] نے کیا ہے۔ بیدر کے برید شاہی سکوں پر ریچارڈ کے برائٹ [34] نے ایک تفصیلی مضمون قلمبند کیا ہے۔

مذکورہ بالا اطلاعاتی مضامین کے علاوہ بہت کم قابل ذکر کام ہوا ہے جس میں ہندوستان کے عہد وسطیٰ کے سکوں کے تمام پہلوؤں کا احاطہ ہو۔

Joe Cribb کی ایک اہم کتاب Indian Coinage Tradition Origin, Continuity and Change کا یہاں ذکر کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہوگا۔ اس کتاب میں ہندوستانی سکوں کا بنیادی تصور فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ اس میں تسلسل اور تبدیلی پر زور دیا گیا ہے۔ Joe Cribb نے کہا کہ "ہندوستانی سکوں میں غیر ملکی سکوں کی روایات کے تمام پہلوؤں کو اپنانے اور جذب کرنے کی مخصوص صلاحیت موجود ہے۔ ہندوستان میں نئے سکوں کے بارے میں سوچ وفکر کی روایت بلاشبہ حملہ آوروں اور تاجروں کی طرف سے قائم کردہ ہے لازمی رد عمل ہے [35]۔

---

[30] Sanjay Goodbole, "Copper coins of Abdullah Qutub shah with rare date", Journal of Numismatic Society of India (Part I And II), 2010. pp 81.

[31] A. H. Siddiqui, "The Copper Coin of Imad Shahi Dynasty of Berar", JNSI, (part I). 1974. p 142.

[32] H. Kaus, "The Copper Coins of the Barid Shahi Kings of Bidar", JNSI, pp 51. 1945. Also see, Legend of Bareed shahi Coins, JNSI, 1949 (part I) pp. 38.

[33] A. H. Siddiqui, "Some copper coins of Barid Shahi", *JNSI, XXI,* Part II, 1959. pp. 58-66, Also see, "A new legend on a Copper Coin of Ibrahim Barid". 1966 (part I). pp. 82., "Some Barid Shahi Coins". JNSI, 1974. (Part I). pp. 137. "A note on Copper Coins of Barid Shahi dynasty". JNSI, 1989. (Part I and II). pp. 118-121.

[34] Richard K Bright, The Coins of the Barid Shahi of Bidar, *Numismatic International Bulletin,* Vol. 7. No. 9, 1973

[35] Joe Cribb, "*The origins of the Indian Coinage tradition*", IIRNS. 2005

ہندوستانی سکوں پر یونانی سکوں کے اثرات اس کی واضح مثال ہے، جس کی پیروی بعد میں انڈو سیتھین، پارتیناس، کوشان اور اسلامی روایت نے کی ہے۔ تمام لوگوں نے اپنی اپنی روایت کے ساتھ عصری سکوں کی روایت کو اپنایا جس سے ایک نئے سکے کی روایت قائم ہوئی۔ ہندوستانی سکوں کی طویل عمری بھی ہندوستانی سکوں کو یورپ اور اسلامی دنیا سے مختلف کرتی ہے۔

ہندوستان میں اسلام کی آمد کے ساتھ سکوں میں واضح تبدیلی دہلی سلطنت کے قیام کے ساتھ ہی دیکھنے کو ملتی ہے اسلامی سکوں کا گہرا رشتہ اسلامی تاریخ اور اسلامی تہذیب کے ساتھ ہے[36]"۔ اپنی ابتدائی دور میں انہوں نے معاصر سکوں کے نظام کو بھی اپنایا تھا جس میں مصور بیل، گھڑ سوار اور لکشمی دیوی کی شکلیں تھیں۔

اگرچہ اسلامی سکوں کی روایت کے سلسلے میں ریاستوں اور حکمرانوں کی طرف سے بالکل آزادانہ خیال پر زور دیا جاتا تھا۔ بسا اوقات سکوں کے اوپر حکمراں کے نام مقصد حکمراں کی حاکمیت اعلیٰ کے اظہار کے لئے ہوتا تھا۔ سید اعجاز حسین [37] صاحب نے اپنے ایک مضمون میں واضح کیا ہے کہ اسلامی سکوں کی نوشتہ زبان اور آرٹ کی زبان کے ذریعے لوگوں کو متاثر کیا جاتا تھا۔ حکمراں طبقہ ان دونوں زبانوں کے ذریعے رعایا کے ذہن میں اپنی اقتدار و طاقت کی ایک مثبت تصویر پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ ان اعتماد حاصل کر سکے اور انہیں فرمانبردار بنایا جا سکے۔ ڈاکٹر دانش معین صاحب نے [38] اپنے ایک مشاہداتی مضمون کے ذریعے دکن سلطنت کے سکوں کے ساتھ بہمنی سلطنت کے منتشر اجزا کا بھی احاطہ کیا ہے۔ لیکن اس میں تمام دائناسٹیز کا احاطہ نہیں کیا گیا ہے۔ مضمون گرچہ بہت مختصر ہے لیکن بے انتہا معلوماتی ہے۔ اس میں انہوں نے چند سکوں ہی کے بارے میں بات کی ہے۔ یقینا

[36] C J Brown, "*The Coins of India*" .1922 p. 67.
[37] Sayed Ejaz, "Symbolism and the state authority: Reflections from the art on the Indo Islamic Coins", 2013, https://www.researchgate.net/publication.
[38] Danish Moin, "The Coinage of Deccan Sultans: Some observations" *"Numismatic Studies*, Vol. 6, (2001). p. 167

ان یہ مقالہ میری تحقیق کے لئے ایک فریم ورک کی حیثیت رکھتا ہے جس کی روشنی میں میرا یہ تحقیقی کام اگے بڑھ رہاہے۔

عہد وسطی کے ہندوستانی سکے جنہیں اسلامی سکہ بھی کہاجاتاہے کی بہتر تفہیم کے لیے اسکالرنے عرب ممالک سے آنے والے سکوں سے متعلق کتابوں کے ساتھ مضامین ومقالات کا بھی مطالعہ کیاہے تاکہ درست نظریہ قائم کیاجاسکے۔ ۔عربی کندہ کاری اسلامی طرز کے سکوں کی بنیادی خصوصیت ہے۔اس میں مذہبی عنوانات کے ساتھ تاریخ اور خلیفہ کانام شامل ہوتا تھا ۔اسلامی طرز کے سکوں کی روایت کی بنیاد نویں صدی میں عباسی خلیفہ المامون نے ان پر اپنانام کندہ کرکے ڈالی ہے۔[39]۔بعد میں ہندوستان سلاطین سمیت دیگر اسلامی ممالک کے حکمرانوں نے بھی عباسی خلیفہ کی پیروی کرتے ہوئے اسلامی طرز کے سکے جاری کرناشروع کیے۔ ماضی میں بہت سے ممتاز اسکالروں نے عرب پس منظر میں اسلامی طرز کے سکوں پر غیر معمولی کام کیا۔یہاں مائیکل مشنر[40] کے کام کاذکر فائدہ سے خالی نہیں ہوگا، جس نے عالم اسلام کے سکوں کے ساتھ ہندوستان کے اسلامی طرز کے سکوں کا بھی احاطہ کیاہے۔بنیادی طور پر مواد میں ہر ڈائناسٹی پر افتاحی سیکشن کے ساتھ مختصر نوٹ بھی شامل ہے۔یہ کتاب اسلامی سکوں کی نشاندہی،شناخت اور اس کے ارتقا کی تفہیم کے لیے کافی اہم ہے۔

دوسری اہم کتاب جے ایل بچرچ[41] کی Islamic History through Coin; An Analysis and Catalogue of tenth Century Ikhshidid Coinage ہے یہ کتاب نیومس میٹک کے میدان میں نئے کام کرنے والوں کے لئے کافی کارآمد ہے اس لئے کہ اس میں اعداد وشمار کی تنظیم اور تشریح پر تفصیلی مواد موجود ہے انہوں نے تکنیکی اصطلاحات جیسے Obverse, Reverse, Die Link, and Decree of Fitness کی وضاحت کی ہے۔انہوں

[39] Tayeb Al Hibri, "Coinage Reform under Abbasid Caliph Al Mamun". *Journal of the Economic and Social History of the Orient*, Vol. 36, No. 1, 1993. pp. 58-83
[40] Michael Mitchener, *Oriental Coins, and their Values: The World of Islam*, London, 1977.
[41] Jere L. Bacharach's, *Islamic History through Coins; An Analysis and Catalogue of Tenth-Century Ikhshidid Coinage*, 2015.

نے اس میں بنیادی طور پر اخشیدی ڈائناسٹی کے بانی محمد ابن طغز الاخشیدی کے سکوں پر توجہ مبذول کی ہے ۔ آخر میں انہوں نے ایک کٹیلاگ بھی تیار کیا تھا جس سے اسکالر اور کلکٹر ان مواد سے فائدہ اٹھا سکے۔ ان کی کتاب کے آخر میں درہم و دینار کی ایک مصور فہرست موجود ہے۔

جارج سی مل[42] کی کتاب Rare Islamic Coins مولف کے اعتبار سے ایک اہم اضافہ ہے۔ ہر ایک نایاب اسلامی سکے معمولی ہوں یا غیر معمولی اسلامی نیو مس میٹک اور جغرافیہ کی تفہیم میں مفید و کار آمد ثابت ہوں گے۔

Richard J.Plant رچرڈ جے پلانٹ[43] (1973) نے اپنی ایک مختصر کتاب میں اسلامی سکوں پر عربی کندہ کاری کی بڑی خوبصور وضاحت کی ہے۔ ساتھ ہی انہیں عربی جانے بغیر کیسے پڑھا جائے اس کی تفصیل موجود ہے۔ اسلامی دنیا میں موجود عربی کندہ کاری والے سکوں کی تشریح کے لیے یہ کتاب کافی کارآمد ہے۔

ٹھیک اسی طرز پر ڈاکٹر دانش معین[44] صاحب کا بھی ایک مقالہ عربی جانے بغیر عہد وسطیٰ کے ہندوستانی سکوں کا مطالعہ، خطاطی کی مدد سے کیسے کیا جائے سے متعلق ہے۔

Gortington کی کتاب[45] Manual of Musalman کیلنڈر کا جدول، عربی حروف اور ہندسوں پر مشتمل ہے۔ ساتھ اس میں حکمرانوں کے ذاتی نام، القاب، مذہبی کند کاری اور سکوں کے اوپر دوسرے مرئی عناصر کی فہرست پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب اسلامی نیو مس میٹک کو سمجھنے کی کوشش کرنے والے نئے لوگوں کے لئے کافی مفید ہے۔

---

[42] C. Mile's, "Rare Islamic Coins", *The American Numismatic Society*, New York, 1950-
[43] Richard. J. Plant, "*Arabic Coins and How to Read them*", Seaby. London. 1973
[44] Danish Moin, "Medieval Indian Coins: A Calligraphic Aspect", *JNSI*, LVIII, 2007, p. 68-72.
[45] Codrington, *Manual of Musalman Numismatics*, Kessinger pub. 1904

Anna Tinner انا ٹنر[46] (2014) نے اپنے ایک مضمون میں مسلم حکمرانوں کے پانچ سکوں پر بحث کیا ہے، جس میں بازنطینی حکومت سے اسلامی خلافت کی طرف منتقلی کی جھلک موجود ہے ۔اس نے سکوں کی پرکھ اور مطالعہ کے لیے آر ٹی آئی جیسی جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کیا ہے۔ یہ ٹکنالوجی سکوں کو ہائی ریزولوشن تصاویر کی شکل میں دیکھنے کے قابل بناتی ہے جنہیں روشنی اور عکاسی کے حوالے سے ایڈجسٹ بھی کیا جاسکتا ہے۔ سکوں کی آر ٹی آئی امیجز بنانا ایک وسیع متبادل نقطہ نظر فراہم کرتا ہے اس سے سکوں کے ان پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے جنہیں کھلی آنکھوں سے دیکھا نہیں جاسکتا[47]۔بازنطینی اقتدار کا اموی خلافت کی طرف منتقلی کے آثار مذکورہ چاروں سکوں میں نظر آتے ہیں۔ چاروں سکے دکھاتے ہیں۔

یقینا یہ سست طریقہ کار ہے لیکن اس کے اثرات دیرپا ثابت ہوں گے۔

معاویہ نے عیسائیت سے اسلام اور یونانی سے عربی کی منتقلی کو یقینی بنانے کے لیے بڑے محتاط اقدامات کئے ہیں۔انہوں نے عدم قبولیت اور مسترد ہونے کے خوف سے سکوں میں کوئی نمایاں تبدیلی نہیں کر سکے۔انہوں نے اپنے نئے فتوحات کی وجہ سے رفتہ رفتہ انہیں اپنے حساب سے ڈھالنا شروع کیا۔ہندوستانی تناظر میں بھی یہی اصول نافذ ہوا۔ہندوستان میں مسلمان اقتدار میں آتے ہی فورا اسلامی سکوں کا نفاذ شروع نہیں کیا بلکہ رفتہ رفتہ انہوں نے ایسا کیا۔

ان کاموں کے علاوہ Tayeb El Hibri طیب الحبری[48] نے مامون کے عہد کے سکوں کی جانچ پڑتال کر کے متعدد تہذیبی تبدیلی کو نمایاں کیا ہے۔ان کے مطابق اس عہد کے سکوں کے اسٹائل، ٹائپ اور تشکیل میں تبدیلی خلیفہ ماموں کی سکوں سے متعلق منظم اور منصوبہ بند پالیسی کا نتیجہ ہے۔

---

[46] Anna Tiner, "A period of Transition: Early Islamic and Umayyad Coinage". *Research Gate Publication*. 2016

[47] Ibid

[48] Tayeb El – Hibri, "Coinage Reform under the Abbasid Caliph Al Mamun", *Journal of the Economic and Social History of the Orient*, Vol. 36, No. 1. 1993. p. 58-83.

Michael Humphreys مائیکل ہمفریز[49] نے عرب اور بازنطینی حکومت کے مابین اپنی اپنی بالادستی کو لے کر اختلاف کا بھی ذکر کیا ہے۔

اس ضمن میں David J Wasserstein and Wijdan Ali ڈیوڈ جے واسرسٹین[50] اور وجدان علی[51] کے کاموں کو بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ ان دونوں نے عالم اسلام کے ابتدائی اسلامی سکوں پر گفتگو کی ہے۔ ثانی الذکر کا ماننا ہے کہ اسلامی سکوں کا ہر عنصر کچھ نہ کچھ معنی بیان کرتا ہے۔ یہ سکے نہ صرف مالیاتی امور میں استعمال کیا جاتا ہے بلکہ یہ اعتقادی پیغام رسانی کا بھی ایک اہم ذریعہ ہے ۔ مؤخر الذکر نے اپنے مضمون میں اموی، عباسی اور فاطمیوں کے مابین اختلاف کے ساتھ عرب اور بازنطینی کرنسی کے اوپر دیوی دیوتاوں کی تصاویر کو لے کر بالادستی کا ذکر کیا ہے۔ سب سے پہلے اموی خلیفہ عبد الملک نے اسلامی طرز کا سکہ رائج کیا۔

اس پر مزید تجربہ عباسی خلیفہ المامون نے کیا۔ انہوں نے گورنر کے نام کے ساتھ سکوں کو عباسی خلیفہ کی طرف منسوب کیا ۔ انہوں نے خطاطی اور سکوں کے سائز میں کچھ اور تبدیلیاں کی۔ فاطمی خاندان کے سکوں میں شیعیت کی جھلک کے ساتھ حضرت علی کے ساتھ اپنی وابستگی کا اظہار ملتا ہے۔ خلیفہ المعز نے نئے ڈیزائن کے ساتھ شیعہ پیغام پر مشتمل سکہ جاری کیا۔ فاطمی سکہ اپنی خوبصورتی کی وجہ بحیرہ روم میں سب سے زیادہ مقبول تجارتی کرنسی بن گیا تھا۔

---

[49] Micheal Humphreys, "The War of Images revisited Justinians II; Coinage Reform and the Caliphate", *The Numismatic Chronicle*, Vol. 173, 1966. p. 229-244.

[50] David Wasserstein, "Coins as Agents of Cultural Definition of Islam", *Poetics Today*, Vol. 14, No. 2 (Cultural Process in Muslim and Arab Societies: Medieval and early modern Periods), 1993. p. 303-322,

[51] Wijdan Ali, "Islamic Coins during the Umayyad, Abbasid, Andalusian and Fatimid dynasties", *Foundation of science technology and civilization*, 2004. p. 1

Michael L Bates, Carl Wurtzel, and Luke Treaswellمائیکل ایل بیٹس[52]، کارل ورٹزل[53] اور لیوک ٹریڈویل[54] نے بھی عالمی تناظر میں اسلامی سکے کی ترقی میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔

وجدان علی[55] نے اپنے مضمون میں اموی، عباسی، اندلسی اور فاطمی عہد کے سکوں کی نشوونما اور جدوجہد پر بہت مختصر بحث کی ہے انہوں نے ذکر کیا کیسے عرب اور بازنطینی اپنی بالادستی کیلئے نوشتہ جات کی مدد سے آپس میں جنگ وجدال کرتے تھے۔

Micheal L Bateمائیکل ایل بیٹس[56] کا مضمون بنیادی طور پر مورخین کے لیے تھا۔ جس کا مقصد اسلامی سکوں کے تعارف کے ساتھ اسلامی نیومس میٹک کے مسائل سے آگاہ کرنا تھا۔ اسے چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا عمومی سروے اور حوالہ جات۔ دوسرا میں اسلامی نیومس میٹک کے مسائل پر تحقیق ومطالعہ ، تیسرا خصوصی تحقیق پر ایک سروے جو تاریخ اور جغرافیائی لحاظ سے ترتیب دیا گیا ہے۔ انہوں نے آخر میں کتابیات کے ضمن میں مصنف کے نام اور تاریخ کا حوالہ دیا ہے۔

Carl Wurtzel[57], Luke Treadwell[58] and Neal Evansکارل وارٹزل، لیوک ٹردول اور نیل ایونس نے اسلامی سکوں کی ترقی کے تمام نکات کو بہت ہی مختصر طور پر متعارف کرایا ہے۔

---

[52] Michael L Bates, "Islamic Numismatics". *Middle East Studies Association Bulletin*, vol. 12, No 3. December 1978. p. 2-18-

[53] Carl Wurtzel, "The Coinage of the Revolutionaries in the late Umayyad Period", *Museum notes (American Numismatic Society),* Vol. 23. 1978. p. 161-199

[54] Luke Treadwell, "The Copper Coinage of Umayyad Iran", *The Numismatic Chronicle,* Vol. 168, 1966, 2008. p. 331-381

[55] op.cit. p. 2.

[56] op.cit. p. 331-381

[57] op. cit. p. 161-199

[58] op. cit. p. 331-381

## اپی گرافی کے مآخذ:

ایک خاص عہد کی تاریخ کی تشریح کے لئے نیو مس میٹک کی طرح اپی گرافی بھی آثار قدیمہ کے اہم مآخذ تصور کیا جاتا ہے ۔کتبہ جات کے مطالعہ کے ارتقا اور فروغ کے لئے حکومت ہند نے محکمہ آثار قدیمہ ہند کے تحت متعدد شاخ قائم کئے ہیں۔ عربی اور فارسی کے نوشتہ جات کے مطالعہ اور فروغ کے لئے ایک علاحدہ شاخ ناگپور میں قائم کیا ہے۔ اکثر اپی گرافی کے نوشتہ جات Epigraphy Indica and Epigraphia Indo Muslemica جو بعد میں Epigraphia India Arabic and Persia Supplement کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔عالمی سطح کے مشہور اسکالروں نے کتبہ جات کا مطالعہ کیا ہے۔

مشہور مستشرق E. Denison Ross ،نے 1908-1907 Epigraphia Indo Moslemica کے نام سے پہلا شمارہ شائع کیا تھا۔ڈاکٹر جے ہوروِوٹز، غلام یزدانی اور زیڈ اے ڈیسائی بے عربی اور فارسی کتبات کے مطالعہ میں گرانقدر خدمات انجام دیا ہے۔ان تمام نامور اسکالروں نے محققین کو بہت متاثر کیا ہے اور تاریخ کے کثیر جہتی مطالعہ کے لئے ایک فورم عطا کیا ہے۔

اس کے علاوہ آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا نے بھی یادگارانہ سیریز کے طور پر نوشتہ جات شائع کیا ہے۔ محقق نے[59] A monograph of the Inscriptions of Bijapur کا مطالعہ کیا ہے، جس میں بیجاپور کے تمام قرآنی اور غیر تاریخی کتبات کا ریکارڈ شامل ہے۔ساتھ محمد اشرف حسین کا کام "صوبہ دہلی کے تمام قرآنی اور غیر تاریخی خطوط کا ریکارڈ[60]" بھی زیر مطالعہ رہا ہے۔

---

[59] M Nazim, *A Monograph on the inscriptions of Bijapur,* Delhi, 1936

[60] Muhammad Ashraf Hussain, *Record of All the Quranic and Non- Historical Epigraphs of Delhi Province* Archeological Survey of India, New Delhi, 1926.

عربی فارسی نوشتہ جات پر سب سے اہم کام آر ایچ ریونشو[61] کا Gaur Its Ruins and Inscription اور ایم اے چغتائی[62] کی Muslim Monumnets of Ahmedabad through their Inscription، غلام یزدانی کی Bidar its History and Monuments[63] اور The Antiquities of Bidar[64] عربی وفارسی نوشتہ جات کے کتباتی مطالعہ بہت ہی اہم کام تصور کیا جاتا ہے۔ انہوں نے عہد وسطیٰ کے عربی فارسی نوشتہ جات مطالعہ اوران سے نئی تاریخی توضیحات اخذ کرنے میں غیر معمولی کام کیا ہے۔

دیگر بہت سے بہت نامور اسکالروں نے؛ جیسے مولوی بشیر الدین احمد[65] جنہوں نے "واقعات دارالحکومت" ، سید اصغر علی بلگرامی نے "مآثر دکن" کے نام سے اردو میں غیر کام کیا جسے بعد میں Land Marks of Deccan[66] کے نام انگریزی میں شایع کیا ہے۔ ہنری کوزنس[67] اور وی ایس بینڈرے[68] نے بھی اپنے کاموں کے ذریعے بڑی خدمت کی ہے۔

ماضی قریب میں A K M Yaqub Ali نے Epigraphs of Medival Bengal: Mode of Decipherment and Utilization for History writing[69] اور David P. Henige[70] نے Some Panthom Dynasties of early and Medival اور پرتیک کمار مترا نے India : Epigraphic Evidence and the Abhorrence of a vaccume Documentation on

---

[61] R H Ravenshaw, *Gaur- Its Ruins and Inscriptions*, London, 1878-
[62] M. A Chaghtai, *Muslim Monuments of Ahmedabad Through Their Inscriptions,* Poona, 1942-
[63] Ghulam Yazdani, *Bidar Its History and Monuments*, London, 1944-
[64] Ghulam Yazdani, *The Antiquities of Bidar*, Calcutta, 1917.
[65] Maulvi Bashiruddin Ahmad, *Waqita-e-Mamlekate Bijapur,* Darul Hukumat, Agra, 1919
[66] Sayed Asghar Ali Bilgrani, *Mathir Dakan* Hyderabad 1925 and *Land Marks of Deccan,* Hyderabad 1927-
[67] Henry Cousens, *The Old Capital of the Adil Shahi Kings: A Guide to its Ruins with Historical Culture*, Poona, 1889
[68] V S Bendrey, *A Study of Muslim Inscriptions,* Bombay, 1944-
[69] A K M Yaqub Ali, "Epigraphs of Medieval Bengal: Mode of Decipherment and Utilization for History Writing ", *Bengal Muslim Research Institute - a historical reference point for books, articles, and biographies (bmri.org.uk)*
[70] David P. Henige, "Some Phantom dynasties of Early and Medieval India: Epigraphic Evidence and the Abhorrence of a vacuum". *Bulletin of the School of Oriental and African Studies,* University of London Vol. 38. 1975. P. 525-549.

some new epigraphic Discoveries from Gaur[71] اور محمد یوسف صدیقی کی Epigraphy and Iskamic History in South Asia[72] نے مختلف جرائد میں کتبات پر اہم خدمات انجام دئے ہیں۔

بہر حال انہی کی خدمات کی وجہ سے بہت سے غیر مطبوع کتبات منظر عام پر آئے۔ ان کاموں کا دائرہ فقب کتبات تک محدود تھا اور نیو مس میٹک کے ساتھ اس کا تقابلی مطالعہ نہیں کیا گیا ہے۔

## بنیادی فارسی مآخذ:

دکن سلاطین کی تاریخ پر فارسی میں چند ہی مآخذ پائے جاتے ہیں۔ ابو القاسم فرشتہ کا گلشن ابراہیم (تاریخ فرشتہ) واحد ماخذ ہے وسط دکن کی تاریخ کا بالعموم اور دکن سلطنت کے بالخصوص احاطہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ عصامی کا فتوح السلاطین، رفیع الدین شیرازی کا تذکرہ الملوک اور طباطبائی کا برہان مآثر دکن سلطنت کی تاریخ کو سمجھنے کے لیے سب سے زیادہ موزوں مآخذ ہیں ۔

محقق نے مذکورہ کتابوں کا ترجمہ شدہ نسخہ کا مطالعہ کیا ہے، جس میں بہت سی معلومات Elliot and Dowson[73] اخذ کردہ ہے۔

عصامی کی فتوح السلاطین بہمنی پر سب سے زیادہ قابل ذکر اور ابتدائی فارسی تصنیف ہے۔ کتاب شاعرانہ انداز میں لکھی گئی ہے۔ عصامی کی کتاب بہمنی عہد کے ابتدائی دور اور بہمن شاہ کی حکومت کے قیام کے سلسلے میں بہت ہی موزوں ہے۔ عصامی کو عام طور پر عہد وسط ہند کا شاہنامہ تصور کیا جاتا ہے۔ اے مہدی حسین نے فتوح السلاطین کا ترجمہ فتوح السلاطین یا Shahnama of Medival India[74] کے نام سے کیا ہے۔

---

[71] Pratik Kumar Mitra, "Documentation on Some New Epigraphic Discoveries from Gaur", *https://www.academia.edu/5788036/Documentation_on_Some_New_Epigraphic_Discoveries_from_Gaur*

[72] Muhammad Yusuf Siddiqui, "Epigraphy and Islamic History in South Asia". *Journal of Islamic Thought and Civilization.* Vol. 2 Issue. 2, 2012. p. 1

[73] Elliot and John Dowson, *The History of India, as Told by its Own Historians*, Vol. III, London, 1871

[74] A Mahdi Hussain, *The Futuhus Salatin, or the Shahnama of Medieval India*, London, 1938.

بہمنی پر ایک اور ممتاز تصنیف محمد قاسم کی گلشن ابراہیمی یا تاریخ فرشتہ ہے۔ یہ کئی کتابوں کا مجموعہ ہے ، جیسے غزنی اور لاہور کے بادشاہ، دہلی کے سلطان، دکنی سلطان، مالوہ کے سلطان، گجرات، خاندیش، کشمیر اور ملتان وغیرہ شامل ہیں۔ جنرل جے بریگز[75] (1829) نے تاریخ فرشتہ کا ترجمہ کیا ہے جسے علمی حلقوں میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے ۔ اسکالرز نے اس بات کو محسوس کیا کہ بریگز نے فرشتہ کے اصل متن میں کچھ اضافہ کیا ہے۔ ان کے محقق نے میں نے عبدالحئ خواجہ اور ڈی راشد گلشن ابراہیمی کے اردو ترجمہ سے بھی رجوع کیا ہے۔

ضیاء الدین برانی کی تاریخ فیروز شاہی[76] کو دہلی سلطنت کے مملوک، خلجی اور تغلق ڈائناسٹی کی تاریخ نویسی کا سب سے مستند ماخذ سمجھا جاتا ہے۔ مصنف نے دہلی اور دکن کے علاقوں میں ہونے والے ترقیات کا از خود مشاہدہ کیا ہے۔ تاریخ فیروز شاہی کا حال ہی میں پروفیسر اشتیاق احمد ظلی[77] نے انگریزی میں ترجمہ کیا ہے۔

سید علی طبطبائی نے برہان مآثر کے نام سے ایک کتاب لکھی جسے وسیع پیمانے پر تاریخی حوالوں کے لئے نقل کیا جاتا ہے۔ یہ کتاب فقط مخطوطہ کی شکل میں ہے اور اس کا بعض حصہ جے ایس کنگز[78] نے انگریزی میں ترجمہ کیا ہے اسے بھی بہمنی بادشاہت پر ایک ایک ماخذ تصور کیا جاتا ہے۔ اس میں خاص طور پر احمد نگر کی سلطنت اور اس کے لواحقین پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔

## ثانوی ماخذ: تاریخ

دکن کے تاریخی پس منظر، سیاسی اور ثقافتی تاریخ کو سمجھنے کے لئے غلام یزدانی[79]، ایچ کے شیروانی اور پی ایم جوشی اور ایس کے سنہا وغیرہ کے تصانیف کا خصوصیت کے ساتھ مطالعہ کیا گیا ہے۔

---

[75] General J. Briggs, *The History of the Rise of Muhammadan Power in India,* Vol. V. London. 1829

[76] Ziauddin, Barani, *Tarikhe Firoz Shahi, (*Henry Miers Elliot, John Dowson Translator*).* Sang-e-Meel- Publications, Lahore. 2006

[77] Ishtiyaq Ahmad Zilli, *Tarikh-i-Firoz Shahi* (English Translation), Delhi, 2019.

[78] J S King, *The History of The Bahmani Dynasty, Founded on the Burhan –i-Massir,* London, 1900.

[79] H K Sherwani, *The Bahmani's of Deccan an objective Study,* Hyderabad, 1946; *Mahmud Gawan The Great Bahmani Wazir,* Allahabad, 1942*; Cultural Trends in Medieval India: Architecture, Painting, Literature & Language* New York, 1968; *Cultural Understanding in*

بہمنی سلطنت کی تاریخ اور ثقافت کو جاننے کے لیے ثانوی ماخذ کے طور پر ایچ کے شیروانی نے قابل قدر کام کیا ہے۔ ہارون خان شیروانی ایک مشہور ہندوستانی مورخ تھے جو 1891-1980 کے دوران ہندوستان میں مقیم رہے۔ مورخین، تاریخ دکن پر ان کے کاموں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ انہوں نے کئی قابل ذکر کام تصانیف چھوڑے ہیں جن میں The Bahmani's of Deccan an objective Study, Mahmud Gawan: The great Bahmani Wazir, Cultural trends in Medival India: Architecture, painting, Litrature and Language, cultural understanding in Medival India, History of the Qutub Shahidynasty, and Muhammad Quli Qutub Shah, Founder of Hyderabad.[80]

ان کتابوں میں وسط دکن کی تاریخ پر جامع معلومات موجود ہیں۔ ان کی دو کتابیں The Bahmani's Deccan An objective study and History of Medival Deccan (1295-1724)[81] خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ ان کتابوں میں بہمنی اور ان کے جانشینوں کے بارے بہت ہی موزوں اور باریک معلومات کا احاطہ کرنے کے ساتھ ان کی سیاسی، سماجی۔ ثقافتی اور معاشی ارتقا پر بات کی گئی ہے۔

اگرچہ نیل کنتھا شاستری نے جنوبی ہند اور دکن پر متعدد کتابیں لکھی ہیں لیکن ان کی کتاب *A History of South India from Prehistoric to the Fall of Vijayanagar*[82] جنوبی ہند کی تاریخ پر ایک اہم کتاب شمار کیا جاتا ہے۔ وجئے نگر کے علاوہ اس میں بہمنی اور اس کے جانشینوں کی سیاسی تاریخ پر

---

*Medieval India,* Hyderabad, 1962; *History of the Qutub Shahi dynasty,* 1974); *Muhammad-Quli Qutub Shah, founder of Hyderabad,* London, 1967.

[80] H K Sherwani, *The Bahmani's of Deccan an objective Study,* Hyderabad, 1946; *Mahmud Gawan The Great Bahmani Wazir,* Allahabad, 1942*; Cultural Trends in Medieval India: Architecture, Painting, Literature & Language* New York, 1968; *Cultural Understanding in Medieval India,* Hyderabad, 1962; *History of the Qutub Shahi dynasty,* 1974); *Muhammad-Quli Qutub Shah, founder of Hyderabad,* London, 1967

[81] H K Sherwani, *History of Medieval Deccan (1295-1724) Mainly Political and Military Aspects,* Andhra Pradesh. 1973.

[82] Nilakanta Sastri, *A History of South India from Prehistoric to the Fall of Vijayanagar,* oxford, 1997.

بھی بحث کی گئی ہے۔ بہمنی اور وجئے نگر کے سلاطین کے درمیان تعلقات کے سلسلے میں محققین نے اس کتاب کی کافی چھان پھٹک کی ہے۔

دوسری اہم تصنیف ہیگ "Historic Landmark of Deccan (1970)"[83] بھی بہمنی بادشاہت کی متعلقہ تفصیلات فراہم کرتی ہے۔ اسکالر نے بہمنی سلطنت کی حدود، بہمنی خاندان کی تاریخ، بہمنی حکومت کی تاریخی تفصیلات، بہمنی سلطنت کے عروج و زوال اور دیگر عوامل کو بھی تفصیلی انداز میں بیان کیا ہے۔ اس کتاب میں بہمنی سلاطین کی حکمرانی، تعلیم، معاشرت، سیاست اور معیشت کے میدان میں کارہائے نمایاں پر بات کی گئی ہے۔ل ۔ محقق نے دکن کے دو قدیم دار الحکومتوں گلبرگہ اور بیدر کا بھی تفصیلی ذکر کیا ہے۔

S A Q Hussaini کی کتاب Bahman Shah the Founder of Bahmani Kingdom[84] میں بہمنی سلطنت کے بانی بہمن شاہ کے متعلق تفصیل کے ساتھ معلومات موجود ہیں۔ انہوں نے اس کتاب میں معاصر مصنف اور بعد کے مصنفین کے شواہد کا حوالہ دے کر کتابتی اور نوشتہ جاتی مطالعہ کو نیا رخ دیا ہے۔

اسٹینلے لین پول کا Medival India under Muhammadan Rule[85] (712-1764AD) ایس کے سنہا کا Medival History of Deccan Vol I Bhamani's[86], Medival History of Deccan Vol II, Adil Shahi[87]۔

جارج مشیل، اور مارک زیبروسکی کی The Cambridge history of India[88]، اور جے ایل مہتا کی Advanced

[83] Major, T W Haig, *Historic Land Marks of the Deccan*, Allahabad. 1907,
[84] S A Q Husseini, *Bahman Shah the Founder of the Bahmani Kingdom*, Calcutta. 1960.
[85] Stanley Lane Pool, *Mediaeval India Under Muhammadan Rule*, Delhi, 2003, p. 410-430.
[86] S. K. Sinha, *Medieval History of the Deccan Vol. I Bahmani's*, Depart. Of Archaeology and Museums, Telangana. 2017
[87] Ibid.
[88] George Michel and Mark Zebrowski, "*The Cambridge History of India; Architecture and Art of the Deccan Sultanates"* Cambridge University Press, 2006

study in the History of Medival India[89]" کی کتابیں ثانوی مآخذ کے طور پر ملک کے نصف جنوبی کی سماجی و ثقافتی تاریخ کو جاننے کے اہم ذرائع ہیں۔

**ابواب بندی:**

مقالہ ہذا کو تعارف، اختتامیہ اور کتابیات کے علاوہ چھ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ محتفات، فہرست عناوین، فہرست تصاویر، اور عکاسی بھی شامل ہیں۔

**باب اول:**

**دکن سلطنتوں کا تاریخی پس منظر**

اس باب میں بہمنی اور اس کے جانشینوں کے تاریخی پس منظر کے بارے میں تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔ دکن سلطنت کے قیام سے شروع ہو کر دہلی سلطنت اور اس کے جانشینوں کے حکمرانی سے لے کر خود مختار بہمنی حکومت کے قیام اوراس کے عروج وزوال پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ بہمنی سلطنت کے زوال کیساتھ دکن میں پانچ اہم سلاطین کا ظہور ہوا جن میں گولکنڈہ کی قطب شاہی، احمد نگر کی نظام شاہی، بیجاپور کی عادل شاہی، بیدر کی برید شاہی، اور برار کی عماد شاہی مشہور ہیں۔ اس باب میں ان خاندانوں پر خاطر خواہ بحث کی گئی ہے۔

**باب دوم:**

**دہلی سلطنت کے سکے: تسلسل اور تبدیلی**

اس باب کا آغاز ہندوستانی سکوں کے تعارف کے ساتھ ہوتا ہے جس میں عہد وسطی کے ہندوستانی سکوں پر بہت زیادہ توجہ دی گئی ہے۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ عہد وسطی کے ہندوستانی سکے بنیادی طور پر اسلامی روایات کے مطابق جاری ہوئے تھے جس میں نوشتہ یا کندہ کاری سب سے بنیادی خصوصیت تھی۔ یہ باب سکوں کی نئی روایت اور ہندوستانی سکوں پر اس کے اثرات سے متعلق ہے۔ اس کے علاوہ اس میں ٹائپولوجی اور ان پر پائے جانے والے

[89] J. L. Mehta, "*Advanced Study of the History of Medieval India*, Sterling Publishers, New Delhi. 1987. p. 209-221.

نوشتہ جات پر بھی بحث کی گئی ہے۔ یہ باب بنیادی مآخذ پر مبنی ہے جیسے سکوں کے کیٹلاگ اور اصل سکے جن کا حوالہ مختلف سرکاری اور ذاتی مجموعوں میں دیا گیا ہے۔ اس میں دہلی سلطنت کے سکوں پر بھی بحث کی گئی ہے اور اس دوران سکوں کے اندر تبدیلی اور تسلسل کو جانچنے کی کوشش کی گئی ہے۔

باب سوم:

بہمنی سلاطین کے سکے: نوعیاتی اور تحریری تجزیہ

بہمنی سکوں پر یہ تفصیلی باب ہے جس میں ٹائپولوجی اور میٹرولوجی شامل ہے۔ اس کے علاوہ اس میں بہمنی سلاطین کے سکوں کے نوشتہ جات کا ان کے پیش رووں کے تسلسل اور تبدیلی کے ساتھ تفصیلی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

باب چہارم

بہمنی سلطنت کے جانشینوں کے سکوں کی نوعیاتی اور تحریری تجزیہ۔ بہمنی سلطنتوں کے منقسم حصوں، بیجاپور کی عادل شاہی، گولکنڈہ کی قطب شاہی، احمد نگر کی نظام شاہی، بیدر کی برید شاہی اور برار کی عماد شاہی سکوں سے متعلق یہ تفصیلی باب ہے۔

باب پنجم:

بہمنی سلاطین کے سکوں اور کتبوں کی نوشتہ نگاری: ایک تقابلی مطالعہ۔ یہ سکوں کے نوشتہ جات اور کتبات پر کندہ کاری پر تفصیلی باب ہے اس میں مختلف نوشتہ جات کا تقابلی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ اس میں محقق نے نوشتہ جات کے مختلف پہلوؤں؛ خصوصاً سیکولر، ثقافتی اور مذہبی پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ اسے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصہ میں عہد وسطی کے ہندوستان میں کتباتی کندہ کاری کی اہمیت اجاگر کیا گیا ہے جبکہ دوسرے حصہ میں بہمنی سلاطین کے کتباتی کندہ کاری پر تفصیلی بحث ہے۔

باب ششم

بہمنی سلطنت کے جانشینوں کے سکے اور کتبات: ایک تقابلی مطالعہ۔ اس باب میں کتبات کی کندہ کاری کے ساتھ اس سے اخذ ہونے والے مختلف، سیاسی، مذہبی اور سیکولر پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

خلاصہ مقالہ:

متعلقہ مواد کے تجزیے کے بعد یہ واضح ہو گیا کہ سکے کے نوشتہ جات سے بادشاہوں کے مذہبی اور ثقافتی پہلوؤں کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ اس کے نتیجے میں دہلی سلطنت کی طرف سے قائم کی گئی نئے سکوں کی روایت (اسلامی طرز کے سکے) صدیوں تک ہندوستان میں غالب رہا۔ دکن سلاطین کے حکمرانوں نے اپنا سکہ سازی کا نمونہ وضع کیا، جو دہلی سلطنت سے زیادہ معلوماتی اور فنی تھا۔ نوشتی جاتی اور خطاطی میں بھی انہوں نے اپنا جدگانہ انداز اپنایا تھا ساتھ ہی اس کا تقابلی مطالعہ بھی کافی اہم تھا۔ کتبہ نویسی اور سکوں پر کندہ کاری دونوں کے تجزیاتی مطالعہ سے یکساں مذہبی معلومات کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ القابات تقریبا بہمنی سلطنت میں ایک جیسے تھے۔ تاہم سکوں پر نوشتہ جات کی کمی کی وجہ سے اس کے دور حکومت میں صورت حال مختلف ہے۔ بہمنی سلطنت کی کتبہ نویسی اور خطاطی میں بھی اختلاف دیکھا گیا ہے۔ بہر اس عہد کے خطاطی کے نمونے سکوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔

# بابِ اول

# دکن سلطنتوں کا تاریخی پس منظر

# بابِ اول
## دکن سلطنتوں کا تاریخی پس منظر

دکن سلطنت کے نیو مس میٹک اور کتباتی روایت کے درمیان تقابل کے لئے سب سے پہلے دکن سلطنتوں کے تاریخی پس منظر کو سمجھنا ضروری ہے۔

14ویں صدی کا نصف اول جنوبی ہندوستان کی تاریخ میں بے مثال دلچسپی کا دور ہے۔ اس عرصے کے دوران جزیرہ نما مکمل طور پر غیر آباد تھا۔ اگرچہ محمد غوری کے زمانے سے ہی شمالی ہند میں مسلم اقتدار مضبوطی کے ساتھ قائم ہو چکا تھا لیکن غوری اور اس کے ترک جانشین 13ویں صدی کے اواخر تک اپنی حکومت کو وسعت دینے کے پوزیشن یں نہیں تھے ۔جب سلطان جلال الدین کے بھتیجے اور داماد ملک گرشاپ نے دیوگیری پر اچانک حملہ کر کے جلال الدین کے نام پر پایہ تخت پر قبضہ کر لیا اس وقت سے دکن کو دہلی سلطنت کے زیر نگیں ہو گیا تھا۔

علاؤالدین کے بعد قطب الدین مبارک شاہ جانشین ہوا اور اس نے دکن کی طرف خصوصی توجہ عنایت کی ۔ خلجی کے دہلی سلطنت کی طاقت کی وجہ سے دکن میں بھی دہلی سلطنت کے جزوی قیام میں کامیابی حاصل ہو گئی۔

محمد بن تغلق کے دور میں دکن میں مکمل منظم قبضہ ہو گیا اور دکن اور جنوبی ہند کے بڑے حصوں نے دہلی سلطنت کی خود مختاری کو تسلیم کیا[90]۔ اب محمد بن تغلق پورے دکن کا غیر متنازعہ بادشاہ بن گیا۔ اس کے باوجود جزیرہ نما کو کلی طور پر دہلی سلطنت کے کنٹرول میں نہیں لایا گیا۔ کئی ریاستیں جیسے کندھیانہ، کام پلی اور دوارا سمدرا

[90] Sayed Moinul Haq, "The Deccan Policy of sultan Muhammad Bin Tughlaq", *The Proceedings of Indian History Congress*, p. 269. 1944.

اب بھی سلطنت کے ماتحت نہیں تھیں اور سلطان کے لئے مشکلات پیدا کرنے کی کوشش کرتے۔ اسی وجہ سے اس نے اپنی راجدھانی دہلی سے دولت آباد[91] منتقل کرلی۔

دکن زیادہ عرصہ تک تغلق حکومت کے ماتحت نہیں رہا، اس لئے کہ وقتاً فوقتاً آزادی کے لیے شورشیں اٹھتی رہی ہیں۔ 1333ء میں دکن میں ایک اہم موڑ آیا جب وجئے نگر سلطنت ہری ہر اور بوکا کے ذریعہ ہمپی میں عروج حاصل کیا ۔ وجے نگر کا قیام سے دیگر بہت سی دکنی ریاستوں نے تغلق کے خلاف بغاوت شروع کردی جس کے نتیجے میں 1337 میں جلال الدین احسن شاہ نے مدورئی میں اپنی سلطنت کی بنیاد رکھی۔ اس کے بعد انہوں نے دکن میں بہمنی سلطنت کے نام سے خود مختار اور آزاد حکومت قائم کرلی، جس کا دارالحکومت گلبرگہ اور بیدر تھا۔ اس طرح دکن میں دو اہم ڈائناسٹی؛ وجے نگر اور بہمنی وجود میں آئے۔

## دکن سلطنت کا قیام اور توسیع:

بہمنی دکن کی پہلی آزاد سلطنت تھی جس پر مسلمان بادشاہوں کی حکومت تھی اور تقریباً ڈیڑھ صدی تک جاری رہی۔ بہمنی سلطنت کو ہندوستان کی قرون وسطی کی عظیم سلطنتوں میں سے ایک سمجھا جاتا ہے، جو جدید مہاراشٹر، تلنگانہ، آندھرا پردیش اور کرناٹک کے علاقوں پر قائم تھی۔ یہ طاقتیں دکن میں اپنی بالادستی قائم کرنے کے لیے خونریز جنگوں میں ملوث تھیں۔ اس طرح دکن نے 14ویں صدی کی ابتدائی دو دہوں میں دو آزاد طاقتوں ؛ بہمنی اور وجے نگر کی حکمرانی کا مشاہدہ کیا۔ ان کی حکومت 18ویں صدی تک جاری رہی۔

ظفر خان نے 1347ء میں بہمنی سلطنت کی بنیاد رڈالی اور ابو المظفر علاؤالدین بہمن شاہ کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ اس نے جنوب میں کامیاب فوجی مہمات چلائیں اور اس کی سلطنت دریائے گنگا سے دریائے کرشنا تک پھیل گئی۔ اپنی سلطنت کے کام کو بہتر طریقے سے چلانے کے لیے اس نے اسے چار حصوں میں تقسیم کر دیا

---

[91] Sayed Moinul Haq, "The Deccan Policy of sultan Muhammad Bin Tughlaq", *The Proceedings of Indian History Congress*, p. 269. 1944.

،جن کا نام بیدر، گلبرگہ، دولت آباد اور برار تھا۔ بہمن شاہ کی وفات کے بعد، 1358 ءمیں اس کے بیٹے محمد شاہ اول جانشین بنے۔ وہ بہمنی سلطنت کے زبردست منتظم کے طور پر مشہور تھے[92]۔

ہیگ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ سلطان محمد نے اپنی والدہ کو مکہ بھیجا تاکہ مصر کے عباسی خلیفہ سے ان کے نام کے سکے جاری کرنے اور جمعہ کی نماز میں ان کا نام لکھنے کی رسمی منظوری مل جائے جو کہ مسلم حکمرانوں کی عام روایت تھی۔ حکمران 1361 عیسوی میں، اس کی والدہ نے اپنے بیٹے کو دکن کا بادشاہ تسلیم کرتے ہوئے ایک پیٹنٹ لایا جس کے بعد اس نے اپنے سکوں پر "اللہ کے رسول کی امت کا محافظ[93]" کندہ کرنا شروع کیا۔ ان کے سکوں پر "سلطان العهد والز مان حامی ملة الرسول الرحمن ابوالمظفر محمد شاه بن بهمن شاه السلطان" لکھا ہوا ملتا ہے۔ ہیگ نے مزید بتایا کہ ایسا لگتا ہے کہ محمد شاہ کے والد بہمن شاہ نے بھی 1356 میں یہ پہچان حاصل کی تھی[94]۔ محمد شاہ اول ایک طاقتور بادشاہ تھا اور اس نے بہمنی حکومت کو کافی وسعت دے کر 1375 میں اس دار فانی سے رخصت ہوا۔ ان کے بعد ان کا بیٹا مجاہد تخت نشین ہوا.

1375 میں محمد شاہ کی موت کے بعد تقریبا دو دہوں تک عدم اطمینان اور اختلاف کا دور رہا۔ صرف دو دہوں میں پانچ مختلف حکمران جیسے مجاہد شاہ، داؤد شاہ، محمد شاہ بہمنی دوم، غیاث الدین تہمتن شاہ اور شمس الدین داؤد بہمن شاہ دوم دو دہائیوں میں بہمنی سلطنت کے تخت پر آتے جاتے رہے۔ اس دور میں غیر ملکیوں یا آفاقیوں (غربا) کی آمد ہوئی اور دکنیوں نے ان کی پرزور مخالفت کی جن میں شمال سے آنے والے نو آبادکار اور حبشی شامل تھے۔ اس دوران بہمنی دربار میں فارسی تہذیب و ثقافت کا اثر رہا۔

محمد شاہ اول کی موت اور فیروز شاہ کے الحاق کے درمیان کا عرصہ بہت زیادہ پریشان کن تھا۔ تاج الدین فیروز مرکز میں ہونے والی بغاوتوں اور چھوٹی حکومتوں کو ختم کرنے کے بعد تخت نشین ہوا تھا، لیکن اس کا دور

---

[92] H K Sherwani, op.cit. p. 54-
[93] Haig, op. cit. p. 375.
[94] Haig, op. cit. p. 376.

فارسی، عرب اور ترکوں کی مداخلتوں سے گھرا ہوا تھا۔ قیام حکومت کے بیس سال بعد بہمنی سلطنت کا حکمران بنا۔ بہمنی سلطنت میں متعدد مثبت تبدیلیاں دیکھنے کو ملتی ہیں جن میں ہندو مسلم تہذیبی ہم آہنگی قابل ذکر ہے۔

اپنے پیشروؤں کی طرح فیروز شاہ کو بھی وجے نگر اور جنوب ہند کی دیگر طاقتوں سے جنگ آزمائی کرنی پڑی۔ اس نے وجے نگر سے دو بار 1398 اور1406 میں جنگ کی لیکن ورنگل کی تیسری جنگ میں اسے شکست ہوئی۔ فیروز شاہ بہمنی نے تقریباً25 سال حکومت کی۔ فیروز شاہ1422ء میں اپنے بھائی احمد شاہ کا جانشین بنا۔ اس نے وجئے نگر، تلنگانہ اور دیگر جاگیرداروں کے ساتھ بہت سی لڑائیاں کیں۔ اس کے دور میں بہمنی دارالحکومت گلبرگہ سے بیدر منتقل ہو گیا تھا۔ سلطنت کی منتقلی کو انقلاب کی علامت سمجھا جاتا تھا جو بہمنی ریاست کے اندر اور باہر ہونے والے ہنگاموں سے ظاہر تھا۔

ان کے دور حکومت میں Unarial, Makhzumi, ad-Damaniens جو ایک مصری نحوی تھا، اس سے ملاقات کی اور اس کی عربی صرف و نحو کا املاو نقل کیا۔ بادشاہ نے اہل علم کی آمد کی حوصلہ افزائی کی۔ بیرون ملک کے شاعروں اور سیاستدانوں کے ساتھ طالب علموں، فنکاروں اور قانون سازوں کی آمد کو استقبال کیا اور اسے تقویت بخشا۔ انہوں نے نعمت اللہ صوفی شاہ نعمت اللہ کرمانی[95] سمیت متعدد روحانی اور صوفی شخصیات کا استقبال کیا۔

اس نے بہمنی سلطنت کو وسعت دی اور اس کے معاشی، تنظیمی اور سماجی قد کو کافی اونچا کیا۔ احمد شاہ اول کا انتقال1436 میں ہوا، اور اس کے بعد اس کے بیٹے علاؤالدین احمد شاہ دوم کے نام سے تخت نشین ہوا۔ بیدر اس کا دارالحکومت رہا۔ اپنے والد کے برخلاف وہ ایک کمزور اور ناتواں حکمران تھا۔ سلطان نے پرانے اور نئے آنے والوں کے ساتھ یکساں سلوک کیا اور سماجی ہم آہنگی کو فروغ دیا۔ ان کی بہترین نظم و نسق کی وجہ سے سب ان کی

[95] Nabisa L. "*Some IL luminaries of Bahmani Period*, p. 45, 2015.

تعریف کرتے تھے۔ اسے انصاف کے ساتھ اپنی وابستگی پر فخر تھا۔ اسی لئے اس نے العدل 'انصاف' کو اپنے لقبوں[96] کی فہرست میں شامل کیا۔

احمد شاہ کا انتقال 1458 میں ہوا اور اس کا بیٹا علاؤالدین ہمایوں شاہ تخت نشین ہوا۔ وہ تنک مزاج اور غضبناک آدمی تھا۔ اس کے الحاق پر اشرافیہ میں بہت مایوسی اور بغاوت تھی۔ اسے فسادیوں سے کوئی ہمدردی نہیں ہوتی تھی۔ واقعات اور حالات کا جائزہ لے کر اس نے ان تمام اشرافیہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا جنہوں نے اس کی مخالفت کی تھی۔ اس نے خواجہ محمود گاوان کو بیجاپور کے ملک التجار اور وکیل سلطنت مقرر کیا[97]۔

ہمایوں شاہ کا مختصر دور حکومت اس کی گرم مزاجی کی وجہ سے انتشار، انارکی اور تناؤ سے بھرپور تھا۔ اپنی ظالمانہ اور سنگدل طبیعت کی وجہ سے وہ عام طور پر ظالم کے نام سے ہی جانا جاتا تھا، "ظالم" جس سے اسے دکن آج بھی یاد کرتا ہے اور اپنی رعایا کو اذیت دیتا رہا یہاں تک کہ "اللہ ارحم الراحمین اور مددگار نے لوگوں کی فریاد کا جواب، اس ظالم بستر مرگ پر لٹا کر دیا۔" ہمایوں نے ساڑھے تین سال سے بھی کم عرصہ حکومت کی اور 1461ء میں اس کی موت ہوگئی اور لوگوں کو اس کی اذیتوں سے نجات ملی[98]۔

ہمایوں کے انتقال پر اس کا بیٹا احمد آٹھ سال کی عمر میں 1461 عیسوی میں نظام الدین احمد III کے نام سے تخت نشین ہوا۔ نئے سلطان کی صحیح رہنمائی ملکہ والدہ مخدومہ جہاں نے کی اور خواجہ جہاں اور محمود گوان جیسے بزرگوں نے آخری بادشاہ کی طرف سے نامزد کردہ کونسل آف ریجنسی[99] منتخب کیا. اس نے ان بے گناہوں کو رہا کیا جنہیں اس کے والد نے تشدد کا نشانہ بنایا اور قید کیا تھا۔ ریجنسی بہت اچھی طرح سے چلائی گئی اور ملکہ ماں کو امن اور اعتماد بحال کرنے میں زیادہ وقت نہیں لگا[100]۔

---

[96] Haig, "*The Cambridge History of India*", Vol. III. p. 407.
[97] H K Sherwani, op.cit. p. 117.
[98] Haig, op.cit. p. 412.
[99] H K Sherwani, op.cit. p. 180
[100] H K Sherwani and PM Joshi, "*History of Medieval Deccan (1295-1724) Mainly Political and Military Aspects*", Vol. I. Govt. of Andhra Pradesh. 1974. p. 180.

بہمنی بادشاہ وزیر اعظم محمود گواں کی وجہ سے قابل ذکر بے مثال سیاسی کامیابی حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ گواں نے افاقی اور دکنی کے درمیان بامعنی توازن قائم کرنے کی بھی کوشش کی۔ دو سال اقتدار میں رہنے کے بعد سلطان کو دربار کے ایک اشراف نے قتل کر دیا۔ احمد سوم کا انتقال اس کی شادی کی رات ہوا اور اس کے چھوٹے بھائی محمد خان نے ان کے بعد شمس الدین محمد شاہ سوم کے طور پر تخت نشین ہوا[101] اور بہمنی سلطنت کی حکومت کی ذمہ داری سنبھال لیا۔

سلطان نے محمود گواں پر مکمل اعتماد کیا اور اسے سلطنتی امور کے تمام معاملات پر مکمل اختیار دے دیا۔ محمد شاہ سوم اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص تھا۔ اس نے "صدر جہاں شوستری" جیسے معروف عالم وفاضل سے تعلیم حاصل کی، وہ بہمنی بادشاہت کی تاریخ میں سب سے زیادہ پڑھے لکھے شخص تھے جو فیروز شاہ کے بعد دوسرے درجے پر تھے[102]۔

محمود گواں کی اعلیٰ قائدانہ صلاحیتوں کی وجہ سے بہمنی سلطنت کے حدود میں غیر معمولی وسعت ہوئی۔ بہمنی سلطنت کی حدود اس وقت مشرق میں خلیج بنگال اور مغرب میں بحیرہ عرب تک پھیلی ہوئی تھی۔ محمود گواں عہد وسطیٰ کے ہندوستان کے اولین وزراء میں سے ایک تھے جنہوں نے زمین کا منظم سروے کیا، گاؤں اور قصبے کی حدود قائم کیں، اور آمدنی کے تخمینے کی تفصیلی چھان بین کی[103]۔

اشرافیہ کا ایک گروہ محمود گوان کی شہرت سے مشتعل ہو کر اس کے خلاف سازش کی اور خواجہ کی جانب سے ایک جعلی دستاویز تیار کیا گیا جس میں دعویٰ کیا گیا کہ وہ دکن کو اپنے اور اڑیسہ کے پروشوتم کے درمیان تقسیم

[101] Ibid. p. 183.
[102] Haig, op.cit. p. 414.
[103] H K Sherwani, op.cit. p. 201.

کرنا چاہتے ہیں۔ سلطان محمد شاہ سوم نے امرا کی سازش کی غلط فہمی کی بنیاد پر 5 صفر 886ھ کو محمود گواں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ بعد میں سلطان احساس ہوا کہ محمود گواں بے قصور وار تھا[104]۔

گواں کی 78 سال کی عمر میں پھانسی سے وفات بہمنی سلطنت کے لیے ایک تباہی ثابت ہوئی جس کی وجہ سے بہمنی بادشاہت کا خاتمہ ہوا۔ اس واقعہ کو سلطان کی بدترین ناکامی کے کے طور پر یاد کیا جاتا ہے اور یہ بہمنی خاندان کی تاریخ کا بدترین باب ثابت ہوا[105]۔ اس کی موت کے ساتھ ہی بہمنی سلطنت کا زوال شروع ہو گیا اور اگلے ہی سال محمد شاہ سوم کا انتقال ہو گیا۔

محمد شاہ سوم کے بعد اس کا بیٹا محمود شاہ بہمنی 1482 عیسوی میں بہمنی سلطنت کا جانشین ہوا۔ وہ ایک کمزور حکمران تھا اور طاقتور اشرافیہ امیر قاسم برید کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنا ہوا تھا۔ ان کے دور میں انتشار پھیل گئی اور صوبائی گورنروں نے اپنی آزادی کا اعلان کیا۔ یہ احمد نگر کے ملک احمد نظام الملک، بیجاپور کے یوسف عادل خان اور برار کے فتح اللہ عماد الملک تھے۔ محمود شاہ کا انتقال 1518ء میں ہوا۔ محمود شاہ بہمنی کی موت کے بعد سلطنت بہمنی میں افراتفری پھیل گئی، اور امرا اقتدار میں آگئے اور حکمرانوں کے لیے بادشاہ گر کے طور پر کام کرنے لگے۔

امیر برید کے دارالحکومت میں اقتدار میں آنے اور بادشاہ بننے کی خواہش نے اسے یہ تسلیم کرنے پر مجبور کیا کہ بیدر میں اس کا جو بھی اثر و رسوخ تھا وہ ان طاقتور جاگیرداروں کے مقابلے میں کم تھا، جنہوں نے بیجاپور احمد نگر اور دیگر جگہوں پر خود مختار حکومت قائم کیا تھا۔ اس وجہ سے اس نے محمود شاہ کے بیٹے احمد کو تخت پر بٹھا دیا۔ 1518ء میں احمد III کے الحاق کے ساتھ ہی بہمنی سلطنت کے صوبائی گورنر عملی طور پر آزاد ہو گئے تھے

---

[104] H. K. Sherwani, "*Mahmud Gawan the Great Bahmani Wazir*", Kitabistan Allahabad. 1942. p. 152.
[105] Ibid.

حالانکہ نظریاتی طور پر بیجاپور، احمد نگر، برار اور تلنگانہ سبھی سلطنت کا حصہ تھے۔ امیر برید نے نئے بادشاہ کو محل کی چار دیواری میں قید کر دیا۔

محمود شاہ کی وفات کے بعد بہمنی کے حقیقی بادشاہ کے طور پر امیر برید نے ولی اللہ ولد محمود کو تخت نشین کیا اور 1526ء میں ولی اللہ کو معزول کر کے کلیم اللہ کو تخت نشین۔

کلیم اللہ نے برید کو شکست دینے کی پوری کوشش کی، اور ظہیر الدین محمد بابر سے ہندوستان میں ایک نئی سیاسی قوت کے لئے مدد کی درخواست کی۔ لیکن ان کا بریدیوں کو اقتدار سے باہر کرنے کا ہر حربہ ناکام رہا۔ بریدیوں سے اپنی جان بچانے کے لیے وہ بھاگ کر احمد نگر چلا گیا، جہاں وہ جلد ہی قابل رحم حالات میں 1527 عیسوی میں فوت ہو گیا۔ اس کی لاش کو تدفین کے لیے بیدر بھیج دیا گیا۔ آخری سلطان کی موت کے بعد منتشر قوتیں بہت متحرک ہو گئیں جس نے بہمنی بادشاہت کے خاتمے کا اعلان کر دیا[106]۔

کلیم اللہ کی وفات کو بہمنی خاندان کی آخری سانسیں قرار دیا گیا۔ اس کی موت کے ساتھ ہی بہمنی حکومت کا خاتمہ ہوا اور بہمنی سلطنت پانچ سلطنتوں؛ بیجاپور کی عادل شاہی، گولکنڈہ کی قطب شاہی، برار کی عماد شاہی ،احمد نگر کی نظام شاہی اور بیدر کی برید شاہی میں منقسم ہو گئی۔

## بہمنی سلطنت کے جانشین:

### برار کے عماد شاہی: 1572-1940

فتح اللہ عماد الملک گویل کے گورنر جس نے پہلے پورے برار پر قبضہ کیا اس کے بعد 1490 میں اپنی خود مختاری اعلان کرتے ہوئے ایلچ پور میں برار کے عماد شاہی حکومت کی بنیاد رکھی، جو کہ 1574 ء تک قائم رہی۔ جو بعد میں احمد نگر کے نظام شاہی میں شامل ہو گیا۔

[106] H. K. Sherwani, 1985. p. 246.

فتح اللہ عماد الملک کا انتقال 1505 میں ہوا اور علاؤالدین عماد شاہ اس کا جانشین بنایا جس نے سلطنت گجرات کے بہادر شاہ کی مدد سے احمد نگر کے حملے کا مقابلہ کیا۔ عماد شاہی کے اگلے حکمران، دریا عماد شاہ نے احمد نگر کی جارحیت کو روکنے کے لیے بیجاپور کے ساتھ اتحاد کرنے کی کوشش کی لیکن یہ ناکام رہا۔ 1568ء برہان عماد شاہ کو اس کے وزیر طفیل خان نے معزول کر کے زمام اقتدار اپنے ہاتھ میں لے لی ۔ اس نے احمد نگر کے مرتضیٰ نظام شاہ کو مداخلت کا موقع فراہم کیا، جس نے برار پر حملہ کر کے طفیل خان، اس کے بیٹے اور دیگر ارکان کو موت کے گھاٹ اتار کر اور برار کو احمد نگر سلطنت میں شامل کر لیا[107]۔

**احمد نگر کا نظام شاہی سلطنت:** 895-1046 / 1490-1636

بہمنی سلطنت کے زوال سے جدید مہاراشٹر کے، احمد نگر کے نظام شاہی حکومت کا قیام عمل میں آیا ۔ اس کی بنیاد بہمنی دربار کے ایک سرکردہ دکنی اشراف ملک حسن بحری نے رکھی تھی۔ اسے احمد شاہ بہمنی کے دربار میں لایا گیا۔ اس کی خوبیوں کی وجہ اسے غلامی سے اشراف بن گیا۔ میر شکار، ماہی مراتب اور قوش بیگی جیسے القابات سے ملقب کیے گیے۔ انہیں اشرفِ ہمایوں نظام الملک کا خطاب بھی دیا گیا اور ان کے فوجی کارناموں کے لیے تلنگانہ کا سر لشکر نامزد کیا گیا۔ اس کے علاوہ انہیں مسند الٰہی اور الغ اعظم کے القابات سے بھی نوازا گیا[108]۔

اگرچہ احمد نگر عملی طور پر ملک حسن بحری کی قیادت میں آزاد تھا لیکن باضابطہ طور پر ان کے بیٹے ملک احمد نے 3 رجب 1490ء میں احمد نگر کو باضابطہ ایک آزاد سلطنت بنایا، جسے احمد نگر کی نظام شاہی سلطنت کے نام سے جانا جاتا ہے۔ وہ سلطان احمد نظام شاہ بحری کے نام پر تخت نشین ہوا ۔ ملک احمد نے پونہ ضلع کے جنار کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا۔ اس نے جنار، لوہ گڑھ، تنگ اور سہادری کے دیگر اہم پہاڑی قلعوں پر قبضہ کر کے کونکن کے علاقے میں اپنی پوزیشن مستحکم کی۔ وہاں سے اس نے دندراج پوری قلعہ کی طرف کوچ کیا اور اس کا محاصرہ کر

---

[107] John Briggs, "*The History of the Rise of the Muhammadans Power in India*", p. 203.
[108] Ibid. p. 116.

لیا[109]۔اس نے بیدر پر بھی قبضہ کر کے بہمنی حکمرانوں کا نام خطبہ سے نکال کر اپنا نام رکھ دیا اور احمد نظام شاہ بحری کے لقب سے اپنے نام کے سکے بھی جاری کئے[110]۔

اگرچہ شیروانی نے احمد شاہ بحری کے نام سے جاری ہونے والے سکوں کا ذکر کیا ہے لیکن ابھی تک ایسے سکوں کی اطلاع نہیں ملی۔ ابتدائی طور پر اس کا دارالحکومت جنار تھا بعد میں اس کا نام شیونیری رکھ دیا گیا اور 1494ء میں اس نے اپنا نیا دارالحکومت احمد نگر کو قائم کیا۔ اس نے کامیابی کے ساتھ اپنی سرحد کو بیر سے چول اور رودندا کی ساحل تک توسیع کی اور شمال میں خاندیش کی سرحدوں سے لے کر جنوب میں پونا چکن اور شولا پور تک اپنی سرحدیں پھیلانے میں کامیاب رہا۔ احمد نظام شاہ بحری کا انتقال 1510ء میں ہوا۔[111]

ان کے بعد ان کا سات سالہ بیٹا برہان تخت نشین ہوا۔ برہان نظام شاہ کی انتظامی ذمہ داری ریجنٹس مکمل خان دخانی اور اس کے بیٹے جلال الدین عزیز الملک سرائے نوبت کے زیر نگرانی تھی۔ دونوں نے آمرانہ انداز میں حکومت کی[112]۔ سلطان کا بیجاپور، خاندیش، برار اور گجرات کے بادشاہوں سے بہت زیادہ اختلافات تھے۔ برہان نظام شاہ نے 45 سال حکومت کی اور 1553ء میں 50 سال کی عمر میں وفات پائی۔

برہان کا جانشین اس کا بیٹا میران شاہ حسین بنا۔ اپنے دور حکومت کے ابتدائی دنوں میں ہی اسے وجئے نگر کے رام راجہ اور عادل شاہی کے عادل شاہ کی فتوحات سے نمٹنا پڑا، انہیں مسلسل اپنے علاقے کے حملوں سے نمٹنے ساتھ ساتھ برار کے بادشاہوں کے متواتر تنازعات کا بھی سامنا کرنا پڑا[113]۔

---

[109] Ibid.
[110] H. K. Sherwani, "Independence of The Bahmani Governors", *Indian History Congress*, 1945. p. 256.
[111] V S Bendrey, "Death of Ahmad Nizam Shah I Bahri", *New Indian Antiquary*, Vol. IV, 1941-42. p. 242,
[112] Ibid, p. 212.
[113] H K Sherwani, op.cit. p. 242, 1973.

حسین نے بغاوتوں کو ختم کرنے کے لیے بیجاپور، گولکنڈہ اور بیدر کے حکمرانوں کے ساتھ ازدواجی معاہدے کیے۔ اس نے انتور، گلنا اور بگلانہ کے قلعوں کو فتح کیا اور راجہ دنیاروئے رائے اور راجہ بھریجو کو خراج تحسین پیش کرنے پر مجبور کیا[114]۔ اس نے رامراج کو شکست دینے کے لیے 1565ء میں تلی کوٹا کی لڑائی میں بھی حصہ لیا تھا لیکن حسین 1565ء میں تلی کوٹا کی جنگ سے واپسی کے فوراً بعد انتقال کر گئے[115]۔ ان کے انتقال پر ملک بھر میں سوگ کا سماں تھا اور لوگوں کو جو نقصان ہوا اس کی سنگینی کا اندازہ ان الفاظ سے لگایا جا سکتا ہے، "دکن کا سورج غروب ہو گیا" آفتاب دکن بشدیفھا[116]۔

مرتضیٰ نظام شاہ اول اپنے والد حسین نظام شاہ اول کا جانشین بنایا۔ اس کے دور حکومت کے پہلے چھ سال عملی طور پر اس کی والدہ خنزہ ہمایوں اور اس کے بھائی عین الملک کے ساتھ ساتھ تاج خان نے بھی حکومت کی[117]۔

اس کے دور حکومت میں، مغربی ساحل پر سیاسی اور تجارتی قوت کے طور پر پرتگالیوں کا اثر ورسوخ بڑھ رہا تھا جس نے دکن کی حکومتوں کو خوفزدہ کر دیا تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ اس کے دور حکومت میں بھی اہم علاقائی کامیابیاں دیکھنے کو ملی ۔ تلی کوٹا کی جنگ کے بعد وجے نگر سے شمالی کونکن کی بازیابی بھی اسی کا حصہ تھا۔ مرتضیٰ نظام شاہ کو 1588 ءمیں پھانسی دی گئی اور اس کا بیٹا میراں حسین تخت پر بیٹھا۔ نظام شاہ دوم جن کے بعد اسماعیل نظام شاہ (1589-91)نے تخت سنبھالا لیکن وہ ایک غیر موثر اور ناقابل ذکر بادشاہ ٹھہرے ۔

برہان 1591ء میں برہان نظام شاہ ثانی کے نام سے تخت نشین ہوا۔ یہ وہ دور ہے جب مغل حکمراں اکبر نے خاندیش کو مسخر کرنے کے بعد نظام شاہی کی طرف اپنی توجہ مبذول کی۔ تاہم برہان نظام شاہ دوم نے مغل

---

[114] Ibid.
[115] A. M. Siddqui, "*History of the Golconda"*, 1956. p. 105
[116] John Briggs, op.cit. p. 152.
[117] H K Sherwani, op.cit. p. 248

بادشاہ کی حاکمیت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ دلچسپ بات ہے کہ برہان ثانی نے کچھ شیعہ علماء کے زیر اثر شیعہ مذہب اختیار کیا اور شیعہ مذہب کو ریاستی مذہب قرار دیا جو کہ شیعہ کلمہ [118] کے ساتھ جاری کردہ ان کے سکوں سے پتہ چلتا ہے۔ 1325ء میں برہان نظام شاہ کی وفات کے بعد نظام شاہی سیاست اشرافیہ کے ہاتھ میں آگئی جس کے نتیجے میں دکنیوں اور آفاقیوں کے درمیان اختیارات کے حصول کے لیے اختلافات بڑھ گئیں۔

1595-1600 عیسوی کے عرصہ نظام شاہی خاندان کی سیاست میں ہنگامہ خیز تصور کیا جاتا ہے ساتھ اشرافیہ بادشاہ بننے کے ساتھ بادشاہ گر بھی بنے۔ اس دور میں علی عادل شاہ اول کی بیوہ چاند بی بی اور مرتضیٰ نظام شاہ کی بیٹی کا بھی عروج دیکھا گیا۔ یہاں تک کہ وہ مغل بادشاہ اکبر سے بھی جنگ کی اور شکست سے دوچار ہوئی۔

آخر کار 1599ء میں اکبر کے دوسرے بیٹے شہزادہ دانیال نے چاند بی بی کی موت کے بعد قلعہ احمد نگر اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ بادشاہ کو قید کر دیا گیا اور دانیال کو احمد نگر کا گورنر بنا دیا گیا[119]۔

اگرچہ مغلوں نے دارالحکومت احمد نگر پر قبضہ کر لیا، لیکن نظام شاہی اشرافیہ سلطنت کے دیگر حصوں پر زیادہ سے زیادہ قبضہ حاصل کرتے رہے۔ ملک عنبر نے برہان اول کے پوتے کو مرتضیٰ نظام شاہ ثانی کے نام سے پرندہ میں تخت نشین کیا[120]۔ ملک عنبر نے تنازعات کو دبانے اور سیاسی فائدہ حاصل کرنے کے لیے نظام شاہی دارالحکومت پرندا کو جز منتقل کر دیا۔ ملک عنبر نے مرتضیٰ نظام شاہ ثانی کو قتل کر کے اپنے بیٹے برہان سوم کو تخت نشین کیا۔ 1612ء میں مغل فوج کا سامنا کرنے کے لیے اپنی فوجی تیاری مکمل کرنے کے بعد اس نے دارالحکومت کو دولت آباد منتقل کر دیا۔ ملک عنبر کی اعلیٰ حکمت عملی اور عبداللہ خان فیروز جنگ کی ہٹ دھرمی کے نتیجے میں مغلوں کو عبرتناک شکست کا سامنا کرنا پڑا[121]۔

---

[118] Goron and Goenka, op. cit. p. 326.
[119] H K Sherwani, op.cit, p. 259-260.
[120] Radhey Shyam. "*The kingdom of Ahmednagar*", 2008.pp. 242.
[121] H K Sherwani, op.cit, p. 265.

1612 ءمیں اس نے اپنا دارالحکومت دولت آباد سے تبدیل کر کے کھر کی کر لیا۔ ملک عنبر نے مغلوں سے 1614 ءاور 1620 ءکے درمیان جارحانہ مقابلہ کیا اور ان کے متعدد مقامات پر فتح حاصل کیا۔ 80 سال کی عمر میں ان کا انتقال 1627 میں ہوا[122]۔ ملک عنبر کی موت کے بعد، نظام شاہی سلطنت ایک بار پھر اندرونی کشمکش اور بیرونی دشمنی سے پریشان ہو گئی۔

ملک عنبر کی وفات کے بعد ان کے بیٹے فتح خان کو ریاست کا دیوان مقرر کیا گیا۔ 1633ء میں اس کی برہان سوم سے لڑائی ہوئی اور اسے قتل کر دیا گیا۔ اس کی جگہ ایک نوجوان حسین نظام شاہIII کا انتخاب کیا۔ مغل فوج کا دولت آباد پر قبضہ کرنے کے بعد فتح خان کے لڑکے کو بادشاہ کے ساتھ قید کر دیا گیا۔ دولت آباد کا مغلوں نے محاصرہ کر لیا، جنہوں نے فتح خان اور نئے سلطان کو پناہ دی تھی۔ 1633ء میں، فتح خان نے ہتھیار ڈال دیے اور اسے کٹھ پتلی سلطان کے ساتھ قلعہ چھوڑنے کی اجازت دی گئی۔ مغل سلطنت نے احمد نگر ریاست کو اپنے ساتھ ضم کر لیا۔

## بیجاپور کی عادل شاہی: 1490-1686

1490ء میں عادل شاہی حکومت کا قیام عمل میں آیا۔ بہمنی سلطنت کے سب سے طاقتور آفاقی اشرافیہ نے اس کی بنیاد رکھی جس کا دارالحکومت بیجاپور تھا۔ وہ محمود گواں کے دور میں شہرت حاصل کرنے لگا تھا۔ اسے گلبرگہ صوبے کی گورنری کا عہدہ دیا گیا اور گوا، شولاپور، گلبرگہ اور دریائے کرشنا جیسے علاقے پر اس کا کنٹرول تھا اور آزادی کا اعلان کیا۔ یوسف عادل شاہ ایک شیعہ مسلمان تھے اور انہوں نے مذہب شیعہ کو ریاستی مذہب قرار دیا۔ حالانکہ وہ اتنا بردبار حکمران تھا کہ اس نے ریاست میں اعلان کیا کہ "میرا ایمان میرے لیے اور تمہارا ایمان تمہارے لیے[123]۔ اسی کے عہد میں ہندوستان کا راستہ دریافت کرنے والا مشہور پرتگالی واسکوڈی گاما کالی کٹ پر

---

[122] Ibid. p. 269

[123] J D B Gribble, "*A History of the Deccan*", 1896. p.144.

اترا تھا۔ یوسف نے ان غیر ملکیوں کے ساتھ ناکام لڑائی کی۔ یوسف عادل شاہ کا انتقال بیجاپور میں 1510ء میں 53 سال کی عمر میں ہوا۔

1510ء میں یوسف عادل کو اس کے نابالغ بیٹے اسماعیل شاہ اول نے اپنے ولی عہد کے طور پر کمال خان کے ساتھ جانشین بنایا۔ اس کے زیادہ تر اوقات سورشوں میں گزری اور کئی ناکام بغاوتوں کا سامنا کیا۔ تاہم اس نے رائچور دوآب پر دوبارہ قبضہ کر لیا تھا، جو کرشنا اور ٹنگا بھدر کے درمیان کرشنا دیورایا سب سے زیادہ متنازعہ علاقہ تھا۔ سے، جو وجئے نگر کے بڑے حکمران تھے۔ اپنے والد کی طرح اس نے بھی شیعہ مذہب کو ریاستی مذہب کے طور پر فروغ دیا تھا۔ یوسف عادل شاہ کا انتقال 1535ء میں ہوا۔

1535 میں اسماعیل شاہ کی موت کے بعد، اس کا بیٹا ملو تخت پر بیٹھا لیکن جلد ہی اسے اس کے حریفوں نے معزول اور قتل کر دیا۔ اس طرح ابراہیم بیجاپور کا سلطان اور اسد خان اس کا مشیر خاص بنا۔ سلطان نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں شراب نوشی اور عیش و عشرت کی چیزیں ترک کر دی تھی اور 1558ء میں اس کا انتقال ہوا اور اسے بھی اپنے والد اور دادا کے پہلو" گوگی "میں دفن کیا گیا۔

1558ء میں ابراہیم کی وفات پر علی عادل شاہ تخت نشین ہوا۔ سلطان نے سب سے پہلی کارروائی اپنے پیش رووں کی پالیسی تبدیل کر کے کیا ۔ اس نے عوامی طور پر شیعہ عقیدے کو دوبارہ شروع کیا اور عدم برداشت کی سطح پر بحال کیا جس سے اس کے آباؤ اجداد نے گریز کیا تھا۔ اس نے اپنی خدمت میں نئے آنے والوں کو خوب نوازا۔ کلیانی اور شولا پور کو بحال کرنے کے لیے اس نے وجئے نگر کے ساتھ اتحاد کیا۔ 1558ء میں اس نے رام راجہ کے ساتھ عبوری اتحاد کیا، لیکن دکن کے سلطانوں پر یہ واضح ہو گیا کہ راماراج ان کا مشترکہ دشمن تھا اور فوجی آمر بننے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کی وجہ سے وجے نگر کے خلاف سلطنتوں کی عظیم اتحاد تشکیل پائی۔ بالآخر بیجاپور، بیدر اور احمد نگر اور گولکنڈہ کے چاروں سلطانوں نے صورتحال کو سمجھتے ہوئے آپسی اختلافات کو بھلا دشمن کے خلاف

ایک ناقابل شکست لیگ کا حصہ بنتے ہیں۔ چاروں اتحادی خود مختاروں نے اپنا مشترکہ ہیڈ کوارٹر تالکوٹا میں قائم کیا، جہاں انہوں نے وجئے نگر کے خلاف جنگ کی اور وجئے نگر کے بادشاہ کو تالی کوٹا کی جنگ میں شکست ہوئی۔ لیکن یہ اتحاد قلیل مدتی رہا اور جب ان کے مشترکہ دشمن نے تباہی مچائی تو سلطان اس سے بھی زیادہ جوش و خروش کے ساتھ ایک دوسرے سے لڑے۔ علی عادل شاہ کو 1580ء میں ایک خواجہ سرا نے قتل کر دیا۔

ابراہیم عادل شاہ دوم، علی عادل شاہ کا بیٹا جب نو سال کا تھا تخت نشین ہوا۔ ان کی خالہ چاند بی بی ان کی سرپرست تھیں جبکہ کامل خان اس کا نائب تھا۔ ابراہیم عادل شاہ ثانی کے الحاق کے ساتھ ہی عادل شاہی حکومت کا سنہرا دور شروع ہوا۔ ابراہیم عادل شاہ کو عام طور پر پورے عادل شاہی خاندان میں سب سے طاقتور سمجھا جاتا ہے۔ اس نے ریاست کا مذہب شیعہ سے تبدیل کر کے سنی کر دیا۔ ابراہیم تمام عقائد اور عقیدے کے ساتھ انتہائی روادارانہ برتاو کرتا تھا۔ وہ مغل شہنشاہ جہانگیر کو خراج تحسین پیش کرنے اور مغلوں سے چھینی گئی زمینوں کو بحال کرنے پر راضی ہوا۔ یہاں تک کہ اس نے آزادانہ طور پر عیسائیت کی تبلیغ کی اجازت دی۔ ابراہیم کی سلطنت میسور کی سرحدوں تک پھیلی ہوئی تھی۔ وہ 1626ء تک زندہ رہا۔ آخری تین حکمرانوں محمد عادل شاہ، علی عادل شاہ دوم اور سکندر عادل شاہ کو طاقتور دشمنوں کو ختم کرنے میں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کے دور حکومت میں طاقتور جرنیلوں نے بہت اہم کردار ادا کیا تھا اور وہ ایک طرح سے ان کے ہاتھوں کی کٹھ پتلی بنے ہوئے تھے۔ لہذا، بادشاہی چار طاقتور جرنیلوں کے پاس تھی جو ایک دوسرے سے برسرجنگ تھے۔ آخر کار اورنگ زیب کے دور میں عظیم مغل حکمران نے بیجاپور کا محاصرہ کر لیا اور اپریل 1685ء میں شہر اس کو مین مرج کر دیا۔ شہنشاہ خود 13 جولائی 1685ء کو شہر آیا اور محاصرے کے خلاف سخت کارروائی کی۔ 22 ستمبر کو شہر نے ہتھیار ڈال دیے اور سلطان سکندر کو گرفتار کر کے ایک لاکھ کی پنشن کی منظوری دی گئی۔ اس کا انتقال 1700ء میں ستارا ہوا۔

**گولکنڈہ کی قطب شاہی:** 895-1098 / 1518-1687

گولکنڈہ اور حیدرآباد کے قطب شاہی خاندان کی بنیاد سلطان قلی قطب الملک نے سنہ 1518ء میں رکھی تھی۔ یہ تقریباً 170 سال حکومت کرتے رہے، یہاں تک کہ شہنشاہ اورنگزیب نے 1687ء میں ریاست کو فتح کر لیا۔ آٹھ بادشاہ قطب شاہی سلطنت کے تخت پر حکومت کیے۔ یہ حکمران عظیم معمار اور علم کے سرپرست تھے۔

سلطان قلی، سولہویں صدی کے شروع میں دہلی ہجرت کر گئے اور بعد میں وہ دکن چلے گئے اور بہمنی سلطان محمد شاہ کے ساتھ ہو گئے۔ سلطان محمود شاہ بہمنی نے اسے اپنا محافظ مقرر کیا۔ سلطان قلی ایک عہدے سے دوسرے عہدے پر فائز ہوتے ہوئے گولکنڈہ میں اپنے صدر دفتر تلنگانہ کے گورنر بن گئے۔ وہ سلطان کا قابل اعتماد اہلکار تھا اور اس کا وفادار رہا۔ اس کے نتیجے میں انہیں قلی اور امیر الامرا کے القابات سے بھی نوازا گیا۔ سلطان قلی ایک عظیم سیاسی رہنما اور مدبر انسان تھے۔ اس نے تلنگانہ پر دو حیثیتوں سے حکومت کی، پہلے گورنر کے طور پر اور پھر ایک آزاد بادشاہ کے طور پر۔ جب وہ حکمران بنا تو اس کا پہلا قدم گولکنڈہ کو مضبوط کرنا تھا۔ سلطان قلی 92 سال کی عمر تک زندہ رہا اور 1543ء میں اس کے بدعقیدہ بیٹے جمشید نے اسے قتل کر دیا[124]۔

جمشید قطب شاہ، جن کا اصل نام "یار قلی جمشید خان" تھا، 1543ء میں گولکنڈہ کے تخت پر بیٹھا اور 1550ء تک، سات سال حکومت کی۔ ان کا سات سال کا دور گولکنڈہ کی تاریخ کا سب سے بدترین دور ہے اور اس میں بعد کے قطب شاہوں کے شاندار دور حکومت کی کوئی مثال نہیں ملتی۔[125] جمشید کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا سبحان قلی تخت پر بیٹھا اور وہ بہت کمزور حکمران ثابت ہوا۔ لہذا، امرا کے ایک گروپ نے جمشید کے بھائی ابراہیم کو ایک کامیاب سلطان کے طور پر تخت پر بیٹھنے کی دعوت دی۔

---

[124] Bilgrami, "*Landmarks of the Deccan"*, 1927. p. 112.
[125] AM Siddiqui, op.cit. p.32

ابراہیم قطب شاہ کے ساتھ ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ وہ تلنگانہ میں ابوالمظفر ابراہیم قطب شاہ یا ملک ابراہیم کے نام سے مشہور تھے۔ وہ قطب شاہی سلطنت کے حقیقی معمار تھے۔ تخت نشین ہونے کے بعد اس نے سلطنت کو مضبوط کیا اور یہاں تک کہ انتظامی نظام کو اس طرح ترتیب دیا کہ اسے ہر منٹ کی تفصیلات معلوم ہونے لگی۔ ابراہیم پہلا حکمران تھا جس نے دکن میں جاسوسی کا محکمہ قائم کیا۔ اگرچہ ابراہیم اپنے الحاق کے وقت صرف چوبیس سال کے تھے، لیکن ان کے پاس سیاسی بصیرت اور سمجھداری تھی جو ایک کامیاب بادشاہ کی خوبی ہوتی ہے۔ ابراہیم قطب شاہ کا انتقال 1580ء میں ہوا۔

ابراہیم قطب شاہ کی جانشین ان کے بیٹے محمد قلی قطب بنے۔ اپنے والد کی طرح محمد قطب شاہ بھی پندرہ سال کی عمر میں گولکنڈہ کا ایک کامیاب بادشاہ ثابت ہوا۔ وہ دور اندیش بادشاہ تھا، مملکت کی سول اور فوجی ضروریات سے پوری طرح باخبر تھا۔ اس نے ایک نیا شہر حیدرآباد بسایا اور 1595 عیسوی کے آس پاس اپنا دارالحکومت وہاں منتقل کیا۔ اس کے علاوہ، محمد قلی کے مضبوط دفاعی اقدامات نے بھی اپنی پوری توجہ ریاست کے کمزور حصوں پر کی جو غیر ملکی حملوں کی زد میں تھیں۔ محمد قلی فاتح سے زیادہ قوم کے معمار تھے ۔ وہ قطب شاہی خاندان کا سب سے قابل اور سب سے زیادہ روشن خیال بادشاہ تھا۔ اس کے دور حکومت میں قطب شاہی خاندان بام عروج پر تھا۔ محمد قلی قطب شاہ کا انتقال 1611ء میں ہوا۔

محمد قلی قطب شاہ کے بعد سلطان محمد قطب شاہ کا تخت نشین ہوا۔ وہ گولکنڈہ کی تاریخ میں امن اور خوشحالی کے لئے ایک نمایاں مقام رکھتا ہے۔ سلطان محمد اپنے دربار میں آرٹ، کلچر اور سماجی امور کے فروغ کے بڑے دلدادہ تھے۔ سلطان محمد نے گولکنڈہ پر تقریباً چودہ سال تک کامیابی کے ساتھ حکومت کی اور 1626 عیسوی میں محض 34 سال کی کم عمری میں وفات پائی۔

سلطان محمد کا جانشین اس کا بارہ سالہ بیٹا عبد اللہ قطب شاہ بنا۔ شروع میں انتظامیہ ان کی (بادشاہ) والدہ کے زیر اختیار تھا۔ بعد میں اسے افسران کے حوالے کر دیا گیا۔ شاہ جہاں، اورنگزیب اور معاصر مغل بادشاہوں نے دکنی ریاستوں کے خلاف سخت جارحانہ پالیسی اپنائی۔ عبد اللہ نے مغلوں کی طرف احتیاط اور مفاہمت کی پالیسی اپنائی۔ عبد اللہ کا دور 1672ء میں ختم ہوا۔ اس نے کوئی مرد وارث نہیں چھوڑا تھا، اس کی تین بیٹیا تھیں اس لیے اس کا داماد خود اس کا جانشین بنا۔

عبد اللہ کے بعد ان کے داماد ابو الحسن، جو تاناشاہ کے نام سے مشہور تھے۔ خطبہ میں نئے بادشاہ کے نام کا اعلان کیا گیا اور عبد اللہ قطب شاہ کی طرز پر سکے بنائے گئے۔ مورخین کو ابو الحسن قطب شاہ کا کوئی واضح نسب نہیں ملتا ہے[126]۔

دکن کے ابو الحسن قطب شاہ تاریخ کی سب سے نمایاں شخصیت ہیں۔ اس نے 1672 سے 1687 تک 14 سال حکومت کی، گولکنڈہ کی شہزادی کے ساتھ اس کی شادی اور قطب شاہی تخت پر اس کا الحاق بہت ہی غیر معمولی واقعہ ہے۔ انہوں نے حکومت کی باگ ڈور ایک ایسے نازک موقعہ پر سنبھالی جب ایک طرف مراٹھا چھاپوں اور دوسری طرف مغلوں کے حملوں سے ملک ہل گیا تھا۔ یہ دکن میں زبردست افراتفری کا دور تھا جس نے ریاست کے اندرونی اور بیرونی معاملات کو سنبھالا۔ گولکنڈہ کا محاصرہ آٹھ ماہ تک جاری رہا اور آخر کار ابو الحسن نے ہتھیار ڈال دیا اور انہیں قیدی بنا کر دولت آباد بھیج دیا گیا۔ ابو الحسن تاناشاہ کی کمزور حکومت بالآخر 1687ء میں اورنگ زیب کے ہاتھوں مغلیہ سلطنت کے تابع ہو گئی۔

[126] A M Siddqui, op.cit. p. 218

**بیدر کی برید شاہی:** 1028-897 / 1619-1492

محمود شاہ بہمنی کے ایک طاقتور اشرافیہ قاسم برید نے تقریباً1492ء تک عملا اپنے آقا کے لئے کام کیا۔ لیکن اس نے اور اس کے بیٹے امیر برید نے شاہی لقب سنبھالنے میں طویل تاخیر کی، اور 1518ء میں محمود کی موت کے بعد بھی 1527 بہمنی سلطان کے نام سے حکومت کرتے رہے۔ بہمنی سلاطین کی تقرر ی کا اختیار امیر برید کے ہاتھ میں تھی۔ یہ خاندان 1619 تک قائم رہا اس کے بعد اس علاقے کو بیجاپور کی عادل شاہی نے ضم کر لیا۔

سلطان محمد شاہ سوم کے زمانے میں جارجیا کا ایک ترک قاسم برید بہمنی سلطنت کا حصہ بنا۔ انہوں نے اپنے کیر ئر کا آغاز میر جملہ کے عہدے پر فائز ہونے سے پہلے بطور سر نوبت کیا۔ وہ محمود شاہ بہمنی کے دور میں بہمنی کا ڈی فیکٹو حکمر ان بنا۔ قاسم برید کی وفات کے بعد اس کا بیٹا امیر برید بہمنی کا وزیر اعظم بنا۔

1518 میں محمود شاہ بہمنی کے انتقال کے بعد چار سلطان ایک کے بعد جانشین بنے، جو امیر برید کے ہاتھوں کٹھ پتلی بنے ہوئے تھے۔ اس عہد میں امیر برید ایک خود مختار بادشاہ کے طور پر جانے جاتے تھے لیکن انہوں نے کوئی شاہی القاب اختیار نہیں کیا تھا۔[127]

1542 میں ان کے بیٹے علی برید جانشین ہوئے اور پہلی دفعہ شاہ کا لقب اختیار کیا۔ علی برید ساتھ ساتھ دیگر دکنی سلطانوں کے ساتھ مل کر وجئے نگر حکومت کے خلاف جنگ کرتے رہے۔

امیر برید شاہ کی سوم کے زوال کے بعد بیجا پور کے ابراہیم عادل شاہ دوم نے بیدر پر حملہ کیا اور 1619[128] میں اسے بیجاپور کے ساتھ ضم کر لیا اور بالآخر 1657 میں مغل بادشاہت کیساتھ ضم ہو گیا۔

---

[127] John Briggs, op. cit. p. 109.

[128] https://gazetteers.maharashtra.gov.in/cultural.maharashtra.gov.in/english/gazetteer/History%20Part/History_II/dynastic.pdf.

باب دوم

# دہلی سلطنت کے سکے: تسلسل اور تبدیلی

# باب دوم

## دہلی سلطنت کے سکے: تسلسل اور تبدیلی

اس باب میں 11 ویں صدی کے اوائل سے لے کر 14 ویں صدی (غزنوی سے تغلق) تک کے عہد وسطی کے ہندوستانی سکوں کے ایک عمومی جائزہ لینے کا ارادہ ہے۔ اس میں بنیادی طور پر سکوں پر میٹرولوجی کے نوشتہ جات کی بنیاد پر اس کی ٹائپولوجی کا احاطہ کیا گیا ہے۔ مزید برآں اس دوران کے سکوں میں تسلسل اور تبدیلیوں کا جائزہ لینے کا بھی ارداہ ہے۔ اس باب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا حصہ ہندوستانی سکوں کا تعارف اسلامی سکوں کی آمد کے ساتھ، جبکہ دوسرا حصہ دہلی سلطنت کے سکوں سے متعلق ہے۔

پہلا حصہ:

### ہندوستانی سکوں کا آغاز اور اسلامی سکوں کی آمد:

ہندوستانی سکوں کی ابتدا عام طور پر چھٹی صدی قبل مسیح میں ہوئی ہے جس میں پنچ کے نشان والے سکے متعارف کرائے گئے تھے اور بعد میں بغیر کندہ شدہ تانبے کے ڈھالے ہوئے سکے متعارف کرائے گئے تھے۔ تاہم، ہندوستان کے ابتدائی سکے بغیر لکھے ہوئے ہوتے تھے اور بنیادی طور پر ان پر تصویریں ہوتی تھیں۔ پنچ نشان والے سکے ایک طرف پنچ لگانے والی تکنیک کے ذریعے ڈھالے جاتے تھے۔ (3 اور 5 علامتوں کے درمیان مختلف ہوتے ہیں) جبکہ دوسری طرف خالی ہوتا تھا۔

ہندوستان میں سکوں کے بارے میں محققین کے درمیان ایک امتیاز ہے اور یہ سوال بھی ہے کہ ہندوستان میں سکوں کی ابتدا مقامی طور پر ہوئی یا کسی غیر ملکی اثر کا نتیجہ تھا۔ کچھ اسکالرز جیسے جیمز پرنسپ[129]، جیمز

[129] James Princep, "*Princep Essays on Indian Antiquities*" Vol. I, London. 1908,

کینیڈی[130]، وی اے اسمتھ[131] یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہندوستانی سکوں کی ایجاد ہندوستان کا مقامی کارنامہ نہیں تھا بلکہ ہندوستان نے باہر کے لوگوں اور غیر ملکیوں سے پیسے پر مہر لگانے کے فن کے ذریعے سیکھا۔ لیکن کچھ دوسرے اسکالرز جیسے اے ایس الٹیکر[132]،، بھنڈارکر[133]، پروفیسر ریپسن[134] نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہندوستانی سکے مقامی نوعیت کے ہیں اور ان پر کوئی بیرونی اثر نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اے کننگ گھم[135] نے دلیل دی ہے کہ "اگر ہندوؤں نے سکہ سازی کا علم یونانیوں سے حاصل کیا ہوتا تو ان کے تمام سکوں کے اقسام، شکلیں اور معیار یونانی ہوتے"۔ لیکن یونانی اور ہندوستانی سکے شکل، انداز اور معیار میں مختلف تھے۔ ان حالات میں کسی بھی نظریہ یقین کرنا دشوار امر ہے۔ اس لئے کہ اس بات کے بہت سے ثبوت موجود ہیں کہ ہندوستانیوں کے یونانیوں کے ساتھ رابطے میں آنے سے پہلے ہندوستان میں سکے موجود تھے۔ اس بحث کی تائید کے لیے، بہترین مثال ٹیکسلا (Bhir Mound) کی دریافت ہے، جس میں سکندر اعظم کے سکوں کے ساتھ چاندی کے ایک ہزار سے زیادہ پنچ مارکہ سکے پائے گئے تھے جو کہ اس بحث کی تائید کے لئے کافی اہمیت کے حامل ہے[136]۔

اس لیے یہ بحث کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے۔ تاہم کرنسی کے نظام کے تعارف اور مناسب ترتیب کے بعد ہندوستانی سکوں میں کچھ نئی تبدیلیاں دیکھنے میں آئیں جب ہندوستان تجارت اور فتوحات کے ذریعے بیرونی دنیا سے رابطہ میں آیا تھا۔ باہر کے سکوں پر سب سے زیادہ نظر آنے والا اثر سکوں پر لکھا ہوا ملتا ہے۔ ہندوستانی سکہ سازی کی روایت نے تیسری صدی قبل مسیح ہند-یونانی، ہند-پارتھی اور ہند-سائیتھی کے سکوں پر تحریر دیکھا

---

[130] James Kennedy, "The Early Commerce of Babylon with India - *700-300 B.C". Journal of the Asiatic Society" Journal of Royal Asiatic Society,* 1898. p. 279

[131] V A Smith, "*Catalogue of the Coins in the Indian Museum Calcutta*", Oxford, 1906

[132] A. S, Altekar, *"*On the Origin and Antiquity of Coinage in India", *JNSI, XV*, p. l26

[133] D R Bhandarkar, *"Lectures on Ancient Indian Numismatics*", Calcutta. 1921,

[134] E J Rapson, "*Indian Coin*", 1898

[135] A Cumningham, "*Coins of Ancient India*", 1891.

[136] E H C Walsh, "Punch Marked Coins from Taxila" *Memoirs of the Archeological Survey of India*, No. 59. 1999 (E Source, https://www.indianculture.gov.in/ebooks/punch-marked-coins-taxila)

ہے۔یونانی غالباً ہندوستانی سکوں میں استعمال ہونے والا پہلا رسم الخط تھا[137]۔ ٹھیک اسی وقت یا بعد میں ہندوستانی سکوں[138] پر براہمی رسم الخط میں نوشتہ جات بھی متعارف کرائے گئے۔ اس کے علاوہ، چند ہندوستانی سکے بھی خروشتی رسم الخط کے ساتھ بتائے جاتے ہیں۔ بعد میں شردا اور دیوناگری اور دیگر رسم الخط بھی استعمال ہونے لگے[139]۔

سکوں پر نوشتہ جات کی جگہ بہت معمولی ہوا کرتا تھا جبکہ زیادہ تر حصوں میں مصور چیزیں بنی ہوتی تھی۔ قدیم ہندوستانی سکوں پر برہمی رسم الخط سب سے زیادہ مقبول تھا جبکہ دیوناگری رسم الخط متنوع تصویری آلات کے ساتھ عہد وسطی کے ابتدائی دور کے سکوں میں رائج ہوگئی ۔

ہند-یونانی، انڈو پارتھی نوشتہ جات کے علاوہ ہندوستانی سکوں میں ایک نئی مالیاتی تکنیک نظر آیا؛ جیسے ڈائی اسٹرائکنگ ،پنچنگ اور کاسٹنگ تکنیک وغیرہ۔ تیسری صدی قبل مسیح کے بعد سے زیادہ تر ہندوستانی سکوں کو اسٹرائکنگ تکنیک سے بنایا گیا ہے۔

11ویں اور 12ویں صدی میں ہندوستانی سکوں کی روایت میں غزنوی اور غوری قوانین کے قیام کے ساتھ ایک غیر معمولی تبدیلی دیکھنے میں آئی۔ اس دوران عربی رسم الخط نے ہندوستانی سکوں پر اپنی جگہ بنانا شروع کر دیا تھا، لیکن مقامی روایت کے مطابق تصویری آلات کے تسلسل کے ساتھ۔

ہندوستان میں مملوک یا ترکی کی حکمرانی کے قیام کے ساتھ ہی ہندوستانی سکوں پر عربی رسم الخط کو مناسب طریقے سے متعارف کرایا گیا اور سکوں سے تصویری آلات آہستہ آہستہ ختم ہوگئے۔ 13ویں صدی کے

---

137 Danish Moin, "Inscriptions of Medieval Indian Coins: An Analysis", *Journal of the Numismatic Society of India*, Vol. LVIII, 1996. p.67.

138 138 Danish Moin, "Inscriptions of Medieval Indian Coins: An Analysis", *Journal of the Numismatic Society of India*, Vol. LVIII, 1996. p.67.

139 Ajay Mitra Shastri, "James Prinsep and Study of Early Indian History", *Annals of the Bhandarkar Oriental Research Institute*, Vol. 80. 1999. p. 192-201,

آغاز میں ہندوستان میں سکے بنانے کی ایک نئی روایت دیکھنے میں آئی جہاں اسلامی مواد کے ساتھ عربی زبان میں عربی نوشتہ ہندوستانی سکے کی اولین خصوصیت بن گئی اور انہیں اسلامی طرز کے سکے کہا جانے لگا۔

اسلامی سکے کی روایت سب سے پہلے اموی خلیفہ عبدالمالک بن مروان نے متعارف کروایا تھا[140]۔ انہوں نے سکوں پر کلمہ، آیاتِ قرآنی اور ہجری تاریخ متعارف کروائی۔ بعد میں عباسی خلیفہ المنصور نے ایک اہم ترین تبدیلی کی اور سکوں پر اپنے بیٹے کا نام متعارف کرانے کے ساتھ ساتھ المہدی کو جانشین نامزد کیا۔ لہذا المہدی پہلا خلیفہ تھا جسے سکوں پر دیکھا گیا[141]۔ ہارون رشید کے دور حکومت کے اختتام تک یہ ایک معیاری عمل بن گیا تھا کہ خلیفہ کے علاوہ ناموں کو الٹے طرف شامل کیا جائے۔ رفتہ رفتہ عالم اسلام کے دیگر مسلم حکمران بھی اس تبدیلی سے متاثر ہوئے اور سکوں پر اپنے نام کے ساتھ عباسی خلیفہ کا نام استعمال کرنے لگے۔ ان سکوں پر ٹکسال کا نام اور ہجری تاریخ بھی کندہ ہوتا تھا۔

ہندوستان میں اسلامی سکوں کی روایت کا پتہ 8 ویں سے 9 ویں صدی عیسوی تک پایا جاتا ہے، 712ء میں محمد بن قاسم کے ذریعہ سندھ پر عربوں کی فتح کے ساتھ[142]۔ سندھ کے امیروں نے چاندی کے چھوٹے سکے متعارف کروائے جن پر سندھ کے امیر کا نام تھا[143]۔ ان سکوں پر ایک طرف امیر کا نام ہوتا تھا اور دوسری طرف کلمہ شہادت۔ اس میں ایک طرف محمد رسول الله امیر عبدالله لکھا ہوا ہوتا تھا تو دوسری طرف لا اله الا الله وحده لا شریک له[144]۔

---

[140] Luke Treadwell, "Abd al Malik's Coinage Reforms: The Role of the Damascus Mint". *Revue Numismatique*, 2009. p. 357-381.

[141] Tayeb El Hibri, "Coinage Reform Under the Abbasid Al Mamun" *Journal of the Economic and Social History of the Orient*, Vol. 36, No. 1, 1993. p.58-83.

[142] Tanvir Anjum, "The Emergence of Muslim Rule in India: Some Historical Disconnects and Missing Links", *Islamic Studies*, Vol. 46, No. 2, 2007. p. 217.

[143] Danish Moin, "*Coins of Delhi Sultanates*". IIRNS Publiations. 2002.

[144] www.worldofcoins.eu

*Figure 1 Coins of Amirs of Sindh (Marudhar Art)*

اگرچہ اسلامی سکے سندھ اور ملتان میں رائج ہوئے لیکن دوسرے خطوں میں اس کا کوئی اثر نہیں تھا۔ اسلامی روایت کے ساتھ ہندوستانی سکے کو محمود غزنی نے 1001 اور 1021 عیسوی کے درمیان مضبوط کیا۔ تاہم، ہندوستان میں محمود غزنی کے زیادہ سکے نہیں دیکھے گئے ہیں۔ اس نے سونے اور چاندی کے کچھ سکے جاری کیے تھے۔ سونے کے سکوں کے اوپر کلمہ اور عباسی خلیفہ القادر باللہ کا نام امیر المومنین کے طور پر لکھا ہوا دیکھا گیا ہے جس کے پیچھے 397 ہندوستان کے خلاف مقدس جنگ میں مفتوح لوگوں کے لئے دینار کندہ کیا گیا تھا[145]۔ یہ سکہ ظاہر کرتا ہے کہ نئے خلیفہ القادر بِاللہ نے 389 ہجری میں محمود کو اُن علاقوں کی طاقت کا پیٹنٹ حاصل کرنے کی اجازت دی جسے اس نے ختم کر دیا تھا اور اسے یمین الدولہ امیر الملۃ کا خطاب دیا[146]۔ ان سکوں کے نوشتہ جات یہ بھی بتاتا ہے کہ ہندوستان کے خلاف جہاد کے دوران مغلوب شہروں کے لیے دینار ڈھالا گیا ہے[147]۔

محمود کی دو لسانی (عربی اور سنسکرت) درہم ہندوستان میں جاری کردہ بالترتیب عربی اور شاردہ رسم الخط میں کندہ کیا ہوا تھا ۔ عام طور پر انہیں ہی عربی اور سنسکرت زبان کے پہلے دو لسانی سکے سمجھا جاتا ہے۔ یہ ایک نیا طریقہ تھا جو محمود نے متعارف کرایا تھا[148]۔

---

[145] S. Jabir Raza, "Coinage and Metallurgy under the Ghaznavid Sultan Mahmud*"*, *Proceedings of the Indian History Congress*, Vol. 75, Platinum Jubilee. 2014. p. 224-231.
[146] S. Jabir Raza, "Coinage and Metallurgy under the Ghaznavid Sultan Mahmud*"*, *Proceedings of the Indian History Congress*, Vol. 75, Platinum Jubilee. 2014. p. 224-231,
[147] Danish Moin, op.cit. 2002.
[148] Edward Thomas, "*On the coins of The Kings of Ghazni*", The Journal of the Royal Asiatic Society of Great Britain and Ireland, Vol. 9, pp. 267-386, 1847.

یہ سکے محمود پور (لاہور) ٹکسال سے جاری کیے گئے تھے۔ سکے کے ایک طرف کلمہ کندا ہے اور ساتھ ہی 'امین الد وله و امین الملة بسم الله الدرہم ضرب بمحمود پور ضرب سنه 419 'خط کوفی[149] میں لکھا ہوا ہے اور دوسری طرف کلمہ کا سنسکرت ترجمہ بھی کندہ ہوتا تھا۔ اس کے ذریعہ مفتوح عوام کے جذبات کو سمجھنے کی کوشش کی[150]۔

Figure 2 Bilingual Coins of Mahmud Ghazni (IIRNS)

پہلے دو لسانی سکے (عربی اور سنسکرت) کے بارے میں، حالیہ تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ ملتان کے وہ امیر تھے جنہوں نے دسویں صدی تک حکومت کی انہوں نے ہی سب پہلے دو لسانی سکے متعارف کرائے تھے۔ انہوں نے Damma کا دو لسانی سلسلہ شروع کیا تھا، جس میں سنسکرت (یا پراکرت) کی لیجنڈ علاقائی رسم الخط میں اوورورس پر لکھی ہوئی تھیں اور عربی میں للہ (اللہ کے لیے) کوفی رسم الخط میں کندہ کیا گیا تھا۔ مختصر عربی نوشتہ یہ پیغام دیتا ہے کہ جاری کرنے والے حاکم اعلیٰ کے ماتحت ہیں، یعنی اللہ جو تمام طاقت رکھتا ہے اور جس کے پاس زمین و آسمان کے درمیان موجود ہر چیز کی ملکیت ہے جس میں امیر کے ذریعے ڈھالے گئے سکے بھی شامل ہیں[151]۔

بیل اور گھوڑ سوار طرز کے سکوں کو کابل کے ہندو شاہی حکمران نے متعارف کرایا تھا تب سے یہ طرز شمالی ہندوستان میں سب سے نمایاں اور قابل قبول طرز بن گیا اور شمالی ہند کے کئی حکمرانوں نے اس طرز پر اپنے

[149] *Kufic* Script is the name of the earliest form of Arabic Script.
[150] S Jabir Raza, ibid, pp.224-231, https://www.jstor.org/stable/44158383
[151] Bilal Ahmed, Shailendra Bhandare and Pankaj Tandon. "Bilingual Coins of Sulayman: A Samid Amir of Medieval Multan". *Journal of the Oriental Numismatic Society*, 2020. p. 15

سکے جاری کیے۔ غزنوی، اپنے عوام کی حمایت حاصل کرنے کے لیے، (ہندوستانیوں) سکوں کے ایک طرف ہندو شاہی، سری سامنتا دیوا کا نام برقرار رکھا وہیں دوسری طرف عربی میں اپنا نام شامل کر کے مقامی طرز پر عمل کیا۔ اس کے بعد اس طرز میں کچھ تبدیلیاں بھی لائی گئیں۔ دھیرے دھیرے اس قسم کے سکے پر، گھڑ سوار کے جگہ ایک عربی نوشتہ نے لے لی جبکہ بیل کو بھی برقرار رکھا گیا۔ اس طرح کے سکے کو بیل اور لیجنڈ طرز کا سکہ کہا گیا ہے۔ آہستہ آہستہ، تصویری شکلیں غائب ہو گئیں اور نوشتہ نے سکوں میں اپنا مقام حاصل کر لیا۔

Figure 3 Bull and Horseman coins Ghaznavid Ruler Masud (IIRNS)

محمود غزنی کے جانشینوں کے سکوں پر نقشے اور تصاویر کے خلاف عالمگیر اسلامی ممانعت کی واضح تر د موجود ہے۔ لیکن ڈاکٹر دانش معین[152] صاحب نے اپنے مطالعے میں یہ ثابت کیا ہے کہ جاری کردہ سکے کو تصاویر کے ساتھ جاری کرنے کا اسلامی ممانعت سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ ایک طرز کا تسلسل تھا تا کہ لوگ ان سکوں کو آسانی کے ساتھ قبول کر سکے۔

اگرچہ سکہ سازی کی روایت میں بیل اور گھڑ سوار سے لے کر عربی لیجنڈ دونوں طرف بتدریج تبدیلیاں دیکھنے میں آئیں لیکن وزن کا معیار 3.5 گرام تھا، جسے ہندو شاہی بادشاہ نے متعارف کرایا تھا۔ بعد کے غزنویوں کے سکوں پر چاندی کا مواد کم ہو گیا تھا۔

[152] Danish Moin, ibid,

دوسرا حصہ:

غوری بادشاہ محمد بن سام کے سکوں پر ایک اہم تبدیلی دیکھی گئی ہے۔ اس نے تراین کی جنگ میں پرتھوی راج چوہان کو شکست دے کر ہندوستان میں مسلم حکمرانی کی بنیاد رکھی۔ وہ زیادہ عرصہ ہندوستان میں نہ رہ سکے اور ہندوستان کے مفتوحہ حصوں کی ذمہ داریاں اپنے گورنروں کو سونپ دیں ۔

محمد بن سام کو اسلامی اور مقامی دونوں طرح کے تسلسل کے مختلف نمونوں میں پیش کیا گیا ہے جو ملک میں موجودہ ہے۔ ان کے اسلامی طرز کے سکے غور سے جاری ہوئے جن پر ہم یہاں بات نہیں کر رہے ہیں۔ تاہم موجودہ بحث ہندوستان سے جاری کردہ ان کے سکوں تک محدود ہے۔ اس نے مقامی طرز پر اپنے سکوں کی نقل کی تھی اور سونے، چاندی، بلون اور تانبے کے سکے جاری کیے تھے۔ اس کے بیل / گھڑ سوار کے سکے عام طور پر بلن میں جاری کیے جاتے تھے۔ معاصر تاریخ نے اسے جیتل کہا ہے۔ محمد بن سام کے سکوں کو تین خطوں شمالی، وسطی اور مشرقی ہندوستان میں سمجھا جا سکتا ہے۔

شمالی ہند:

شمالی ہندوستان سے اس نے بیل اور گھوڑ سوار کی طرز پر سکے جاری کیے تھے۔ یہ طرز غزنوی سے پہلے خطے میں رائج تھی۔ ان سکوں میں ایک طرف دیوناگری لیجنڈ سری محمد اسما کے ساتھ بیل ہے اور دوسری طرف دیوناگری لیجنڈ سری حمیرا کے ساتھ گھوڑ سوار ہے[153]۔ محمد بن سام کے ذریعہ بیل اور گھوڑ سوار قسم کے سکے بھی عربی روایت کے ساتھ جاری کیے گئے تھے۔

[153] Hamira is a wrong pronounciation of Amir (leader)

شروع میں بیل اور گھڑ سوار طرز کے سکے چاندی میں جاری کیے جاتے تھے لیکن رفتہ رفتہ یہ طرز عربوں میں جاری کی گئی۔ محمد بن سام کے زیادہ تر سکے عربی میں جاری ہوئے ہیں اور اس کی قسم مختلف اقسام میں تقریباً 3.5 گرام وزن کے معیار میں بتائی گئی تھی۔

*Figure 4 Coin of Muhammad Bin Saam (IIRNS)*

بیل / گھوڑ سوار کی طرز پر چند سکے محمد بن سام اور پرتھوی راج چوہان کے مشترکہ نام کے ساتھ جاری کئے گئے۔ اوورورس پر بیل کے ارد گرد موجودہ لیجنڈ "آسواری سری سمنت دیوا" کو فاتح کے نام "محمد سام" سے تبدیل کر دیا گیا تھا جب کہ ریورس کو بغیر کسی تبدیلی کے برقرار رکھا گیا تھا جس میں "سری پرتھوی راجدیوا" کے نام کے ساتھ گھوڑ سوار کی شکل موجود ہے[154]۔

یہاں، ہمارے پاس سکوں پر فاتح اور فتح کے نام ایک ساتھ ہیں جو قابل ذکر ہے جیسا کہ عہد وسطی کے زمانے میں یہ روایت شاید ہی نظر آتی ہو۔ تاہم یہ قدیم سکوں میں دیکھا گیا تھا جس میں اوپر لارڈ یا بادشاہی میں سینئر پارٹنر کا نام تھا اور اس کے پیچھے جاگیر دار، وائسرائے یا جونیئر پارٹنر کا نام تھا[155]۔

مشترکہ سکہ سب سے پہلے ایڈورڈ تھامس نے شائع کیا تھا جسے ایچ این رائٹ نے اپنے کیٹلاگ The Coinage and Metrology of the Sultans of Delhi میں شامل کیا تھا۔ رائٹ نے تبصرہ کیا ہے کہ سکہ منتقلی کے

[154] Edward Thomas, op.cit. p. 17-18.

[155] P.L. Gupta, "*Coins*", New Delhi. 1979. p. 24

مرحلے کو ظاہر کرتا ہے، جس کے اوپر فاتح کا نام ہے اور فتح یافتہ پرتھوی راجہ کی تعظیم ہے۔ کمنگ گھم[156] بتاتے ہیں کہ ایک ہی سکے پر ان دونوں ناموں کا ہونا ظاہر کرتا ہے کہ پرتھوی راج محمد بن سام کا معاون بن گیا۔

**وسط ہندوستان:**

وسط ہندوستان سے اس نے لکشمی طرز کا سکہ جاری کیا تھا جس کے ایک طرف دیوی لکشمی اور دوسری طرف دیوناگری تحریر ہے۔ یہ طرز کلاچوری خاندان کے گنگادیوا کے سکوں کا تسلسل تھا جس نے لکشمی طرز کے سکے متعارف کروائے تھے۔ کلاچوری کے علاوہ لکشمی طرز کے سکے وسط ہندوستان کے کچھ دیگر خاندانوں نے بھی جاری کیا تھا۔ یہ سکے سونے اور چاندی دونوں میں پائے جاتے ہیں جن کا وزن تقریباً 4 گرام ہے۔ محمد بن سام نے وسط ہندوستان پر قبضہ کرنے کے بعد موجودہ سکوں کی پیروی کی-یعنی لکشمی طرز جو سونے میں جاری کیا گیا تھا۔ اس نے اپنا نام سری محمد بن سام ایک طرف دیوناگری میں اور دوسری طرف لکشمی دیوی لکھا تھا۔

Figure 5 Lakshmi type coins of Muhammad Bin Sam (IIRNS)

**مشرقی ہندوستان:**

محمد بن سام نے کبھی مشرقی ہندوستان کا دورہ نہیں کیا، تاہم اس علاقے پر اس کے کمانڈر محمد بن بختیار خلجی نے قبضہ کر لیا جس نے گاؤڈ (بنگال) کے حکمران کو شکست دی۔ بختیار خلجی نے گاؤڈ پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے آقا محمد بن سام کے نام پر سونے کے سکے جاری کیے جن میں ایک طرف سلطان الاعظم علاء الدنیا وادین ابوالمظفر محمد بن سام اور دوسری طرف اس لفظ کے ساتھ گھوڑے پر سوار تھا دیوناگری رسم الخط میں گاؤڈ وجیا۔ اس قسم کو عام طور پر گاؤڈ وجے قسم کے سکوں کے نام سے جانا جاتا ہے۔

---

[156] Alexander Cumingham. *Coins of Medieval India*, 1894

گاوڈ وجیا قسم کے سکوں کے علاوہ، محمد بن سام نے دیوناگری لیجنڈ اور گھڑ سوار کے ساتھ سونے کے سکے بھی جاری کیے تھے۔ اس افسانے کو گھوڑے پر سوار کے طور پر کندہ کیا گیا ہے جس کے ہاتھ میں گدا ہے جس کے ایک طرف حاشیے میں دیوناگری نوشتہ ہے اور دوسری طرف دیوناگری میں سریمد مہامد اسام ہے۔

Figure 6 Gaud Vijaya Type coins of Muhammad Bin Saam (Bhartiye Sikke Ek Aitehasik Parichay)

## دہلی سلطنت کے سکے

### مملوک خاندان:

دہلی کے مملوک خاندان نے ہندوستان میں سکے کی نئی روایت کی توسیع اور ترقی میں بہت بڑا کردار ادا کیا ہے۔ اس خاندان کی بنیاد قطب الدین ایبک نے رکھی تھی، لیکن حیرت انگیز طور پر اس کے سکوں سے اس کی نمائندگی نہیں کی گئی۔ بعض علماء نے ایبک کی طرف چند سکے منسوب کیے ہیں لیکن بعد میں یہ نسبت غلط پایا گیا۔ اس طرح دہلی میں مملوک کے سکوں کی ابتداء التتمش کے دور حکومت(1210-1236) سے ملتی ہے۔ ہندوستان میں اسلامی روایت سے متعلق نئی خصوصیات کے ساتھ ہندوستانی سکے حقیقی معنوں میں التمش نے متعارف کروائے تھے اور اسے ان کے جانشینوں نے جاری رکھا تھا۔ ہم اوپر پہلے ہی بحث کر چکے ہیں کہ اسلامی طرز کے سکے بنیادی طور پر نوشتہ پر مبنی تھے اور نوشتہ عربی میں بتایا گیا ہے۔

التتمش نے سونے، چاندی، بلن اور تانبے کے سکے جاری کیے اور ان دھاتوں کے سکوں کے مختلف نام رکھا۔ سونے اور چاندی کے سکوں کو ٹانکا جبکہ بلن کے سکوں کو جیتل کہا جاتا تھا۔ اس نے تانبے کے سکوں کو کیا نام دیا یہ غیر معلوم ہے۔ ٹانکا سونے اور چاندی کے دونوں سکے تقریباً 11 گرام وزن میں جاری کیے گئے تھے اور چند

چاندی کے نصف (5.3 گرام) ٹانکا سکے بھی رپورٹ کیے گئے ہیں۔ جیتل کا وزن تقریباً 3.5 گرام تھا جبکہ تانبے کے سکے 0.7 گرام سے 4.3 گرام تک مختلف ہوتے ہیں[157]۔ اس کے سکے دہلی، لاہور، کرمان، بدایوں اور بنگال کے ٹکسال سے بتائے جاتے تھے۔ کچھ ٹکسالیں اس کے حروف کو بھی استعمال کرتی ہیں جیسے کہ حضرت دہلی وغیرہ۔ اس نے دہلی کی سلطنت کے سکوں کو ایک خاص شکل دی، جس میں مقامی ہندوستانی روایات کے ساتھ اسلامی روایات کا امتزاج بھی پایا جاتا ہے[158]۔ ایسا مانا جاتا ہے کہ اس کے ابتدائی سکے بلن اور تانبے میں جاری کیے گئے تھے، اور بعد کے دنوں میں سونے اور چاندی میں بھی سکے جاری ہوئے۔

اس کے سونے کے سکے صرف گاؤڑا اور بنگال اور دہلی کی دیگر ٹکسالوں سے جاری کیے گئے تھے۔ ذیل میں اب التمش کے سکوں کی اقسام پر بحث کی جائے گی۔ اس کے سونے کے سکے بنیادی طور پر گاؤڈ (بنگال) سے محمد بن سام کے گاؤڈا وجئے طرز کے سکوں کی طرز پر کچھ نوشتی تبدیلیوں کے ساتھ بتائے جاتے ہیں۔ اس نے دیوناگری الفاظ گاؤڈ وجیا کو ترک کر دیا اور حاشیے میں کلمہ متعارف کرایا۔ زیر بحث قسم سونے اور چاندی دونوں میں معلوم ہوتی ہے۔ سونے کے سکے نایاب ہیں جبکہ چاندی کے سکے اچھی طرح سے رپورٹ کیے گئے ہیں۔ سونے کے سکوں کا وزن 4.6 سے 2.3 گرام کے درمیان ہوتا ہے جبکہ چاندی کے سکوں کا وزن تقریباً 10.8 گرام ہوتا ہے۔

Figure 7 coins of Iltutmish from Gaud (IIRNS)

[157] Stan Goron and Goenka, op.cit. p. 19.

[158] Amiteshwar Jha, *Bhartiye Sikke ek Aiyetihasik Parichay"*, 2003. p. 90

التتمش کے زیادہ تر چاندی کے سکے (ٹانکا) اسلامی روایت کے ساتھ جاری کیے تھے جن پر ایک طرف عباسی خلفاء کا نام اور دوسری طرف ان کا نام کندہ ہوتا تھا۔ ان کے سکوں پر عباسی خلفاء الناصر، الظاہر اور المستنصر کا نام کندہ ہوتا تھا[159]۔ التمش کے سونے کے سکے بہت کم تعداد میں ملتے ہیں۔ تاہم، عباسی خلیفہ المستنصر کے نام کے ساتھ ایک سونے کا ٹنکا مشہور ہے، ایک طرف "فی عهد الامام المستنصر امیر المومنین "اور ایک طرف اور دوسری طرف 'سلطان الاعظم شمس الدونیا والدین ابوالمظفر التتمش السلطان'

دہلی سے جاری کردہ ان کے چاندی کے سکے (ٹانکا) کو درج ذیل اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1. کلمہ، حکمران (التتمش) اور عباسی خلیفہ المستنصر کے نام کے ساتھ ۔

2۔ عباسی خلیفہ اور حکمراں التتمش کے نام کے ساتھ بغیر کلمہ کے۔

Figure 8 Silver Coins of Iltutmish, Kalima and the name of Abbasid Caliph. (IIRNS& BSEAP)

Figure 9 silver coins of Iltutmish Without Kalima ‘Fi Ahd Type’ (BSAAP/ IIRNS)

[159] Stan Goron and Goenka, op.cit. p.19

## بلن سکے:

بلن دہلی سلطنت کی کرنسی کے لیے سب سے عام دھات رہی ہے۔ شمالی ہند کی سب سے مشہور سکوں کی سیریز یعنی، 11ویں اور 13ویں صدی کے وسط کے درمیان جاری کردہ بیل /گھڑ سوار بنیادی طور پر بلن ہی میں جاری کیے گئے تھے۔ التمش نے اپنے بیل /گھڑ سوار طرز کے سکے بلن میں جاری کیے جنہیں معاصر تاریخ نگاروں نے جیتل اور دہلی وال کہا ہے ۔ تاہم اس نے بیل اور گھڑ سوار کی طرز میں کچھ تبدیلیاں بھی کیں جنہیں ڈاکٹر دانش معین[160] نے اپنی کتاب دہلی سلاطین کے سکے میں درج ذیل اقسام میں درجہ بندی کی ہے۔

## نام کے ساتھ بیل اور گھوڑ سوار کے سکے:

التتمش نے محمد بن سام کی طرز پر بیل /گھوڑ سوار طرز کے سکّے جاری رکھا، یہ بیل کی طرف دیوناگری میں 'سریتاناسری شمس الدین' اور گھوڑ سوار کی طرف 'سری حمیر اکندہ ہوتا تھا ۔ لفظ سریتانا کا مطلب سلطان اور سمس الدین، شمس الدین کے لئے استعمال ہوا ہے۔ سوریتانا سری سمس الدین سلطان سری شمس الدین کا سنسکرت ورژن ہے۔ یہاں یہ ذکر کیا جاسکتا ہے کہ سلطان کا 'عالم' التتمش تھا اور اس کا لقب شمس الدین تھا۔ یہاں صرف اس کا لقب لکھا گیا ہے نہ کہ 'عالم'۔ ان سکوں پر اس کے " عالم" کو خارج کرنے کی وجوہات سوائے جگہ کی کمی کے کچھ نہیں معلوم ہوتی ہیں[161]۔

*Figure 10 Bull and horseman coins with his name (Marudhar Art)*

[160] Danish Moin, op.cit. p. 6.
[161] H. de. S. Shortt, "A Bull and Horseman Hoard from India", *The Numismatic Chronicle and Journal of the Royal Numismatic Society*, Sixth Series, Vol. 16, 1956. p. 313-325.

## عباسی خلیفہ المستنصر کے نام کے ساتھ بیل اور گھوڑ سوار والے سکے[162]:

التتمش کے چاندی کے سکوں پر عباسی خلیفہ کے نام عام طور پر دیکھنے کو ملتا ہے۔ لیکن دیوناگری میں عباسی خلیفہ المستنصر کے نام کے ساتھ کچھ بلن سکے بھی جاری کیے گیے تھے جن میں 'مستنصر امیر المومنین 'لکھا ہوا ہے اور جس کے دوسرے طرف بیل کی تصویر کشی کی گئی ہے اور ریورس میں گھڑ سوار کے ساتھ لیجنڈ 'سری شالفہ 'لکھا ہوا ہے۔

*Figure 11 Bull and Horseman coin with the name of Abbasid Caliph Al Mustansir (World of Coins)*

## گھوڑ سوار اور لیجنڈ طرز کے سکّے:

گھوڑ سوار اور عربی لیجنڈ اقسام کے سکے مختلف نوشتہ جات کے ساتھ تقریبا ایک ہی وزن 3.5-3.6 گرام کے ساتھ رپورٹ کئے گئے ہیں۔ گورون اور گوینکا[163] نے اپنے کیٹلاگ میں درج ذیل اقسام کے تحت انہیں ٹکسال کے لحاظ سے درجہ بندی کیا ہے۔

### بدایوں ٹکسال:

**Obverse:** شمس الدنیا والدین

**Reverse:** خام گھوڑ سوار

**Obverse:** شمس الدنیا والدین التتمش السلطان۔

**Reverse:** خام گھوڑ سوار۔

---

[162] Goron and Goenka, op. cit. p. 19.
[163] Goron and Goenka, ibid, 19.

Obverse: مربع میں سلطان التتمش۔

Reverse: خام گھوڑ سوار

## دہلی ٹکسال:

Obverse: مربع کے اندر لیجنڈ السلطان الاعظم شمس الدونیا والدین ، دہلی

Reverse: دائیں حاشیہ میں گھوڑ سوار؛ التتمش السلطان

Obverse: شمس الدنیا و الدین ابوالمظفر التتمش۔

Reverse: دائیں سے گھوڑ سوار؛ سری حمیر ادیونا گری میں

Obverse: شمس الدنیا والدین ابوالمظفر التتمش السلطان

Reverse: دائیں سے گھوڑ سوار؛ سری حمیر ادیونا گری میں

## لاہور ٹکسال:

Obverse: السلطان الاعظم التتمش السلطان۔

Reverse: بائیں طرف لانس کے ساتھ گھوڑ سوار۔

Obverse: السلطان المعظم التتمش السلطان۔

Reverse: دائیں سے گھوڑ سوار، سری حمیر ااور ستارے کی نشانی۔

Obverse: شمس الدنیا والدین التتمش السلطان۔

Reverse: دائیں سے گھوڑ سوار، سری حمیر ا۔

ملتان ٹکسال سے ان کے سکے جاری کیے گئے تھے جن پر ایک طرف شمس الدنیا والدین ابوالمظفر التتمش السلطان اور دوسری طرف گھوڑ سوار کندہ کیا ہوا تھا۔ یہ سندھ کے سلطان قرلغ کے سکوں سے ملتا جلتا تھا[164]۔

## دونوں اطراف میں لیجنڈ طرز کے سکے :

بیل / گھوڑ سوار قسم کے سکے کے علاوہ، بلن کے کچھ سکوں کے دونوں اطراف میں نوشتہ پائے جاتے ہیں، جو دو لسانی (عربی اور دیوناگری) میں دونوں اطراف میں دیکھے جاتے ہیں۔ دہلی سے دو لسانی سکوں کی اطلاع بھی ملتی ہے۔ جس میں دائرے میں سلطان التمش کے طور پر لیجنڈ ہے، ایک طرف ٹکسال اور تاریخ حاشیے میں اور دوسری طرف دیوناگری میں سری سلطان التتمش کندایا گیا ہے[165]۔

*Figure 12 Iltutmish Bilingual Coins (Classical Numismatic gallery)*

عربی لیجنڈ کے ساتھ بلن سکوں کے دونوں اطراف سندھ کے بتائے جاتے ہیں۔ اس میں ایک طرف شمس الدنیاوالدین ابوالمظفر التمش السلطان اور دوسری طرف اسلامی عقیدہ شہادہ / کلمہ لکھا ہوا ہے[166]۔ کلمہ کے ساتھ التتمش کے چاندی کے سکے مشہور ہیں لیکن بلن سکے میں کلمہ کا استعمال ایک نئی روایت ہے اور شاذ و نادر ہی نظر آتی ہے۔

---

[164] Goron and Goenka, op.cit, p. 22
[165] H Nelson Wright, "*The Coinage and Metrology of the Sultans of Delhi*", pp. 30, 1936
[166] Goron and Goenka, op.cit. p. 24

## تانبے کے سکے:

التتمش کے تانبے کے سکے چھوٹے عربی لیجنڈ میں رپورٹ ہوئے ہیں۔ جن کے نام شمس الدین، التتمش، شمسی، سلطان اور عادل وغیرہ ہیں۔ تانبے کے سکوں میں ایک طرف شمسی اور دوسری طرف عدل درج ہے۔ سکے کے ایک طرف عدل اور دوسری طرف ضرب دہلی لکھا ہوا ہے۔ یہ سکے مختلف وزن کے ساتھ جو 3.8 گرام سے 0.8 گرام تک مختلف ہوتے ہیں۔ التمش نے اپنے تانبے کے سکوں کو کوئی نام نہیں دیا۔ بلکہ چھوٹے حروف میں صرف لفظ عدل لکھا ہوا پایا گیا۔

*Figure 13 Adli Coins of Iltutmish (Marudhar Art)*

## رکن الدین فیروز:

التمش کی وفات کے بعد اس کا بیٹا رکن الدین فیروز دہلی کے تخت پر بیٹھا۔ اس نے اپنے والد کی سکہ سازی کی روایت کو جاری رکھا اور اس نے چاندی کے سکے جاری کیے جس کا وزن تقریباً 10.8 گرام اور بلن (جیٹل) تقریباً 3.5 گرام کا تھا۔

التتمش کی طرح اس نے بھی اپنے چاندی کے سکے اپنے نام اور عباسی خلیفہ المستنصر کے نام کے ساتھ جاری کیے لیکن اپنے والد التمش کے نام کے ساتھ اپنا نام لکھنے کو ترجیح دی۔ اس پر فی عهد الامام المستنصر امیر المومنین کندہ تھا۔ عربی میں تاریخ اور ٹکسال کا نام "دہلی" اور الٹے طرف السلطان الاعظم شمس الدنیا والدین، السلطان المعظم رکن الدنیا والدین فیروز شاہ لکھا ہوا ہے[167]۔ اگرچہ رکن الدین

[167] Ibid, p.25

نے بغداد کے خلیفہ سے "سرمایہ کاری کی کوئی دستاویز" حاصل نہیں کیا لیکن خلیفہ کا نام کندہ کرتا رہا۔ یہ اسلام کی نظر میں اپنی حکمرانی کو جائز بنانے کے لئے خلیفہ کا احترام کیا جاتا تھا۔

اس کے سکوں پر ایک اہم تبدیلی دیکھی گئی کہ سکوں پر سب سے پہلے اس کے والد کا نام ہے اور اس کے بعد اس کا اپنا نام ہے۔ اس کی وجہ یہ سمجھی گئی کہ رکن الدین کو ان کے والد التمش نے نامزد نہیں کیا تھا بلکہ ان کا انتخاب عہدیداروں نے کیا تھا، اس لیے رضیہ کے حامیوں کی طرف سے مزاحمت ہوئی۔ لہٰذا وہ خود کو ناقابل تردید سلطان قرار دینے کے لیے ناگزیر تھا۔ اس نے اپنے سکوں میں اپنے والد کا نام لکھ کر یہ ظاہر کیا کہ وہ اپنے باپ کا صحیح وارث ہے[168]۔ سکے کی موجودہ طرز انہوں نے شروع میں اپنایا تھا۔ اس نے سب سے پہلے اپنے والد کا نام "السلطان الاعظم" کے لقب کے ساتھ کندہ کیا اور اس کے بعد اپنے نام کے ساتھ کمتر لقب "السلطان المعظم" لکھا، گویا وہ اپنے والد کے نام پر حکومت کر رہے تھے۔ لہٰذا سکہ مشترکہ مسئلہ کا تاثر دیتا ہے. بعد کے دنوں میں جب اسے معلوم ہوا کہ اس کا عہدہ محفوظ ہو گیا ہے تو اس نے اپنے والد کا نام چھوڑ کر اپنے نام کے سکے جاری کر دیئے۔

اس نے کلمہ کے ساتھ التتمش، عباسی خلیفہ کے نام کے ساتھ اپنا نام کندہ کروایا۔ جس کے سینٹر میں کلمه المستنصر بالله امير المومنين لکھا ہوا اور سامنے کے حاشیے میں قرآنی آیت کندہ کیا ہوا ہے۔ گو کہ حاشیہ میں قرآنی آیت[169] زیادہ واضح نہیں ہے لیکن یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ رکن الدین دہلی کا پہلا سلطان تھا جس نے سکوں پر قرآنی آیات کا استعمال کیا۔ اس کے معکوس میں السلطان الاعظم ركن الدنيا والدين ابوالمظفر فيروز شاه بن سلطان درمیان میں اور ناصر امير المومنين حاشیہ پر کندہ

[168] H Nelson Wright, op.cit. p. 75
[169] Stan Goron and Goenka, op.cit. p. 25.

ہے۔ یہاں ان کے والد کا نام غائب ہے اور ااس نے اپنے لیے اعلیٰ ترین شاہی لقب ''سلطان الاعظم'' کا انتخاب کیا ہے[170]۔

مذکورہ اقسام کے علاوہ ایک اور قسم ہے جس میں سجاوٹ اور ڈیزائن میں معمولی تبدیلی کی گئی ہے۔ اس کے کہ آخری حصہ ''ناصر امیر المومنین'' جو کہ سلطان کا عہدہ ہے یہاں چھوڑ دیا گیا ہے۔ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ "ناصر امیر المومنین" صرف جگہ کی کمی کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے[171]۔

*Figure 14 Silver coin of Ruknuddin Firoz Shah (Mintage World)*

رکن الدین فیروز نے التتمش کے بلن سکوں کو جاری رکھا۔ اس کو تین قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

**پہلا ٹائپ عربی لیجنڈ اور گھوڑ سوار کی قسم**[172]: اس میں ایک طرف عربی لیجنڈ السلطان الاعظم رکن الدنیا والدین ہے اور دوسری طرف خام گھوڑ سوار۔

**دوسرا قسم۔ دولسانی لیجنڈ اور گھوڑ سوار کی قسم**[173]: اس میں ایک طرف عربی لیجنڈ السلطان الاعظم رُکن الدنیا والدین ہے اور دوسری طرف گھڑ سوار اور دیوناگری تحریر سری حمیرا ہے۔

**تیسرا قسم۔ دیوناگری لیجنڈ کے ساتھ بیل اور گھوڑ سوار کی قسم**: اس میں بائیں طرف بیل ہے اور ایک طرف دیوناگری میں سوریتن سری رکن الدین اور دوسری طرف گھوڑ سوار سری حمیرا[174] ہے۔

---

[170] Ibid.
[171] Ibid.
[172] Ibid. 26
[173] C J Rodger, "*Catalogue of the coins Miscellaneous Muhammadans Coins*" Part II, 1894. p. 67,
[174] H Nelson Wright, op.cit. p. 39

رضیہ سلطانہ:

اگرچہ التتمش اپنی بیٹی رضیہ کو اس کی فوری جانشین بنانا چاہتا تھا لیکن طاقتور امرا نے اس کی وصیت پوری نہیں کی اور اس کا بیٹا رکن الدین دہلی کے تخت پر بیٹھا۔ تاہم رضیہ اپنے بھائی سے دہلی کا تخت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئیں اور ہندوستان کی پہلی خاتون حکمران بن گئیں جنہوں نے دہلی سے حکومت کرتی رہی۔

رضیہ نے سونے چاندی اور بلن کے سکے اپنے والد اور بھائی رکن الدین کے سکوں کے وزن اور سائز کے تسلسل کے ساتھ دہلی، لکھناوتی اور بدایوں ٹکسال سے جاری کیے تھے۔ اس کے سونے کے سکے لکھناوتی (بنگال) ٹکسال سے اور چاندی کے سکے دہلی سے جاری کئے تھے۔ اپنے بھائی رکن الدین فیروز کی طرح رضیہ کے ابتدائی سکوں پر بھی اس کے والد کا نام ہے اور وہ اپنے چاندی کے سکوں پر خود کو "نصرت" (نائب) کہتی ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی سلطنت محفوظ نہیں تھی، اور وہ اپنے والد کے نام پر حکمرانی کر رہی تھی تاکہ امرا اور اپنی رعایا کی حمایت حاصل ہو[175]۔ کچھ عرصے بعد جب اسے اپنے اختیار پر یقین ہو گیا تو اس نے اپنے والد کے نام کے ساتھ اپنا نام جوڑا اور دوسری طرف خلیفہ کا نام سکوں پر جاری رہا۔

دہلی اور لکھنوتی ٹکسال سے جاری ہونے والے اس کے تمام ٹانکوں میں اسی طرح کے متضاد نوشتہ جات پائے جاتے ہیں، جن میں فی عهد الامام المستنصر امير المومنين ہیں، لیکن لکھناوتی ٹکسال دہلی کے ٹکسال سے مختلف ہے۔ اس کی لکھنوتی ٹکسال پر "السلطان الاعظم جلال الدنيا والدين ملكه التمش بنت السلطان نصرت امير المومنين" کے نام سے کندہ ہے[176]۔ اس نوشتہ میں اس نے اپنا لقب لکھا ہے لیکن اس کا نام غائب ہے۔

---

[175] Ibid. p. 40.
[176] Stan Goron and Goenka, op.cit. p. 153.

یہ بہت عجیب لگتا ہے کہ رضیہ نے سونے کے سکے اتنے دور دراز صوبے لکھنوتی سے جاری کیے تھے نہ کہ اپنی راجدھانی دہلی سے۔ لیکن ایسا ہی عمل التتمش کے سکوں پر بھی دیکھا گیا ہے۔ لہٰذا لکھنوتی سے سونے کے سکے جاری کرنے کو اسی قسم کا تسلسل سمجھا جا سکتا ہے جو محمد بن بختیار خلجی نے متعارف کرایا تھا جس نے اپنے آقا معزالدین محمد بن سام کے نام پر سونے کے سکے جاری کیے تھے۔ بعد میں التتمش اور رضیہ لکھنوتی سے اپنے سونے کے سکے جاری کرتے رہے۔ سونے کے علاوہ چاندی کے سکے بھی لکھنوتی ٹکسال سے جاری کیے گئے تھے۔

رضیہ کے دہلی ٹکسال کے سکوں پر ایک طرف فی عهد الامام المستنصر امیر المومنین اور دوسری طرف سلطان الاعظم شمس الدنیا والدین التتمش سلطان نصرت امیر المومنین لکھا ہوا ہے[177]۔ اس کے چاندی کے سکوں کی ایک اور قسم التتمش اور رضیہ دونوں کے ناموں پر مشتمل ہے اور اس پر لکھا ہوا ہے "السلطان الاعظم شمس الدنیا والدین السلطان المعظم رضی الدنیا والدین"[178]۔ لکھا ملتا ہے

*Figure 15 Coins of Razia from Lakhnauti Mint (Marudhar Art)*

## بلن کے سکے:

اپنے والد اور بھائی کی طرح اس نے بیل / گھوڑ سوار ٹائپ میں بلن کے سکے جاری نہیں کیے تھے بلکہ اس نے موجودہ گھوڑ سوار / عربی لیجنڈ ٹائپ سکوں کو 3.5 گرام وزن کے ساتھ جاری رکھا۔ اس سکّے کے ایک طرف "

[177] Ibid. 26
[178] Nelson Wright. op.cit. p. 40.

سلطان المعظم رضیہ الدنیا والدین بنت السلطان [179]"اور دوسری طرف گھوڑ سوار کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ اس کے ایک اور قسم کے بلن کے سکوں پر ایک طرف السلطان العظم رضیہ الدنیا والدین اور دوسری طرف گھوڑ سوار[180] کندہ ہوتا تھا۔

ان سکوں کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ اس کے بلن سکوں میں اس کا نام "رضیہ الدنیاوالدین" ذکر کیا گیاہے، جو کہ ایک لقب لگتاہے نہ کہ نام۔

اس نے ایادہ تر سکے بیل اور عربی لیجنڈ ٹائپ میں جاری کیے تھے[181]۔ اس کے پیشروں نے بھی تانبے میں بیل اور لیجنڈ ٹائپ کے سکّے جاری نہیں کیے تھے۔ یہ تانبے پر بلن کے سکے کے وزن تقریبا 3.5 گرام پر جارے کیے تھے۔ یہ بلن کا سکہ ہو سکتاہے، کیونکہ دھاتوں کے مجموعے کی مقدار ایچ نیلسن رائٹ نے اسے تانبے کا سکہ قرار دیا۔ مملوک خاندان کے سکوں کے ہم عصر قلمکاروں نے واضح کیاہے کہ کسی بھی حکمران نے تانبے میں بیل اور لیجنڈ ٹائپ سکہ جاری نہیں کیا۔ یہ ہو سکتاہے کہ یہ بلن کے ہی سکّے ہوں۔

*Figure 16 Billon Coins of Razia (Mintage world)*

## معزالدین بہرام شاہ:

رضیہ کے بعد، اس کا بھائی معزالدین بہرام، التتمش کا بیٹا دہلی کے تخت پر بیٹھا۔ اس نے سونے، چاندی اور بلن میں سکے جاری کیا۔ اس کے سکے اس کے پیشرووں کے سکوں کا ہی ایک تسلسل ہیں۔ اس نے کچھ معمولی

[179] H Nelson Wright, ibid, 41
[180] Ibid, pp. 42
[181] H Nelson Wright, ibid, pp. 43, Danish Moin, opcit,15

تحریری تبدیلیاں کیں۔ اپنے پیشروؤں کی طرح اس نے اپنے سونے کے سکوں کو عباسی خلیفہ المستنصر کے نام سے جاری رکھا جس پر ایک طرف 'فی عہدالامام امیر المومنین' اور دوسری طرف 'السلطان الاعظم معز الدنیا والدین ابوالمظفر بہرام شاہ ابن سلطان ناصر امیرالله مومنین[182]' کندہ ہے۔ یہاں اس نے امیر المومنین سے پہلے "ناصر" لقب کو بھی شامل کیا ہے جو یہ بتاتے ہیں کہ وہ امیر المومنین یعنی خلیفہ کے نائب تھے۔ ایک اور دلچسپ معلومات کا ذکر یہاں کیا جا سکتا ہے کہ اپنے بھائی اور بہن رکن الدین اور رضیہ کے برعکس اس نے سکے پر اپنے والد کا نام استعمال نہیں کیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسے امرا کی طرف سے مکمل غیر متنازعہ تعاون مل رہا تھا۔ اس کے چاندی کے سکے بھی سونے کے سکوں کی طرح جاری کیے گئے تھے لیکن اس میں صرف ناصر امیر المومنین کا لفظ نہیں تھا۔

*Figure 17-18 Gold Tanka of Muizz-ud-din Bahram Shah (Mintage world)*

اپنے پیش روں کی طرح اس نے اپنے بلن کے سکوں کا 3.5 گرام وزن کا بیل / گھوڑ سوار اور لیجنڈ طرز پر جاری رکھا۔ گورون اور گوینکا نے[183] ان سکوں کی درجہ بندی اس طرح کی ہے:

1. Obverse: ابو المظفر بہرام شاہ بن سلطان

Reverse: خام گھوڑ سوار

2. Obverse: سلطان الاعظم معز الدنیا والدین

Reverse: گھوڑ سوار

[182] H Nelson Wright, ibid, pp. 44, Goron and Goenka, pp. 27
[183] op.cit. p. 27

3. **Obverse:** بائیں سے بیل۔ دیوناگری میں سوریتانہ معزالدین۔

**Reverse:** گھوڑ سوار، دیوناگری میں سری حمیرا۔

*Figure 19 Billion Coins of Muizz-ud-din Bahram Shah (Numismita India)*

**علاؤالدین مسعود شاہ:**

اس نے سونے، چاندی اور بلن کے سکے جاری کیے تھے۔ سونے اور چاندی کے سکے بنگال اور دہلی ٹکسال سے جاری کیے گئے، جب کہ بلن کے سکے (جیتل) دہلی اور بدایوں میں ڈھالے گئے۔ عام طور پر علاؤالدین مسعود کے سکوں پر زیادہ تبدیلی نہیں کی گئی ہے۔ اپنے پیشروؤں کی طرح اس نے اپنے نام اور القاب کے ساتھ عباسی خلیفہ المستنصر کے نام کے سکے جاری کرتے رہے۔ لیکن بعد میں اس کے سکوں پر عباسی خلیفہ المستنصم کے نام کے شواہد ملتے ہیں۔ جو اس کی موت کے بعد 640 عیسوی میں المستنصر کا جانشین بنا۔ لہٰذا، اس نے المستنصر کے نام کی جگہ المستنصم کے نام سے ٹانکا جاری کیا۔ اور اس کے الٹے طرف 'بن' کی اصطلاح کا اضافہ کیا اور کندہ کاری کے لئے دوسرے فارمولے کو برقرار رکھا[184]۔ تاہم المستنصر کے نام سے جاری ہونے والے سکوں میں ابن کا لفظ استعمال ہوا ہے[185]۔ دہلی کا واحد سلطان جس کے سکوں پر دو عباسی خلفاء کے نام 'المستنصر' اور 'المستنصم' ہیں۔

بنگال سے تعلق رکھنے والے علاؤالدین مسعود کے تمام سکوں پر صرف عباسی خلیفہ المستنصر کے نام کی نمائندگی کی گئی ہے۔ المستنصم کے نام کا ایک بھی سکہ ابھی تک منظر عام پر نہیں آیا۔

---

[184] Edward Thomas, "The Initial Coinage of Bengal", *Journal of the Royal Asiatic Society of Great Britain and Ireland*, vol. II, No. 1. 1886 p. 145.

[185] Danish Moin, op.cit. p. 16. It is necessary to mention here that both *ibn* and *bin* meant the same i.e. 'Son'

*Figure 20 - 21 Gold and Silver coins of Ala-ud-din Masud (Mintage World)*

## بلن کے سکّے:

اپنے پیشرؤں کی طرح، اس نے بیل / گھوڑ سوار، لیجنڈ ٹائپ سکوں کو بلن میں جاری کیا اور انہیں مند درجہ ذیل اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے:

### 1. بیل / گھوڑ سوار طرز کے:

یہ سکے کے اوپری حصے میں دیوناگری میں سلطان کا نام "سوریتانا سری علاؤالدین" (سلطان سری علاؤ الدین) کے ساتھ بائیں طرف بیل کی تصویر کشی کی گئی ہے ۔ پیچھے طرف گھوڑ سوار دائیں اور دیوناگری لیجنڈ "سری حمیر اکندہ ہے۔ اسی طرح کا سکہ التتمش نے بھی جاری کیا تھا۔

### 2. بیل / گھوڑ سوار سری شالفہ طرز کے:

یہ بیل کے بائیں طرف سلطان کے نام کے ساتھ سری علاؤدا سوریتن (سلطان سری علاؤ الدین) دیو ناگری میں اور دوسری طرف گھوڑ سوار اور دیوناگری لیجنڈ "سری شالفا[186] " کندہ تھا۔ چونکہ یہ سکے تاریخی نہیں ہیں لہذا یہ کہنا مشکل ہے کہ خلیفہ کا مطلب اس سے مستنصر یا المستعصم تھا۔

### 3. عربی لیجنڈ / گھوڑ سوار طرز کے:

[186] H Nelson Wright,ibid, pp. 47

ان سکوں میں ایک طرف سلطان الاعظم علاؤالدنیاودین کندہ ہے اور دوسری طرف عربی میں اس کانام مسعود[187] کے ساتھ گھوڑ سوار ہے۔

*Figure 22 Billon coin of Allaudin Masud Shah (Mintage world)*

## ناصر الدین محمود:

ٹانکا اور جیتل التتمش کے زمانے سے ہی دہلی سلطنت کی بڑی کرنسی رہے ہیں۔ التتمش نے اپنے پیشرو محمد بن سام کی اصلاح کر کے سکہ سازی کے لیے میٹرولوجی ٹائپ کو اپنایا، اس کے بعد اس کے چار جانشینوں نے بغیر کسی خاص تبدیلی کے ان کی پیروی کی۔

اس نے پہلی بار دہلی ٹکسال سے سونے کا ٹانکا جاری کیا جسے اس کے جانشینوں نے بھی جاری رکھا۔ اس کے علاوہ اس نے چاندی کا چھوٹا ٹانکا جاری کیا جسے بالترتیب نصف ٹانکا (آدھا) اور ماشہ کہا جاتا ہے۔ اس سے پہلے کرنسی میں یہ دونوں موجود نہیں تھے۔ نصیر الدین محمود نے اپنے پیشروؤں کے سکوں کی نقل کی جس میں علامات کے مخصوص فارمولے تحت اوپر اپنانام اور خلیفہ کا نام القاب کے ساتھ کندہ کیا تھا۔ دہلی سے جاری کردہ ٹانکا پر فی عهد الامام المستعصم امیر المومنین" اور اوپر "السلطان الاعظم ناصر الدنیا والدین ابوالمظفر محمود بن (ابن ) السلطان" لکھا ہوا تھا[188] جبکہ دوسری طرف تاریخ اور ٹکسال نظر آتے ہیں۔ اس نے دہلی اور بدایوں سے بھی ٹانکا جاری کیا تھا۔ بدایوں کے سکوں میں صرف ایک فرق نظر آتا ہے وہ یہ کہ اس حاشیہ دار نوشتہ موجود نہیں کیونکہ تمام نوشتہ جات ڈبل مربع میں کندہ تھے[189]۔

---

[187] Goron and Goenka, ibid, pp.29
[188] Edward Thomas, op.cit. p. 127

[189] Stan Goron and Goenka, op.cit. p. 30

اس حقیقت کے باوجود کہ اس نے اپنے پیشروؤں کی طرز پر عمل کیا تھا، اس کے باوجود بنگال کے ان کے سکوں پر دو عباسی خلفاء المستنصر باللہ اور المستعصم کے نام نظر آئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چند سکوں میں حکمراں کے نام اور القاب سے لفظ "شاہ" کا خاتمہ نظر آتا ہے[190]۔

ان سکوں کے علاوہ معز الدین ازبک اور ناصر الدین محمود کے ناموں کے چند مشترک سکے جاری ہوئے۔ حاشیہ میں فی عهد الامام المستنصم امیرالمومنین لکھا ہوا ہے، جس کی تاریخ 651 ہجری اوپری حصے میں ہے اور "سلطان الاعظم ناصرالدنیا والدین ابوالمظفر محمود بن السلطان فی نوبت العبد ازبک السلطانی [191] الٹے طرف کندہ ہے۔ بنگال کے ناصر الدین محمود کے کچھ سکے جو 644 ہجری میں جاری کیے گئے تھے ان پر خلیفہ المستنصر کے نام موجود ہیں۔

ان کا بنگال کا سونا اور چاندی کا ٹانکا دہلی کے چاندی کے ٹانکوں کے طرز پر کچھ معمولی تغیرات کو چھوڑ کر تقریباً ایک جیسا ہے۔ دہلی کے سکوں کے اوپر خلیفہ کا نام صرف "المستنصم " کندہ کیا گیا ہے جب کہ بنگال کے معاملے میں اس کے ساتھ "باللہ" کا لفظ لگا ہوا ہے۔ نصف ٹانکا (نصف ٹانکا) کا اوپر اور معکوس دہلی کے ٹانکوں سے ملتے جلتے ہیں، ساتھ ہی حاشیہ اور ٹکسال کی غیر موجودگی بھی دیکھی گئی ہے جو شاید جگہ کی کمی کی وجہ سے ہو گا۔

ایک بارھواں ٹنکا (ماشہ 0.9 گرام) سکے بہت چھوٹے ہیں جن کے اوپری حصے پر "سلطان المعظم" اور الٹے حصے پر ن اصر الدنیا والدین کندہ ملتا ہے[192]۔

---

[190] Ibid, p. 156, B 71. Nelson Wright, op.cit. p. 55.
[191] Ibid, pp 156, (B 74), Nelson Wright, p. 55

[192] Ibid, p 30. H Nelson Wright, p. 56.

*Figure 23-24 Gold & Silver Coin of Nasiruddin Mahmud (Marudhar Art)*

اپنے پیشروؤں کی طرح اس کے بلن کے سکے بھی گھڑ سوار / لیجنڈ طرز پر جاری کیے ہیں۔ یہ ایک طرف دائیں سے گھڑ سوار تصویر ہے اور دوسری طرف عربی لیجنڈ 'السلطان المعظم ناصرالدنیا والدین' درج ہے، جس میں ایک طرف 'السلطان الاعظم ناصر الدنیا والدین' اور دوسری طرف گھوڑ سوار کندہ ہے عربی میں محمود اور دیوناگری میں سری حمیر اکے ساتھ[193]۔

*Figure 25 Billon coin of Nasiruddin Mahmud (Numista)*

اس کے تانبے کے سکے بہت کم ملتے ہیں، تاہم، چند چھوٹے عادلس مشہور ہیں۔ گورون اور گوینکا نے ان کو تین اقسام میں معمولی تغیرات کے ساتھ درجہ بندی کی ہے۔

ٹائپ 1 **Obverse** - السلطان الاعظم

**Reverse**: ناصر الدنیا والدین۔

ٹائپ 2 **Obverse** ۔عدل ناصری

**Reverse** -حضرت دہلی[194]

ٹائپ 3. **Obverse**. عدلی

[193] Goron and Goenka, ibid, pp. 30.
[194] Edward Thomas, op.cit. p. 128

**Reverse** - حضرت دہلی

## غیاث الدین بلبن:

انہوں نے اپنی زندگی کی شروعات غلام کے طور پر کی تھی اور 'نائب مملکت' کے عہدے پر فائز ہوا اور آخر کار التمش خاندان کے آخری فرزند ناصر الدین محمود کی وفات کے بعد دہلی سلطنت کا تخت نشین ہوا۔ اس نے اپنے آپ کو غیر متنازعہ سلطان کے طور پر متعارف کرانے کے لیے شمسی خاندان (التمش کے خاندان) کے تمام افراد اور شمسی غلاموں کو بھی ختم کر دیا۔ غیاث الدین بلبن دہلی سلطنت کے طاقتور سلطانوں میں سے ایک تھے۔ اس کے بارے میں مانا جاتا ہے کہ اس نے سونے، چاندی، بلن اور تانبے کے سکے جاری کیے جو بنیادی طور پر اپنے پیشروؤں کی ٹائپولوجی اور میٹرولوجی کی پیروی کرتے تھے۔ اپنے سونے اور چاندی کے سکوں کو خلیفہ کے نام 'المستعصم' کے ساتھ جاری رکھا۔ تاہم، اس نے موجودہ سکے کی علامات میں کچھ تبدیلیاں کیں۔ اس کے سابقہ مسائل پر یہ کتبہ "فِی عهد الامام المستعصم امیر المومنین" کے طور پر لکھا گیا تھا۔ بعد میں جب اسے اس حقیقت کا علم ہوا کہ خلیفہ نہیں رہا تو اس نے فِی عهد کہنے کا کوئی جواز نہیں پایا۔ چنانچہ اس نے 'فی عهد' لکھنا چھوڑ دیا اور اس جگہ 'الامام' کا متعارف کرایا اور کتبہ کا باقی حصہ میں اپنا نام رکھا۔ تاہم اس کے تمام ٹانکا؛ سونے اور چاندی دونوں پر "الامام المستعصم امیر المومنین" اور دوسری طرف "سلطان الاعظم غیاث الدنیا والدین ابوالمظفر بلبن السلطان" کندہ تھا۔ ان دونوں سکوں میں حاشیہ ہوا کرتا تھا جس میں ٹکسال کا نام اور تاریخ مشترک فارمولے کے تحت درج ہوتا تھا۔ ضربیہ حازح سکہ (سونے کی صورت میں) یا فدّہ (چاندی کی ٹانکا کی صورت میں) بحضرت دہلی فی سنه [195] پھر تاریخ عربی الفاظ میں۔

[195] Edward Thomas, op.cit. p. 135

*Figure 26 Gold and Silver Coins of Balban (Mintage World and IIRNS)*

دہلی کے علاوہ، الور، سلطان پور، لکھنوتی وغیرہ سے ان کے چاندی کے ٹنکے جاری کیے گئے تھے ساتھ ہی ان کے دور حکومت میں کچھ نئے ٹکسال متعارف کروائے گئے تھے اور کچھ ٹکسالوں کے عرفی نام بھی متعارف کروائے گئے تھے۔ دہلی ٹکسال سے کھتہ کے ذریعے پہلے حضرت، الور، سلطان پور اور لکھنوتی۔ حالانکہ حضرت دہلی پہلے بطور علامت التتمش نے شروع کی تھی اور اس کے بعد اس کے جانشین نے اس کو برقرار رکھا، لیکن 'کھتہ' عرفی نام کی اصطلاح سب سے پہلے بلبن نے استعمال کی۔

بلبن کے تمام چاندی کے ٹانکے ایک ہی قسم کے ہیں، پھر بھی ان کے ٹکسال کے ناموں اور سجاوٹی نشانوں میں کچھ معمولی تغیرات ہیں جن کی وجہ سے انہیں کئی اقسام میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ اس نے دہلی ٹکسال سے ناصر الدین محمود کے چھوٹے چاندی کے ٹانک (1/12) پیٹرن کا نقل کیا تھا۔ اس کے ایک طرف "سلطان الاعظم" اور دوسری طرف "غیاث الدنیاوالدین" لکھا ہوا ہے[196]۔

اس نے اپنے بلن سکوں میں ایک اہم تبدیلی کی کیونکہ اس نے سب سے مشہور بیل اور گھوڑ سوار قسم کے سکے کو مسترد کر دیا لیکن دیوناگری لیجنڈ کو برقرار رکھا۔ اب، اس کے بلن سکوں پر ایک دائرے کے اندر عربی میں بلبن اور اس کے ارد گرد اور اس کے عقب میں دیوناگری لیجنڈ "سری سلطان غیاث الدین" لکھا ہوا ہے جبکہ اس کے پیچھے سلطان الاعظم غیاث الدنیا والدین ہے[197]۔ بلبن کی متعارف کردہ طرز عام بن گیا تھا اور بعد میں جلال الدین فیروز، علاؤالدین محمد شاہ، غیاث الدین تغلق اور محمد بن تغلق نے اس کی پیروی کی۔

---

[196] H Nelson Wright, op.cit. p. 60. Goron and Goenka, op.cit. p. 32.

[197] Ibid

*Figure 27 Billon and Copper Coins of Balban (IIRNS)*

اس کے تانبے کے سکے بھی دو طرح کے بتائے جاتے ہیں: ایک قسم میں ایک طرف السلطان الاعظم اور دوسری طرف غیاث الدنیا والدین ہے[198]۔ اس قسم کو تین طرح سے جانا جاتا ہے یعنی 4.5 گرام (40 رتی کا پائیکا)، 3.5 گرام (32 رتیوں کا پائیکا)، 2.3 گرام (20 رتیوں کا آدھا پائیکا)۔ دوسرے میں ایک طرف مسدس میں عدل غیاثی اور دوسری طرف دائرہ میں بحضرت دہلی ٹکسال کا نام کندہ ہے[199]۔

## معزالدین کیقباد:

کیک آباد نے سونے، چاندی، بلن اور تانبے کے سکے جاری کیے اور پچھلے سکے کی طرز، ساخت اور میٹرولوجی کی پیروی کی۔ اس کے سونے اور چاندی کے سکے دہلی ٹکسال سے بنائے گئے۔ بلبن کی طرح اس کے سکوں کے اوپر میں خلیفہ المستعصم کا نام ہے۔ اس کے ایک طرف "الامام المستعصم" اور دوسری طرف "سلطان الاعظم معز الدنیا والدین ابوالمظفر کیقباد السلطان"[200] لکھا ہوا ہے جس میں تاریخ اور ٹکسال کا نام دہلی ہے۔

چاندی کے ٹانکا کے علاوہ، اس نے کچھ چاندی کے سکے جاری کیے تھے۔ چاندی میں جزوی سکے جاری کرنے کی روایت التتمش سے شروع ہوئی جس نے ½ ٹانکا ڈھالا تھا۔ بعد میں، ناصر الدین محمود نے 1/4 ٹانکا کے

[198] Edward Thomas, op.cit. p. 135.
[199] Ibid, p. 135.

[200] Ibid, p. 142

علاوہ ایک ماشہ سکہ یا 1/12 ٹانکا جاری کیا۔ بلبن نے بھی ماشہ معیار کے سکے جاری کئے۔ کیقباد کے دور حکومت میں ہم نے دو مزید جزوی فرقوں کا تعارف دیکھا ہے، 1/3 اور 1/6 ٹانکا۔

ایک تہائی ٹانکا کے اوپر سلطان الاعظم معز الدنیا والدین ہیں اور اس کے سیدھے حصے پر ضربیه بحضرت دہلی فی سنه سته وثمانیه وسته مائة ہے اور الٹے طرف ٹکسال اور تاریخ کندہ ہے۔ یہ نوٹ کرنا دلچسپ ہے کہ اس سکے میں تاریخ اور ٹکسال کا نام بیچ میں لکھا ہوا ہے جب کہ دہلی سلطنت کے سکوں پر تاریخ اور ٹکسال کے نام عام طور پر حاشیہ پر نظر آتے ہیں۔

دیگر دو طرح (1.8 گرام اور 0.9 گرام) میں چھوٹے عربی لیجنڈ لکھے گئے ہیں جن کے ایک طرف سلطان الاعظم اور دوسری طرف معزالدنیاوالدین لکھا گیا ہے[201]۔

*Figure 28 Gold and Silver coins of Muizuddin Kaiqubad (Indian Coins)*

کیقباد کے بلن کے سکے ایک ہی قسم میں پائے جاتے ہیں۔ وہ 3.6 گرام وزن کی پیروی کرتے ہیں اور عربی نوشتہ "سلطان الاعظم معزالدنیا والدین کو پیچھے والے حصے پر اور کیقباد کو سکّے کے اوپری حصے پر عربی میں لکھا ہوا ہے اور دیوناگری میں "سری سلطان معزالدین"[202] کالقب لکھا ہوا ہے۔

[201] Goron and Goenka, op.cit. p. 34.

[202] H Nelson Wright, ibid, pp. 65

*Figure 29 Billon Coins Muizuddin Kaiqubad (Marudhar Art)*

کیقبا آباد کے چند تانبے[203] کے سکے جس میں ایک طرف سلطان الاعظم اور دوسری طرف معزالدنیا والدین اور دوسری قسم میں ایک طرف 'عدل معزی' اور دوسری طرف حضرت دہلی لکھا گیا ہے۔

*Figure 30 copper coins of Muizuddin Kaiqubad (Marudhar Art)*

## شمس الدین کیومارس:

کیقباد کی موت کے بعد دربار کے طاقتور امراء نے اس کے نابالغ بیٹے کیومارس کو دہلی سلطنت کے تخت پر بٹھایا۔ کیومارس نے صرف تین ماہ حکومت کی اور اس مختصر دور حکومت میں چاندی اور تانبے کے سکے اس کے نام پر اس کے پیشروؤں کے طرز پر جاری کیے گئے۔ عباسی خلیفہ کے نام پر چاندی کے سکے جاری کیے گئے تھے جس میں ایک طرف" الا مام المستعصم " سکّے کے ایک طرف اور 'السلطان الاعظم شمس الدنیا والدین ابوالمظفر کیومارس السلطان 'سکّے کے دوسرے طرف[204]۔

اسی طرح تانبے کے سکے کے ایک طرف "السلطان الاعظم" اور دوسری طرف "شمس الدنیا والدین" لکھا ہے[205]۔

---

[203] Edward Thomas, ibid, pp. 142

[204] Nelson Wright, ibid, pp.66

[205] Ibid, pp. 66

## خلجی کے سکے:

1290 میں دہلی کی سلطنت نے مملوک خاندان کے خاتمے اور خلجی خاندان کے آغاز کا مشاہدہ کیا جس کی بنیاد جلال الدین فیروز نے رکھی تھی۔ خلجیوں نے 1290 اور 1320 عیسوی کے درمیان دہلی سلطنت کو کنٹرول کیا، جس پر پانچ سلطانوں نے حکومت کی اور علاؤالدین محمد شاہ اس خاندان کے سب سے طاقتور سلطان تھے۔

خلجیوں کو ان کے سکوں میں اچھی طرح دکھایا گیا ہے اور انہوں نے کچھ اہم تبدیلیاں کی ہیں جن پر آئندہ سطور میں بحث کی جائے گی۔ یہ دور خلجیوں کے سکوں کے مطالعہ اور جانچ کے سلسلے میں ٹھاکر اپھیرو کی تصنیف دریہ پرکشا کافی اہم ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں علاؤالدین اور مبارک خلجی کے دور میں دہلی ایک ٹکسال ماسٹر تھا۔ یہ ان کے بیٹے اور بھائی کے لیے ٹکسال اور ٹکسال کی تکنیک کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے کے لیے لکھا گیا تھا۔ یہ کتاب ہمیں ان دونوں حکمرانوں کے بارے میں بہت جامع معلومات فراہم کرتی ہے اور سابقہ دور کے کچھ سکوں کے بارے میں بھی۔ اس عرصے کے دوران بلن / تانبے کے سکوں کو گنی کا نام دیا گیا اور یہ مختلف طرز میں ان کے دھاتی مواد کے مطابق جاری کیے گئے اور انہیں دو گنی چوگنی، اٹھاہ گانی وغیرہ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ ان کے سکوں میں بحضرت دارالخلافہ ، دارالاسلام اور قلعہ قطب آباد وغیرہ کندہ تھا۔ ٹھاکر پھیرو کے مطابق، ان تینوں بادشاہوں، یعنی علاء الدین، عمر اور مبارک کے اکائی سونے کے سکے ایک تولہ تھے، یعنی 11.04 گرام /170 دانے اور انہیں ہیماٹنکاہ (سونے کا ٹانکہ) کہا جاتا تھا[206]۔

## جلال الدین فیروز:

جلال الدین فیروز کے سکے بلبن، کیقباد اور کایومر کے سکوں کی کامل پیروی اور تسلسل ہیں۔ صرف اس تبدیلی کے ساتھ کہ پچھلے ناموں کی جگہ ان کے اپنے نام کر دیے گئے۔ اس کے سکے سونے، چاندی، بلن اور تانبے

[206] Danish Moin, op.cit. p. 22

کے دریافت ہوئے ہیں۔ اس نے عباسی خلیفہ "المستعصم" کا نام جاری رکھا تھا۔ اس نے اپنے سونے اور چاندی کے سکوں میں ایک طرف السلطان الاعظم والدنیا والدین ابوالمظفر فیروز لکھا ہوا ہے اور ایک طرف شاہ" اور امام المعروف خلیفہ کا نام المستعصم ٹکسال اور حاشیہ کے اطراف میں تاریخ ہے۔ جلال الدین فیروز کے 1/12 ٹنکا (0.9 گرام) کا ایک حصہ بھی اس لیجنڈ کے ساتھ بتایا جاتا ہے، اس میں ایک طرف سلطان الاعظم اور دوسری طرف جلال الدنیاوالدین ہے[207]۔

*Figure 31-32 Gold &Silver coins of Jalaluddin Khalji (Marudhar art)*

اس کے بلن سکے گول سے مربع تک ہندسی ڈیزائن میں تبدیلی کے ساتھ بلبن کے دو لسانی سکوں کا تسلسل ہیں۔ اس کے ایک طرف 'سلطان الاعظم جلال الدنیاودین' اور مربع کے اندر فیروز شاہ اور دوسری طرف دیوناگری لیجنڈ سری سلطان جلال الدین لکھا ہوا ہے[208]۔

*Figure 33 Billon coins of Jalaluddin Khalji (Marudhar art)*

[207] Ibid, p. 84, Goron and Goenka, op.cit. p. 36.

[208] Ibid, p. 85.

اپنے پیش روؤں کی طرح اس کے تانبے کے سکوں[209] پر چھوٹے افسانوں کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے، جس میں ایک طرف سلطان الاعظم اور دوسری طرف جلال الدنیا والدین ہیں۔ یہ قسم عام طور پر تقریباً 4 گرام وزن کے معیار میں پایا جاتا ہے۔ تانبے میں سکوں کی دوسری قسم تقریباً 2 گرام میں درج ہے جس کے ایک طرف عادل فیروز شاہ اور دوسری طرف با حضرت دہلی لکھا ہوا ہے۔

*Figure 34 copper and Adli coins of Jalaluddin Khalji (Coin India)*

## رکن الدین ابراہیم:

جب علاء الدین محمد شاہ کے ہاتھوں جلال الدین فیروز کے قتل کی خبر دہلی تک پہنچی۔ امرا کے ایک گروہ نے رکن الدین ابراہیم ولد جلال الدین فیروز کو تخت دہلی پر بٹھایا۔ اس نے صرف پانچ ماہ کا بہت مختصر دور حکومت کیا اور دہلی سلطنت کی تاریخ میں ایک غیر واضح شخصیت ہے[210]۔ اس نے سونے، چاندی، بلن اور تانبے کے سکے جاری کیے تھے۔ اپنے پیشروؤں کی پیروی کرتے ہوئے، اس نے اپنے والد جلال الدین فیروز کے نام پر اپنے ابتدائی سکے جاری کیے۔ اپنے چاندی کے ٹانکے پر اس نے ایک طرف اپنا نام اور لقب اور دوسری طرف اپنے والد کا نام اور مذہبی لقب لکھا تھا۔ یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ اس نے عباسی خلیفہ کا نام ہٹا دیا تھا جو ان کے پیشروؤں کے سکوں پر باقاعدگی سے لکھا ہوا تھا۔ اس کے سکوں سے خلیفہ کا نام ختم کرنا خلیفہ کی بے عزتی نہیں سمجھا جا سکتا، بلکہ غالباً سکوں

[209] Edward Thomas, op.cit. p. 145, Nelson Wright, p. 85, Goron and Goenka, p. 36
[210] Sanjay Garg, "Khilji Sultans and the Caliph", *Numismatic Digest*, Vol. 29-30. 2005-2006. pp. 141-149,

پر کسی عباسی خلیفہ کی عدم دستیابی کے لیے ایسا کیا گیا تھا۔ خلیفہ کی اہمیت و افادیت واضح طور پر اس کے معکوس طرف "ناصر امیر المومنین" سے واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اس سکے کا موازنہ رکن الدین فیروز (1235ء) اور رضیہ (1236–1240ء) کے سکوں سے کیا جا سکتا ہے جنہوں نے اپنے سکوں پر اپنے والد کا نام التتمش لکھا تھا تا کہ ان کے عہدوں کے مضبوط ہونے تک امرا کی حمایت حاصل ہو سکے۔ رکن الدین ابراہیم کے سکوں کے لیے یہی درست ہے۔

*Figure 35 -36 Gold&Silver Coin of Ruknuddin Ibrahim (Heritage auctions & World of Coins)*

اس کے چاندی کے ٹانکوں پر مکمل نوشتہ السلطان الاعظم رکن الدین والدین ابوالمظفر ابراہیم شاہ السلطان بن اور الٹے پر السلطان الاعظم جلال الدنیا والدین فیروز شاہ ناصر امیر المومنین لکھا ہوا ہے[211]۔ اور حاشیہ میں نام اور تاریخ۔

رکن الدین کے بارے میں بھی بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے بلن کے سکے جاری کیے لیکن اس نے بلبن کے متعارف کرائے گئے دو لسانی بلون سکے کو جاری نہیں رکھا، اس کے بعد اس کے والد جلال الدین فیروز نے متعارف کرایا لیکن اس نے دونوں طرف عربی لکھنے کو ترجیح دی۔ اس کے بلن سکے 3.5 گرام کے وزن میں جاری کیے تھے جن پر نوشتہ القابات السلطان الاعظم رکن الدنیا والدین تھا اور اس کے پیچھے طرف ابراہیم شاہ بن فیروز شاہ[212] تھا۔

---

[211] H Nelson Wright, op.cit. p. 87.

[212] Stan Goron and Goenka, op.cit. p. 37

*Figure 37 Billon coin of Ruknuddin Ibrahim (Marudhar Art)*

اس نے تانبے کے سکے (پیکا اور عدلی) جاری کیے جن کا وزن تقریباً 4.1 گرام اور 2.5 گرام تھا۔ وہ اپنے والد کے نام کے ساتھ اپنا نام سادہ اور چھوٹے میں کندہ کیا تھا۔ پائیکا کے [213] سکوں کے اوپر "سلطان الاعظم" اور الٹے حصے پر "ابراہیم شاہ بن فیروز شاہ" کندہ تھا جب کہ عدل میں ایک طرف "عادل ابراہیم شاہ" اور دوسری طرف بن فیروز شاہ کندہ تھا۔

**علاؤالدین محمد شاہ:**

علاؤالدین خلجی نے سونے، چاندی، بلن اور تانبے کے سکے جاری کیے۔ چاروں دھاتوں میں اس کے سکے اچھی طرح سے ظاہر ہوتے ہیں۔ سونے اور چاندی کے ٹانکے تین مقامات پر ڈھالے گئے: دہلی، دارالاسلام اور دیوگیر۔ اس نے دونوں دھاتوں میں کچھ مربع ٹانکا بھی ڈھالے، لیکن ان پر ٹکسال کا نام نہیں لکھا تھا۔ ان میں سے کچھ ٹانکا معمول سے زیادہ بھاری تھا۔ اس کے جاری کردہ بلن سکے دو قسم کے ہیں، دونوں کا وزن ایک جیسا ہے۔ اس نے جلال الدین خلجی کے مربع قسم کے سکے جاری رکھے لیکن سونے کے سکوں میں تبدیلی کیا۔ وزن اور تانے بانے میں اس نے کوئی تبدیلی نہیں کی اور موجودہ کرنسی کے نظام کو جاری رکھا۔

تاہم اس نے سکے کے نوشتہ جات میں کئی تبدیلیاں کیں۔ سب سے پہلے اس نے اپنے سونے اور چاندی کے سکوں سے عباسی خلیفہ کا نام ہٹا دیا اور اپنے آپ کو یمین الخلافۃ کے نام سے پکارا، ایک طرف سکندر الثانی یمین الخلافت ناصر امیر المومنین اور دوسری طرف "السلطان الاعظم علاؤالدین والدین ابوالمظفر

[213] Edward Thomas, op.cit. p. 155.

محمد شاہ السلطان دوسری طرف حاشیہ میں ٹکسال اور تاریخ درج تھا[214]۔ دوم وہ اپنے آپ کو یمین الخلیفہ امیر المومنین (خلیفہ کا داہنا ہاتھ) بتاتے ہیں۔ یہاں خود کو یامین الخلافہ کہنے کا مطلب ہے کہ وہ اپنی اہمیت کو پیش کر رہا ہے۔ یمین الدولہ کا لقب سب سے پہلے محمود غزنی کو خلیفہ القادر نے دیا تھا۔ یمین کا مطلب ہے دائیں ہاتھ، یعنی محمود غزنی کو عبد القادر کا داہنا ہاتھ سمجھا جاتا تھا۔ بغداد کا عباسی خلیفہ تو نہیں رہا لیکن ان کے نام کی رفاقت اتنی اہم تھی کہ دہلی کے حکمرانوں نے اسے ترک نہیں کیا۔ چنانچہ آپ نے یمین الخلافۃ کا لقب اختیار کیا۔ ایک اور دلچسپ عنوان سکندر الثانی (دوسرا سکندر) علاؤالدین محمد شاہ کی نظر میں سکندر کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ سکندر جتنا بڑا فاتح تھا اس کا رول ماڈل تھا اس لیے خود کو دوسرا سکندر کہتا تھا۔ وہ ہندوستان کا پہلا حکمران تھا جس نے اپنے آپ کو سکندر ثانی عباسی خلیفہ کہا[215]۔

*Figure 38 Gold and Silver Coins Alauddin Muhammad (IIRNS)*

سونے اور چاندی کے سکے ایک ہی تحریر کے ساتھ جاری کیے گئے تھے۔ ٹھاکر اپھیرو نے اپنے چاندی کے سکوں کے لیے روپیہ اور سونے کے سکوں کے لیے ہیماٹانکا کی اصطلاح ایجاد کی۔ ٹھاکر اپھیرو کے مطابق اس کے سونے اور چاندی کے ٹانکا کے باقاعدہ وزن (تقریباً 11 گرام) تھا اس کے علاوہ علاؤالدین نے سونے اور چاندی کے کچھ زیادہ مالیت کے سکے جاری کیے تھے، تاہم ابھی تک ان کا پتہ نہیں چل سکا ہے۔ کلاسیکی نیو مس میٹک گیلری میں علاؤالدین محمد شاہ کے سونے کے سکوں کی ایک چھوٹی قیمت درج کی گئی ہے جس کا وزن تقریباً 3.6 گرام ہے۔

---

[214] Ibid, p. 163

[215] Y. P. Sigh, "*Islam in India and Pakistan*", 2015. pp. 40.

اور اسے اسو یا گڈیانا پگوڈا کہا جاتا تھا۔ یہ ایک انتہائی نایاب سکہ ہے جس کے اوپر علاؤالدنیا والدین اور دوسری طرف سکندر الثانی لکھا ہوا ہے[216]۔

*Figure 39 Gold Coins Alauddin Muhammad (Classical Numismatic Gallery)*

اس نے چھ اور دوگنی میں بہت زیادہ بلن کے سکے جاری کیے تھے۔ ٹھکر اپھیرو نے انہیں دمہ کہا ہے۔ بلن کے سکوں کو تین قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ یہ 3.5 گرام وزن کے معیار میں جاری کیے گئے تھے اور ٹائپ 2 بلبن کے دولسانی بلون سکے کا تسلسل ہے۔

1. ابو المظفر طرز کے ساتھ چھ گنی:

**Obverse:** السلطان الاعظم علاؤالدنیا والدین۔

**Reverse** : عربی میں تاریخوں کے ساتھ 'ابو المظفر محمد شاہ'

2. دوگنی دولسانی قسم[217]:

**Obverse** : سلطان الاعظم علاؤالدنیا والدین۔

**Reverse** : عربی میں محمد شاہ دوہرے دائرے میں حاشیہ نگاری لیجنڈ سری سلطان علا الدین" اور تاریخ کے ساتھ۔

3۔ جیتل کے سکے (وزن نامعلوم)

---

[216] https://www.mintageworld.com/media/detail/3525-coins-of-delhi-sultan-muhammad-khilji/
[217] H Nelson Wright, op.cit. p. 93

Obverse ۔ علاؤالدنیاوالدین

Reverse : محمد شاہ السلطان[218]

کچھ تانبے کے سکے (پائکا اور عدلی) نوشتہ کے ساتھ رپورٹ کیے گیے ہیں، سکے کے ایک طرف "سلطان الاعظم اور دوسری طرف علاؤدنیاوالدین [219]"

*Figure 40 Billon and Copper coins of Alauddin Muhammad Shah (IIRNS and Mintage World)*

## شہاب الدین عمر:

علاؤالدین خلجی کی وفات کے بعد اس کے چھ سالہ بیٹے شہاب الدین ملک کافور کی مدد سے تخت پر بیٹھا۔ لیکن وہ تخت صرف دو مہینے ہی برقرار رہ سکا، اسے اس کے بھائی قطب الدین نے شکست دی اور قتل کر کے دہلی کے تخت پر قبضہ کر لیا۔

اگرچہ شہاب الدین عمر نے مختصر مدت کے لیے حکومت کی لیکن بتایا جاتا ہے کہ اس نے اپنے سونے، چاندی اور بلن کے سکے جاری کیے تھے۔ اس کے سونے کے سکے انتہائی نایاب ہیں۔ اس نے تینوں دھاتوں میں اپنے والد علاؤالدین محمد شاہ کے سکوں کی اقسام اور وزن کے معیار کو جاری رکھا۔ سونے اور چاندی کے سکے دہلی ٹکسال سے جاری کیے گئے تھے جن کے اوپر سکندر الثانی یمین الخلافة ناصر امیر المومنین اور الٹے پر السلطان الاعظم شہاب الدنیا والدین ابوالمظفر عمر شاہ السلطان لکھا ہوا ہے[220]۔

---

[218] Ibid.
[219] Edward Thomas, ibid, pp. 172
[220] H Nelson Wright, op.cit. p. 95.

عمر نے سونے اور چاندی کے چھوٹے سکے جاری نہیں کیے تھے۔ چھپے ہوئے بلن سکّوں کی اچھی تعداد میں السلطان الاعظم شہاب الدنیا و الدین کے نوشتہ کے ساتھ بتایا جاتا ہے اور ابوالمظفر عمر شاہ السلطان کے پیچھے عربی ہندسوں میں تاریخ درج ہے[221]۔

*Figure 41 Six Gani of Shihabddin Umar (Mintage World)*

## قطب الدین مبارک:

علاؤالدین خلجی کے بیٹے قطب الدین مبارک خلجی نے 1316 میں اپنے بھائی شہاب الدین عمر سے دہلی کا تخت چھینا اور 1320 تک حکومت کرتا رہا۔ اس کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ اس نے گول اور مربع دونوں طرح کے سونے، چاندی، بلن اور تانبے کے سکے جاری کیے تھے۔ اس کا سکہ اس کے ڈیزائن، تنوع اور اس کے نوشتہ جات کے لئے نمایاں ہے۔ اس کے دور حکومت کے سکوں کے نوشتہ میں سلطان کے متکبرانہ انداز کی صحیح عکاسی کرتے ہیں۔ جس نے بہت ہی بلند و بالا القابات اختیار کرنے میں خوشی محسوس کی، اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر اس نے خود ہی خلیفہ کا خطاب اختیار کر لیا۔ اس کی وجہ سے اس کی وسیع اور مضبوط سلطنت اس کے والد سے وراثت میں ملی تھی۔ اس نے شاید اپنے پیشروؤں کی طرح خلیفہ کو خراج عقیدت پیش کرنے کی پرواہ نہیں کی اور سوچا کہ اگر کوئی خلیفہ نہیں ہے تو ان کے نام لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور یہاں تک کہ اس نے سوچا کہ اگر مدینہ، دمشق، بغداد اور قاہرہ میں خلیفہ ہے تو ہندوستان میں کیوں نہیں[222]۔

---

[221] Stan Goron and Goenka, op.cit. p. 40, D 242.

[222] Y. P. Singh, op.cit. p. 44.

ان کے سونے اور چاندی کے سکے حضرت دہلوی، حضرت دارالخلافت، قلعہ قطب آباد اور دارالسلام اور دارالملک ٹکسال سے جاری ہوئے۔ دہلی کے لیے حضرت ٹکسال کا تخلص مختصر مدت کے لیے بر قرار رکھا گیا اور اس کی جگہ دارالملک نے لے لی اب اسے دارالملک دہلوی کے نام سے کندہ کیا گیا تھا۔ دار الملک کا نام بھی ایک عارضی تھا جسے دارالخلافت سے بدل دیا گیا۔ یہ صفت غالباً اپنے آپ کو خلیفہ قرار دینے کے بعد متعارف کرایا تھا۔ اس قسم کے سکوں کو قطب آباد سے بھی جانا جاتا ہے[223]۔ مبارک نے دیوناگیری کا نام بدل کر قطب آباد رکھ دیا تھا۔

اس کے سونے کے سکے زیادہ تر 'الامام' پیٹرن میں جاری کیے گئے تھے جن کا ذکر ٹائپ 2 میں کیا گیا تھا جب کہ چاندی کے ٹانکا ٹائپ 1 اور 2 دونوں کے ساتھ جاری کیے گئے تھے۔ تقریبا3.6 گرام کا وزن بھی رپورٹ کیا. اسی طرح چاندی کا ٹانکا تقریباً 11 گرام وزن میں بتایا جاتا ہے لیکن چند نصف ٹانکا(5.3 گرام) اور ایک سولہویں ٹانکا (1.7 گرام) بھی بتائے جاتے ہیں۔

تاہم اس نے اپنے سکے کے نوشتہ جات میں ایک قابل ذکر تبدیلی کی۔ اس سلسلے میں پہلی قابل ذکر تبدیلی کا ذکر یہاں کیا جاسکتا ہے کیونکہ عباسی خلیفہ کا نام اس کے سکوں سے خارج کر دیا گیا اور اپنے آپ کو خلیفہ کہلایا، جسے خلیفہ اللہ[224] اور خلیفہ رب العالمین[225] کہا گیا۔ سکے سے عباسی خلیفہ کا نام خارج کرنا کوئی نئی بات نہیں تھی، یہ ہم نے علاؤالدین محمد شاہ اور شہاب الدین عمر کے سکوں پر بھی دیکھا ہے لیکن ان حکمرانوں نے کبھی اپنے آپ کو خلیفہ نہیں کہا۔ چنانچہ قطب الدین مبارک کا یہ عمل نہایت جرت مندانہ تھا اور اپنے وقت کے علماء کی طرف سے زبردست تنقید کا نشانہ بنا تھا۔ علماء کے نزدیک خلفاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وراثت میں ملے

---

[223] Stan Goron and Goenka, op.cit. p. 42. D 260.
[224] Edward Thomas, ibid, pp. 181
[225] ibid, 179.

تھے۔ اس لیے کوئی خلیفہ اللہ کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ علماء نے اس کے لقب اختیار کرنے کی مختلف وجوہات بیان کی ہیں۔ اس طرح یہ سب محض مفروضے تھے، یہ واضح نہیں کہ اس نے یہ خلیفہ کا لقب کیوں اختیار کیا تھا۔

اگرچہ قرآن میں بنی نوع انسان کی تخلیق سے قبل فرشتوں سے اس خواہش کا اظہار یوں کیا تھا کہ میں روئے زمین پر اپنا خلیفہ پیدا کرنے جارہا ہوں۔ سورہ بقرہ آیت نمبر ۳۰ میں اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے:

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلاَئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُواْ أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاء وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لاَ تَعْلَمُونَ۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس روئے زمین میں ہر وہ انسان اللہ کا خلیفہ ہے جو رب کا فرماں بردار ہو اور اس غلام ہو۔

اپنے دور کے آغاز میں اس نے سکندر کی جگہ یمین الخلافة ناصـــر امیر المومنین [226] اور سکندر الزمان [227] کا لقب استعمال کیا۔

ٹانکا سیریز میں اس کے سکوں کے نوشتہ کو درج ذیل اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1. Obverse –السلطان الاعظم قطب الدنیا والدین ابوالمظفر مبارک شاہ

Reverse– السلطان ابن سلطان سکندر الزمان یمین الخلافت ناصر امیرالمومنین [228]۔

2. Obverse –الامام العظم خلیفہ رب العلمین قطب الدنیا ودین ابوالمظفر مبارک شاہ

Reverse – السلطان بن بطور سلطان الواثق اللہ امیرالمومنین [229]۔

[226] Ibid, p.180.

[227] Ibid, p. 180.

[228] Stan Goron and Goenka, ibid, pp. 41.

[229] Ibid, pp. 41.

*Figure 42- 43 Khalifullah & Khalifa Rabil Alamin Type coins of Qutubuddin Mubarak (IIRNS)*

*Figure 44-45 Sikandar- uz- Zaman Silver Coins of Qutubuddin Khalji (IIRNS)*

قطب الدین مبارک کے بلن سکے مختلف اقسام میں مشہور ہیں۔ دھاتی مواد (گنی) کی بنیاد پر اسے پانچ مختلف زمروں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے جیسے بارہ گنی، آٹھ گنی، چھ گنی، چار گنی اور دو گنی۔ وہ سب اپنے چاندی کے مواد کے ساتھ ساتھ سکوں کی جگہ مختلف ہیں۔ وزن میں کٹوتی، جگہ کی کمی کی وجہ سے نوشتہ غائب ہو جاتی ہے۔ بلن سکے بنیادی طور پر جیتل کے وزن کے یعنی 3.5 گرام میں جاری کیے گئے تھے لیکن اس کے 12 گنی بلن سکے 5.3 گرام سے 3.7 گرام کے درمیان جاری کیے گئے تھے۔ سکوں کے نوشتہ کو مندرجہ ذیل میں بیان کیا گیا ہے:

12 گنی:

Obverse – امام الاعظم قطب الدنیا والدین ابوالمظفر

Reverse – خلیفته الله مبارک شاه گول کے دائرے میں، اردگرد: السلطان ابن السلطان، تاریخ اور ٹکسال درج ہے۔ [230]

[230] Ibid, pp. 99

*Figure 46-47 Twelve Gani & Eight Gani coins of Qutubuddin Mubarak (Marudhar Art)*

آٹھ غنی:

Obverse –چوکور کے اندر قطب الدنیا والد ین ،اور اطراف میں: ابوالمظفر خلیفة الله۔

Reverse – مبارک شاہ السلطان بن السلطان[231]

چھ غنی:

Obverse – خلیفة رب العالمین قطب الدنیاوالدین۔

Reverse – مبارک شاہ سلطان بن سلطان الواثق بالله[232]۔

چار غنی(3.6-3.7 گرام)، چار مختلف نوشتہ جات میں ترتیب دی گئی ہے۔

پہلی قسم میں اس نے اپنالقب کے ساتھ جاری کیا

ایک طرف'السلطان الاعظم قطب الدنیا والدین۔

اور دوسری طرف'ابوالمظفر مبارک شاہ السلطان بن السلطان'[233]

2۔Obverse امام الاعظم قطب الدنیا والدین

اور ایک طرف ابوالمظفر مبارک شاہ السلطان ابن السلطان[234]۔

3۔ایک طرف قطب الدنیا والدین

---

[231] Ibid, pp. 99

[232] Ibid, pp. 99

[233] Edward Thoams, ibid, pp. 182.

[234] ibid

اور دوسری طرف خلیفته الله مبارک شاه السلطان ابن السلطان [235]۔

4۔خلیفه رب العالمین قطب الدنیا والدین ایک طرف

اور دوسری طرف ابوالمظفر مبارک شاه السلطان ابن السلطان الواثق بالله[236]۔

اس نے دو گنی سکے بھی جاری کیے تھے، جن میں چھوٹے نوشتہ پاے جاتے ہیں ،'الامام الاعظم قطب الدنیا والدین ایک طرف اور مبارک شاه سلطان دوسرے طرف[237]۔

*Figure 48- 49 Four gani Billon Coins of Qutbuddin Mubarak (IIRNS and Marudhar Art)*

اس کے تانبے کے سکوں میں بھی اسنے اپنا نام لکھوایا ہے۔ یہ سکے وزن کے تین مختلف معیاروں میں پاے جاتے ہیں جیسے پائکا (4.6 گرام)، عدلی (2.2 گرام)، اور وسوا (پانچواں پائیکا 0.8 گرام)۔ اس کا پائیکا میں ایک طرف 'امام الاعظم اور دوسری طرف 'قطب الدنیا والدین[238]' لکھتے ہے۔ عدلی سکو میں ایک طرف چھوٹا نوشتہ 'عدل مبارک شاہ' اور دوسری طرف 'دارالخلیفہ'[239] لکھتے ہیں۔ حضرت دہلی کے علاوہ اس کے تانبے کے سکے قطب آباد سے بھی جاری ہوئے ہیں، جس پر ایک طرف 'عدل مبارک شاہ' اور دوسری طرف بحضرت قطب آباد [240] لکھا ہوا ہے۔ اس کے وسوا قسم کے سکے میں ایک بہت ہی سادہ نوشتہ ملتا ہے، ایک طرف "مبارک شاہ" اور "السلطان[241]" دوسری طرف۔

---

[235] H Nelson Wright, ibid, pp. 101
[236] Stan Goron and goenka, pp. 44.

[237] Stan Goron and goenka, pp. 44.
[238] H Nelson Wright, ibid, pp. 102.
[239] ibid
[240] Stan Goron and Goenka, ibid, pp. 44.
[241] H Nelson Wright, ibid, pp. 102.

*Figure 50 Copper Coin of Qutubddin Mubarak (Marudhar Art)*

**ناصر الدین خسرو:**

خلجی خاندان کے آخری حکمران ناصر الدین خسرو نے بھی سونے چاندی اور تانبے کے سکے جاری کیے تھے۔ یہ سونا اور چاندی حضرت دہلی اور قلعہ دیو گیری سے جاری کیا گیا تھا جو ایک جیسی روایت رکھتا ہے۔ اس کے اوپر 'سلطان الاعظم ناصرالدنیا والدین ابوالمظفر' اور اس کے پیچھے 'خسرو شاہ السلطان الواثق بنا صر الرحمن ولی امیر المومنین[242]' ٹکسال کے نام کے ساتھ کندہ ہے۔

*Figure 51 Gold coin of Nasiruddin Khusarau (Classical Numismatic Gallery)*

اس کے بلن کے سکے 12 گنی، 6 گنی اور 2 گنی اقدار میں 3.5 گرام کے وزن کے معیار میں ملتے ہیں۔ 12 اور 6 گنی سکے عام نوعیت کے حامل ہیں، سکوں کے دونوں اطراف میں حکمرانوں کے نام اور لقب لکھے ہوئے ہیں سکے کے اوپر حصے میں السلطان الاعظم ناصرالدنیا والدین[243] اور دوسرے طرف ابوالمظفر خسرو شاہ السلطان اور عربی میں تاریخ لکھا ہوا ہے۔

[242] Ibid.

[243] Ibid, pp. 104

*Figure 52 -53 Gani coins of Nasiruddin Khusarau (C N G and Mintage world)*

اس کے دو گنی بلن کے سکے علاؤالدین محمد شاہ کے دو لسانی (عربی / دیوناگری) سکے سے کافی ملتے جلتے ہیں لیکن دیوناگری کے نوشتہ کے بغیر، ایک طرف السلطان الاعظم ناصر الدنیا والدین پر اور دوسری خسرو شاہ پر لکھا ہوا ہے۔ ایک دائرے کے اندر اور اس کے ارد گرد کے حاشیہ میں "السلطان ولی امیر المومنین[244]"۔ علاؤالدین کے سکوں پر یہ حاشیہ نوشتہ دیوناگری[245] میں تھا لیکن یہاں اسے عربی میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

اس نے پائیکا اور عدلی اقسام کے ساتھ اپنے تانبے کے سکے جاری رکھے۔ سابقہ دو اقسام پائیکا (4.5 گرام) میں بیان کیا گیا ہے جس میں ایک طرف 'السلطان الاعظم' اور دوسری طرف ناصر الدنیا والدین اور نصف پائیکا (2.1 گرام) میں ایک طرف خسرو شاہ لکھا ہوا ہے۔ اور دوسرے طرف 'سلطان' اور عدلی 1.6 گرام میں جس میں ایک طرف عدل خسرو شاہ اور دوسری طرف بحضرت دہلی لکھا ہوا ہے[246]۔

*Figure 54- 55 Paika and half Paika of Nasiruddin Khusarau (Mintage World)*

[244] Ibid, pp. 104
[245] Stan Goron and Goenka, the coins of Indian sultanates, pp. 39, D 233.
[246] Stan Goron and Goenka, the coins of Indian sultantes, pp. 46

## تغلق خاندان:

غازی ملک، خلجی کے درباری بزرگوں میں سے ایک نے تغلق خاندان کی بنیاد رکھی اور 1320 عیسوی میں غیاث الدین تغلق کے نام سے دہلی کے تخت پر بیٹھا اور 1325 عیسوی تک اس نے پانچ سال (1320-1325) تک حکومت کی اور اس کے بعد اس کا بیٹا تخت نشین ہوا۔ محمد بن تغلق جس نے تقریباً 25 سال (1325-1351) تک حکومت کی۔ محمد بن تغلق کا جانشین اس کے چچازاد بھائی فیروز تغلق نے کیا جو 1389 تک حکومت کرتا رہا۔ یہ تینوں اس خاندان کے سب سے طاقتور سلطان تھے۔ تغلق خاندان نے فیروز تغلق کے زمانے سے ہی اپنے ٹوٹنے کا مشاہدہ کیا لیکن فیروز تغلق کے کمزور جانشینوں کے ذریعہ 1431 عیسوی تک حکمرانی میں رہا۔ تغلق خاندان کا سکہ کافی مقدار میں بتایا جاتا ہے اور ہندستان کی نیومس میٹک کی دنیا میں اس کا ایک اہم مقام ہے۔ ان کے سکوں پر مندرجہ ذیل سطور میں بحث کی جائے گی۔

## غیاث الدین تغلق:

اس خاندان کے بانی غیاث الدین تغلق نے اپنے سونے، چاندی، بلن اور تانبے کے سکے دارالاسلام دہلی اور دیوگیری ٹکسال سے جاری کیے تھے۔ اس نے معمولی ترمیم کے ساتھ سکوں کے طرز میں خلجی کی پیروی کی، اپنے سکوں پر 'الغازی' کی اصطلاح کو کثرت سے استعمال کیا۔ غازی کی اصطلاح سب سے پہلے غیاث الدین تغلق نے سلطنت دہلی کے سکوں میں استعمال کیا تھا۔

اس تحریر کی بنیاد پر گورون اور گوینکا[247] نے اپنے سونے اور چاندی کے سکوں کو دو بڑے اقسام میں تقسیم کیا تھا:

[247] Ibid, p. 47

1. الغازی طرز کے نوشتہ کے ساتھ: اس کے ایک طرف السلطان الغازی غیاث الدنیا والدین ابوالمظفر اور دوسری طرف تغلق شاہ السلطان ناصر امیر المومنین تاریخ اور ٹکسال لکھا ہوا ہے۔ ان کے سکوں پر تاریخ عموماً عربی الفاظ میں لکھی ہوتی ہیں۔

2. الغازی کے بغیر لفظ المتوکل اللہ کے نوشتہ کے ساتھ: اس میں غیاث الدنیا والدین ناصر امیر المومنین المتوکل اللہ ابوالمظفر تغلق شاہ تحریر ہے۔

*Figure 56- 57 Gold and Silver coins of Ghiyasuddin Tughlaq (IIRNS and Mintage World)*

بنگال سے غیاث الدین تغلق کے چاندی کے سکے بہت کم ملتے ہیں مگر دلچسپ بات یہ ہے کہ بنگال کے مقامی حکمران ناصر الدین ابراہیم اور غیاث الدین تغلق کے نام کا مشترکہ سکہ جاری ہوا ہے[248]۔ ان سکوں پر مندرجہ ذیل نوشتہ لکھا ہے:'السلطان المعظم ناصر الدنیا والدین ابوالمظفر ابراہیم شاہ السلطان بن سلطان اور دوسری طرف السلطان الاعظم غیاث الدنیاو الدین ابوالمظفر تغلق شاہ السلطان[249]. ان سکوں پر ناصر الدین ابراہیم کے لیے " سلطان المعظم "کا لقب کا ستعمال کیا گیا ہے۔ اس سے ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بنگال میں غیاث الدین تغلق کے زیر اقتدار تھا۔

غیاث الدین تغلق کا نام بلن کے سکوں کی خبر ملتی ہے۔ نیلسن رائٹ[250] نے بلن کے سکوں کو تین اقسام میں گنی پیٹرن میں 3.6 گرام کے وزن کے معیار کے ساتھ جاری کیا تھا۔

---

[248] Ibid, p.46 & 163
[249] H Nelson Wright, ibid, pp. 118.
[250] H Nelson Wright, ibid, pp. 118.

1. دولسانی (عربی اور دیوناگری) قسم کے سکے: ان سکو پر ایک طرف نوشتہ "السلطان الغازی غیاث الدنیا والدین" لکھا گیا ہے اور دوسری طرف ایک دائرے میں "تغلق شاہ' اور اس کے چاروں طرف: 'سری سلطان غیاث الدین' دیوناگری میں اور تاریخ ہجری میں۔

2۔ سلطان الغازی کی قسم: ان سکو پر نوشتہ ایک طرف 'السلطان الغازی غیاث الدنیا والدین اور دوسری طرف 'ابوالمظفر تغلق شاہ السلطان 'اور تاریخ ہجری میں تاریخ۔

3۔ تغلق شاہ قسم: ایک طرف کا نوشتہ 'السلطان الغازی غیاث الدنیا والدین' اور دوسری طرف 'تغلق شاہ' کو ڈبل دائرے میں لکھا گیا ہے۔

اس کے تانبے کے سکے (پائکا) 3.5 گرام کے وزن کے معیار میں اور عدلی 2 گرام اور 2.3 گرام کے درمیان وزن کے معیار میں پائے جاتے ہیں۔

**پائیکا: ٹائپ 1۔**

**Obverse** – سلطان الغازی

**Reverse**- غیاث الدنیاوالدین

ٹائپ 2

**Obverse:** تغلق

**Reverse:** شاہ

*Figure 58 Paika coins of Ghiyasuddin Tughlaq (Marudhar Art)*

## عدلی سکّے:

**Obverse:** عدل غیاثی

**Reverse:** بفخر آباد[251]۔

تانبے کے سکے فخر آباد، سلطان پور اور قلعہ دیوگیر سے جاری ہوئے ہیں۔

## محمد بن تغلق:

غیاث الدین تغلق کا بیٹا فخر الدین جونا، محمد بن تغلق کے نام سے دہلی کے تخت پر براجمان ہوا۔ ایڈورڈ تھامس نے اسے " پیسوں کا شہزادہ" کہا۔ اس کا سکہ دہلی سلطنت کی پوری سیریز کا سب سے پیچیدہ اور جدید ہے۔ حبیب نظامی نے کہا کہ "شاید قرون وسطی کے ہندوستان کے کسی دوسرے سلطان نے ان کے بارے میں اتنا تجسس نہیں بڑھایا اور ان کی پالیسیوں پر اتنی تنقید کو بھڑکایا جیسا کہ محمد بن تغلق[252]۔ اس نے سکوں کے نفاذ میں خاص طور پر نوشتہ جات اور خطاطی[253] کے معاملے میں اپنے پیشروؤں کو پیچھے چھوڑ دیا تھا۔ لیکن ہندوستان کے نیو مس میٹک کی دنیا میں اس نے ایک اہم مقام حاصل کیا ہے کیونکہ انہونے مختلف نئ اقسام کے سکوں کے ساتھ اور نوشتہ کے ساتھ تجربات کیے ہیں خاص طور پر ٹوکن یا جبری کرنسی[254]۔

اس نے اپنے سکے کے ساتھ کئی نئے تجربات کیے تھے؛ اس نے اپنے سکوں پر کلمہ کا استعمال اور خلیفہ (عباسی اور خلیفہ اعظم دونوں) کا نام کے ساتھ بہت سی جدید تحریروں کو دوبارہ متعارف کرایا۔ اس کے علاوہ اس نے سونے، چاندی، بلن اور تانبے کے سکّوں کے وزن میں واضح تبدیلیاں کی تھیں۔ روایتی دھاتوں (سونا، چاندی،

---

[251] Stan Goron and Goenka, ibid, pp. 48,

[252] K A Nizami, '*A Comprehensive History of India',* V. 5, p.476., 1982 New Delhi,

[253] The fine calligraphy, however, caused the coin to be reduced in size: all succeeding Sultans reproduced these small thick gold and silver pieces, but not the fine script, with the unfortunate result that the mint name which appears in the margin is frequently missing, C J Brown Coins.

[254] C J brown, Coins of India, pp. 73, 1980.

تانبا اور بلن) میں روایتی سکوں کے ساتھ ساتھ اس نے کانسہ میں بھی سکے جاری کیے۔ اس کے سکوں کی نمایاں خصوصیات میں سے ایک ٹکسال کے نظام کی توسیع ہے[255]۔ان کے دور حکومت میں نو ٹکسالوں سے سکّے جاری کیے گیے۔ ان میں دہلی، دارالاسلام، دھر، لکھنوتی، دارالاسلام ءملکے تلنگ وغیرہ شامل ہیں۔ انہوں نے دیوگیری سے قطب آباد کے نام سے سکے جاری کیے اور پھر تھوڑے عرصے کے لیے اس نے نام تبدیل کر کے دیوگیری رکھ دیا۔ لیکن بعد میں اس نے دیوگیری کا نام بدل کر دولت آباد رکھ دیا[256]۔

محمد بن تغلق کے سکے کو صحیح طریقے سے سمجھنے کے لیے، گورون اور گوینکا[257] نے اس کے سکے کو درج ذیل زمروں میں تقسیم کیا تھا۔

1. اس کے والد کے نام پر جاری کیے گئے سکے۔

2. اسکے نام پر جاری کئے گئے سکے۔

3. عباسی خلیفہ کے نام سے جاری کردہ سکے۔

4. ٹوکن کرنسی۔

اس کے ابتدائی سکوں میں اس کا نام نہیں لکھا تھا لیکن وہ اپنے والد غیاث الدین تغلق کے نام سے ایک نئے نوشتہ 'الشہید (شہید)' کے ساتھ جاری کیا تھا اور نوشتہ "انار الله برہانه" (اللہ اس کے ثبوت کو روشن کرے) کے الفاظ کے ساتھ ختم ہوتا ہے۔ مکمل نوشتہ جس میں ایک طرف 'السلطان السعید الشہید الغازی غیاث الدنیا والدین' اور دوسری طرف 'ابوالمظفر تغلق شاہ السلطان انار اللہ برہانہ' کندہ ہے۔

---

[255] P L Gupta, Coins, pp. 90,
[256] ibid
[257] Goron and Goenka, ibid,

لفظ شہید کے استعمال کے بارے میں اہل علم میں بحث ہے۔ معاصر تاریخ نگار غیاث الدین برنی اور ابن بطوطہ[258] کی معلومات کی بنیاد پر عام طور پر یہ مانا جاتا ہے کہ غیاث الدین تغلق کی موت سٹیج گرنے سے ہوئی تھی اور یہ جان بوجھ کر محمد بن تغلق کی ہدایت پر کیا گیا تھا۔ جدید علماء کا یہ بھی ماننا ہے کہ محمد بن تغلق نے اپنے والد کے قتل کی سازش کی جس کے نتیجے میں عوام میں ناراضگی پیدا ہوئی۔ اس طرح عوام کی حمایت حاصل کرنے کے لیے وہ اپنے والد کو اسلامی نوشتوں میں "شہید" کہتے تھے اور اللہ کے نزدیک ہمیشہ سب سے زیادہ متقی روح سمجھے جاتے تھے۔ تاہم یہ اصطلاح عوام کے سامنے ان کے والد کی حیثیت کو بڑھاتی ہے۔ اس سکے کا نوشتہ "انار اللہ برہانہ" کے الفاظ پر ختم ہوتا ہے (اللہ اس کے ثبوت کو روشن کرے)۔ غالباً یہ سکے ایک حساب سے اس کا نام جرم سے مٹانے کے لیے جاری کیے گئے تھے اور اس کی رعایا کو مطمئن کرنے اور اس کے کردار کے بارے میں اچھا تاثر دینے کے لیے، اس لئے اس نے اپنے والد کے نام کے سکے جاری کیے تھے۔ وہ شہید[259] سونے اور چاندی کے سکوں میں تاریخیں عربی الفاظ میں ظاہر ہوتی ہیں جبکہ بلن سکوں کی تاریخ عربی ہندسوں میں ہوتی ہے۔ اس قسم کے سونے کے سکے عام طور پر 11 گرام میں بتائے جاتے ہیں لیکن 16 گرام وزنی ایک نایاب سکہ بھی ایچ نیلسن رائٹ[260] نے درج کیا ہے، ٹکسال کا نام صاف نہیں کیا گیا ہے لیکن نیلسن رائٹ نے اسے ملک مبر[261] سمجھا ہے۔ یہ سکے اس کے ابتدائی تین سالوں میں جاری کیے گئے تھے۔

---

[258] Agha Mahdi Hussain, *The Rise and fall of Muhammad Bin Tughlaq*, 1938. pp. 50.

[259] Danish Moin, "Inscriptions on Medieval Indian Coins; An Analysis", *Medieval Indian Coinage Social and Economic. (ed. Amiteswar Jha) IIRNS Publications.* 2001. p. 193.

[260] H Nelson Wright, op.cit. p. 116.

[261] Ibid.

اپنے نام سے جاری کردہ سکے:

اس قسم میں انہوں نے بہت سی حقیقتیں اور اقسام متعارف کروائیں۔ یہاں صرف چند ایک پر بات کی جائے گی۔ سب سے پہلے اس نے "کلمہ" کو دوبارہ متعارف کروایا جو سب سے پہلے محمود غزنی [262] کے سکوں میں دیکھا گیا جو التتمش کے دور کے بعد سکوں سے خارج کر دیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ انہوں نے اپنے سکوں پر کلمہ طیبہ بھی متعارف کروایا۔ کلمہ کے علاوہ اس نے کلمہ طیبہ [263] کے ساتھ چار عظیم خلفاء کے نام لکھ کر سکے بھی جاری کیے تھے۔ سلطنت دہلی کے سکوں پر پہلی بار عظیم خلفاء کے نام دیکھے گئے ہیں۔ حالانکہ یہ قسم کم ہی پائی جاتی ہے۔ ان کے سکے کلمہ کے دوبارہ ظہور کے لیے نہیں بلکہ مختلف نئے مذہبی القابات جیسے المجاہد فی سبیل اللہ [264]، الواثق الرحمن [265]، اور راجی رحمت اللہ [266]، فی عھد [267] قسم وغیرہ ان کے سخت قدامت پسندی کی عکاسی کرتے ہیں۔ سونا اور چاندی تقریباً 11 گرام۔ معیاری مالیت کے علاوہ اس نے آدھے اور بھاری (13 گرام) کی قیمتوں میں سونے اور چاندی کے سکے بھی جاری کیے۔

*Figure 59 60- 61- 62 Gold & silver coins of Muhammad Bin Tughlaq (Mintage World. V Coins, Marudhar Art, Muhammad Shoeb Kazi)*

---

[262] [262] Muhammad S Tawfiq, A A Armada, *A Historical and Numismatic Study of the Dinars of the Ghaznavid Sultan Mahmud B. Sabuftakin At Nishapur*", Comunicación de observaciones de evaluadores, 2020

[263] H Nelson Wright, op.cit. pp. 116

[264] Edward Thomas, op.cit. p. 208.

[265] Edward Thomas, op.cit. p. 208.

[266] H Nelson Wright, op.ct. p. 121.

[267] Ibid.

سونے اور چاندی کی طرح اس کے بلن اور تانبے کے سکے بھی محمد بن تغلق کے نام سے جاری کیے گئے تھے جن پر عربی الفاظ کے ساتھ ساتھ عدد بھی تھے۔ ان سکوں پر عام طور پر چھوٹی تحریر ہوتی ہے جیسے کہ ایک طرف 'المجاہد فی سبیل اللہ' اور دوسری طرف محمد بن تغلق شاہ، اوپر 'الواثق بنصر الله' اور الٹی طرف محمد بن تغلق شاہ اور ایک طرف السلطان العهد[268] اور دوسری طرف تاریخ کے ساتھ محمد بن تغلق شاہ۔ اس کے علاوہ، اس نے بلبن کی طرز پر دولسانی (عربی اور دیوناگری) قسم کے سکے بھی جاری کیے ہیں جن میں ایک طرف 'سلطان الاعظم غیاث الدنیا والدین'[269] اور ایک طرف 'محمد شاہ' دیوناگری لیجنڈ کے ساتھ دائرے میں ہیں۔ وہ دہلی سلطنت کے آخری سلطان تھے جنہوں نے اس طرز کو جاری رکھا۔ اس کے زیادہ تر بلن سکے تقریباً 3.5 گرام میں بتائے جاتے ہیں۔

اس زمرے میں تانبے کے سکے جاری کیے گئے تھے جن میں ایک طرف السلطان ظل الله اور دوسری طرف محمد بن تغلق شاہ اور زن تقریباً 4.2 گرام کا ہوتا تھا اور دوسری قسم کے نوشتہ عادل محمد شاہ کے ساتھ جاری کیے گئے تھے تقریباً 3.4 گرام وزن میں حسب ربی کے ساتھ۔

## عباسی خلیفہ کے نام پر جاری کردہ سکے:

محمد بن تغلق اس بات کے لیے بہت زیادہ فکر مند تھا کہ اس کی حاکمیت کو حکمران خلیفہ قانونی حیثیت دے۔ کافی عرصے کے بعد جب اسے معلوم ہوا کہ عباسی خلیفہ کے خاندان میں سے ایک شخص زندہ ہے اور مصر کے حاکم نے خلیفہ کا عہدہ بحال کر دیا ہے تو اس نے اپنا سفیر عباسی خلیفہ کے پاس سرمایہ کاری کی ڈگری کے لیے

[268] Goron and Goenka, op.cit. p. 53.
[269] Danish Moin, op.cit. 1999. p. 12.

بھیجا۔'اس دوران اس نے اپنے سکوں پر مصر کے ہم عصر عباسی خلیفہ کا نام لکھا۔ بعض اوقات آپ نے مصر کے خلیفہ المستکفی اول سے سرمایہ کاری کی ڈگری حاصل کی۔

عباسی خلیفہ کے نام کے سکے ماضی میں مملوک سلطنت کے تقریباً تمام حکمرانوں اور جلال الدین فیروز خلجی نے جاری کیے تھے۔ تاہم فیروز کے بعد غیاث الدین تغلق تک عباسی خلیفہ کے نام کے ساتھ دہلی سلطنت کا کوئی سکہ نظر نہیں آتا۔ اس روایت کو محمد بن تغلق نے دوبارہ متعارف کرایا اور اس کے سکوں میں تین عباسی خلفاء کے ناموں کی ظاہری شکل ملتی ہے-المستکفی، ابوالعباس، اور الحاکم[270]۔

*Figure 63- 64 Coin in the Name of Abbasid Caliph (Ganga Numismatics and M S Kazi)*

زیر بحث قسم ع میں عربی الفاظ اور عدد دونوں میں تاریخ ملتا ہے۔ یہ سکے بنیادی طور پر سونے[271] اور بلن[272] میں چند چاندی[273] اور تانبے[274] کے سکوں کے ساتھ جاری کیے گئے تھے۔ یہ دہلوی اور دولت آباد میں ڈھالے گئے تھے۔

## ٹوکن کرنسی:

ہندوستان میں محمد بن تغلق کو عام طور پر اپنے پانچ ناکام منصوبوں کے لیے جانا جاتا ہے اور ٹوکن کرنسی ان منصوبوں میں سے ایک تھی۔ ٹوکن کرنسی کا مطلب ہے، ایسی کرنسی جس کے لیے ایک ٹوکن ویلیو، جس کا اندرونی یا

[270] Goron and Goenka, op.cit. p. 59.
[271] H Nelson Wright, op.cit. p. 122.
[272] Dilip Rajgor. *Standard Catalogue of Sultanate coins of India,* S. Nos. 1171, 1173, 1174, 1175, 1176. Bombay, 1996
[273] [273] H Nelson Wright, op.cit. p. 129
[274] D Rajgor, op.cit. S. nos. 1146-47.

دھاتی قدر سے کوئی تعلق نہیں ہے، تفویض کیا گیا ہے[275]۔ محمد بن تغلق نے کانسہ میں ٹوکن کرنسی متعارف کروایا جس کا وزن 9 گرام ٹانکا تھا اور اس نے اپنی قوم سے کہا کہ وہ اسے چاندی کے ٹانکے کی قیمت پر قبول کریں جو اس وقت چل رہا تھا۔

*Figure 65* Token Currency of Muhammad Bin Tughlaq (IIRNS)

ٹوکن کرنسی کو متعارف کرانے کے پیچھے محمد بن تغلق کا بنیادی مقصد سکے کے نظام میں اصلاحات لانا تھا، جسے بہت کم سمجھا گیا ہے اور اس کی بہت زیادہ مذمت کی گئی ہے۔ یہ تجربہ اس نے 1329-30 میں دیوگیری کی مہم کے بعد شروع کیا تھا۔ ان دنوں چاندی کا سکہ ٹانکا اور تانبے کا سکہ جیتل کے نام سے جانا جاتا تھا۔ محمد بن تغلق نے چاندی کی جگہ کانسی کے سکے جاری کیے اور اسے چاندی کے ٹانکے کے برابر ٹوکن سکے کے طور پر قبول کرنے کا مطالبہ کیا[276]۔ چین کے قبلائی خان (1260-94) اور خراسان کے کیختو خان (1293) نے ٹوکن کرنسی متعارف کرانے کی ایسی ہی کوششیں کی تھیں۔ سابق جس نے کاغذی کرنسی متعارف کروائی جبکہ بعد میں دھاتی میں بنائی گئی۔ چین کی کرنسی کامیابی سے قبول کی گئی جبکہ خراسان میں قبول نہیں کی گئی۔ محمد بن تغلق کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا جیسا کہ اس کے پاس کرنسی برقرار نہیں تھی جس کے نتیجے میں وہ ایک عظیم شاہی خزانے سے محروم ہو گیا۔ محمد بن تغلق کی ٹوکن کرنسی کو مندرجہ ذیل اعتبار سے عام کرنسی سے ممتاز کیا گیا تھا۔

[275] Danish Moin., op.cit. 1999. P. 13

[276] Edward Thomas, *Chronicles of the Pathan Kings of Delhi,* (reprinted), 1967, p. 245.

(a) بارانی کے مطابق یہ سکے تانبے کے بنے تھے لیکن فرشتہ نے تجویز کیا ہے کہ یہ پیتل یا کانسہ کے تھے۔ تاہم ٹوکن کرنسی کے اصل سکے اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ فرشتہ اپنے مشاہدے میں زیادہ درست ہے[277]۔

(b) عہد وسطیٰ کے ہندوستان کے بنیادی دھاتی سکوں میں سے زیادہ تر نوشتہ سمجھ سے باہر ہے اور اسے سمجھنا مشکل ہے لیکن ٹوکن کرنسی میں اس نوشتہ کو واضح اور زیادہ قابل فہم بنانے کے لیے خاص خیال رکھا گیا تھا۔

(c) ٹوکن کرنسی کے سکوں پر دو زبانوں (عربی اور فارسی) میں لکھا ہوا ہے جس پر فارسی کا نوشتہ 'مہر شد تنکا رائج در روزگار بندہ امیدوار محمد تغلق ہے جو خدائی فضل کی امید رکھتے ہیں۔ اس سکے کے نوشتہ میں لفظ 'کرنٹ' یہ واضح کرتا ہے کہ سکوں کی قیمت سلطان کے کریڈٹ پر ہے نہ کہ اس کی دھات کی قیمت پر۔ دوسری طرف تاریخ اور ٹکسال کے نام کے ساتھ عربی لیجنڈ من اطاع السلطان فقد اطاع الرحمن (جو سلطان کی اطاعت کرتا ہے وہ رحمن کی اطاعت کرتا ہے) ہے[278]۔ یہ لوگوں کے مذہبی جذبات کے ساتھ ٹوکن کرنسی کو اہمیت دینے کی اپیل تھی۔ دانش معین اپنے مضمون میں بجا طور پر بتاتے ہیں کہ محمد تغلق پہلا سلطان تھا جس نے عربی اور فارسی کے ساتھ دولسانی سکے متعارف کروائے تھے[279]۔

محمد بن تغلق نے یہ ٹوکن کرنسی متعارف کروائی تھی اس کی وضاحت ضیاء الدین برنی[280] نے اچھی طرح سے کی ہے، "وہ بتاتے ہیں کہ سلطان کے بیرونی سرزمینوں کو فتح کرنے کے منصوبے اور اس کی بے پناہ سخاوت اور عنایت نے خزانے کو ختم کر دیا تھا، اور یہ دیوالیہ پن کے ساتھ بحران کا سامنا کرنے کا ایک آلہ تھا"۔ لیکن اس کی

---

[277] Edward Thomas, op.cit. p. 244 & 249.

[278] Goron Stan and Goenka. Op.cit. p. 56.

[279] Danish Moin, op.cit. 2001. pp. 200.

[280] Ziauddin Barani *'Tarikh-i-Firuzshahi',* (edt.) Sir Saiyyad Ahmad Khan, Calcutta, 1862, p. 475.

ٹوکن کرنسی کے بارے میں تفصیلات میں جانے سے پہلے تحقیق کے دوران نہ صرف ہندوستان بلکہ پوری دنیا میں چاندی کی کمی کو ذہن میں رکھنا ہو گا[281]۔

اس کے تعارف کی دوسری وجہ پہلی سے بہت زیادہ مربوط ہے کہ سلطان دہلی کے کسی بھی سلطان کے ذریعہ محمد تغلق نے سب سے بڑے علاقے پر حکومت کی، اس لیے اسے اپنے سکوں کے لیے ایک دھات کی ضرورت تھی جو وافر مقدار میں دستیاب ہو اور شاید اس نے کبھی جعل سازی کے بارے میں سوچا بھی نہ تھا۔

بعض اوقات کہا جاتا ہے کہ یہ تجربہ اپنے وقت سے بہت آگے تھا۔ لوگ ٹوکن کرنسی سے واقف نہیں تھے اور کم قیمت کے کانسہ کے سکے کو زیادہ قیمت پر قبول کرنا مشکل تھا۔ اس کی ٹوکن کرنسی کے نوشتہ سے ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ محمد بن تغلق نے عوام سے اسے قبول کرنے کی اپیل کی تھی۔

## فیروز شاہ تغلق:

محمد بن تغلق کی وفات کے بعد اس کے چچازاد بھائی فیروز تغلق کو بادشاہ قرار دیا گیا اور سندھ میں فیروز تغلق کے نام سے باقاعدہ تاجپوشی ہوئی۔ تاہم دہلی میں تغلق کے بزرگ خواجہ جہاں نے ایک چھوٹے محمود کو محمد بن محمد کا جانشین بنا دیا۔ کچھ معاصر قلمکاروں کا دعویٰ ہے کہ محمود محمد بن تغلق کا بیٹا تھا لیکن دوسرے مورخ نے اس دعوے کی تردید کی۔ تاہم فیروز نے اسے شکست دی اور مارا گیا۔ وہ دہلی کے تخت پر باضابطہ طور پر قابض ہونے سے پہلے سندھ سے دہلی پہنچا۔ اپنے مختصر دور حکومت میں محمود بن محمد نے غیاث الدین محمود تغلق کے نام سے سونے چاندی اور بلن میں سکے جاری کیے تھے۔ اس کے سونے اور چاندی کے سکوں پر یہ القاب پائے جاتے ہیں، " یمین امیر المومنین غیاث الدنیا ودین ابو المظفر ایک طرف اور محمود شاہ بن محمد شاہ سلطان دوسری طرف۔

---

[281] John S Deyell, '*Living Without Silver, The Monetry History of early Medieval North India'*, 1990, Delhi. pp. 249.

فیروز شاہ نے سونے، چاندی، تانبے اور بلن سے بنے سکوں کی کئی اقسام جاری کیے، حالانکہ ان کے چاندی کے ٹانکے بہت کم ملتے ہیں لیکن بلن کے سکے کافی مقدار میں مشہور ہیں۔ سونے اور چاندی سے بنے سکے عام طور پر عباسی خلیفہ ابوالعباس الحکیم ثانی ، ابوالفتح المستعصد اور المتوکل اول کے نام سے جاری کیے گئے تھے اور اس کے ساتھ فیروز کا نام اور لقب بھی تھا جیسے سیف امیر المومنین (خلیفہ کی تلواریں)) خلیفہ کے نام کے بغیر سکے بھی اس کے ذریعہ جاری کیے جاتے تھے۔ یہ سکے سلطان کا نام اور لقب رکھتے ہیں اور فیروز خود کو ان سکوں پر نائب امیر المومنین (وفادار کمانڈر کا نائب) کہتے ہیں۔

بلن کے سکے کم و بیش اسی طرح کے نوشتہ کی پیروی کرتے ہیں جو اس کے سونے کے سکے میں پائے جاتے ہیں۔ سکے کے ایک طرف "الخلیفه امیر المؤمنین خلدت خلافة" اور دوسری طرف "فیروز شاه سلطان ضربت بحضرت دہلی" لکھا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ کچھ بلن سکے بھی عباسی خلیفہ کے نام پر جاری کیے گئے۔ بلن سکے دو طرح سے جاری کیے گئے جن کا وزن 9 گرام اور 3.5 گرام تھا۔

پہلے دو تغلق سلطانوں کی طرح فیروز کے تانبے کے سکے بھی مختصر نوشتہ رکھتے ہیں۔ فیروز شاہ سلطانی کے اوپر دارالملک دہلی پر لکھا ہوا ہے۔ تانبے میں سب سے عام فرق تقریبا 4.2 سے 4.4 گرام ہے۔ اگرچہ سکے کم از کم تین دیگر وزن کے ہیں جن کا وزن تقریبا 9 گرام، 2 گرام اور 1 گرام بھی تھا۔

فیروز شاہ کے بلن اور تانبے کے سکے اتنے مشہور تھے کہ ان کی موت کے بعد کی تاریخوں میں جاری کیے جاتے رہے۔ دہلی فیروز تغلق کا اصل ٹکسال تھا لیکن اس کے چند سکوں پر صحت سندھ نامی ٹکسال بھی نظر آتا ہے۔

## فتح خان:

فتح خان فیروز تغلق کا بیٹا تھا اور اسے سلطان نے اپنی زندگی میں ولی عہد (جانشین) قرار دیا تھا۔ فتح خان کے سکے سونے اور بلن میں ملتے ہیں۔ اس کے سونے کے سکوں میں اس کے نام کے ساتھ اس کے والد فیروز تغلق کا ایک اور عباسی خلیفہ کا نام اور دوسری طرف ٹکسال کا نام 'فتح خان فیروز شـــاہ جل الله ظل الله جلاله ' اور فی زمان الامام امیرالمومنین ابوالفتح المســتاید بالله خلدت خلافته کندہ ہوتے تھے۔ مورخہ 761ھ کے بلن سکوں پر بھی خلیفہ کے نام ہوتے تھے جیسے ابوالفتح اور عبداللہ۔ یہ 9.3 گرام اور 3.5 گرام کے دووزن کے معیار میں پائے جاتے ہیں۔

فتح خان کے سونے کے سکے شہر پٹنہ اور اقلیم الشرق ٹکسالوں میں ڈھالے جاتے تھے ۔

تغلق خاندان فیروز تغلق کے زمانے میں ہی ٹوٹنا شروع کر دیا تھا۔ اس کی موت کے بعد، سلطنت کا اثر صرف دہلی اور اس سے ملحقہ علاقوں تک محدود رہا۔ بیشتر زیادہ کے امیدوار اور طاقتور وائسرائے اور صوبوں کے گورنر دہلی سلطنت کے ماتحت تھے۔ انہوں نے مرکزی طاقت کے کمزوری کا فائدہ اٹھایا اور اپنی آزادی کا اعلان کیا اور ان کے نام پر سکے جاری کیے۔

## تسلسل اور تبدیلی

اگرچہ دہلی سلطنت کے سکوں کی شروعات التمش کے دور سے ہوئی ہے لیکن اس کی سکہ سازی کی روایت تسلسل اور تبدیلی دونوں کی گواہ ہے۔ ان کے سکوں میں تسلسل محمد بن سام کے جاری کردہ موجودہ سکوں سے نظر آتا ہے جب کہ تبدیلیاں اس وقت ہوئی جب اس نے اسلامی روایت پر سکے متعارف کرایا۔

اس دور کے سکوں کو دو قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے- مقامی اور اسلامی روایات۔ سابقہ زمرہ کا بنیادی طور پر مطلب ہے بیل / گھوڑ سوار کے طرز جو تقریباً 3.5 گرام بلن میں جاری کی گئی تھی اور شمالی ہندوستان میں مقبول عام تھی۔

بیل / گھوڑ سوار کی قسم شمالی ہندوستان کے خطے میں سب سے زیادہ مقبول کرنسی تھی جسے 8-9ویں صدی عیسوی میں کابل کے ہندو شاہی بادشاہ- سپلا پتی دیوا نے متعارف کرایا تھا۔ تب سے یہ قسم شمالی ہندوستان میں سب سے نمایاں اور قابل قبول قسم بن گئی، بہت سے حکمرانوں نے اس طرز پر اپنے سکے جاری کیے اور اس قسم کو محمود غزنی کے جانشینوں اور غوری سلطان محمد بن سام نے بھی جاری رکھا۔ غزنوی حکمران نے شروع میں اپنے سکوں پر ہندو شاہی بادشاہوں کا نام بھی لکھا تھا۔ لیکن رفتہ رفتہ غزنوی نے کچھ تبدیلیاں کیں اور اسی طرز پر عربی نوشتوں کو متعارف کرایا۔ ایسے سکوں کو بیل / عربی لیجنڈ ٹائپ کہا جا سکتا ہے۔ دھیرے دھیرے اور مستقل طور پر، تصویری نقش غائب ہوتے گئے اور جگہ سکوں پر لکھی ہوئی تحریروں نے گھیر لی۔ تاہم، غزنوید نے چاندی میں 3.5 گرام وزن کے معیار میں سکے جاری کرنا جاری رکھا۔

غرید سلطان محمد بن سام نے خطے میں اسی قسم کا اجراء جاری رکھا۔ اس نے 3.5 گرام وزن کا معیار برقرار رکھا۔ لیکن اس کے سکوں میں چاندی کی مقدار کم کر دی گئی تھی اور دیوناگری میں لیجنڈ کے ساتھ بلن (چاندی اور تانبے کی آمیزش) میں قسم جاری کی گئی تھی۔ بعد میں، بلن وزن 3.5 گرام اس قسم کا ایک قائم شدہ معیار بن گیا۔ اسے شمالی ہندوستان میں بھی مملوک سلطان التتمش نے جاری رکھا۔ دہلی سلطنت میں قسم مختلف اقسام اور اقسام میں جاری کی گئی ہے۔ انہوں نے بلن میں دولسانی (عربی اور دیوناگری) سکے جاری کیے تھے۔ اس طرح اس قسم نے وقت کے ساتھ ساتھ ایک اہم تبدیلی کا مشاہدہ کیا تھا۔

اس لیے اس قسم کو ان کے جانشین رکن الدین فیروز شاہ، جلال الدین رضیہ، معزالدین بہرام شاہ، علاء الدین مسعود شاہ، ناصر الدین محمود نے جاری رکھا۔ تاہم، اس قسم میں بلبن کے دور حکومت میں ایک قابل ذکر تبدیلی دیکھنے میں آئی جس نے بیل / گھوڑ سوار سیریز کو ترک کر دیا لیکن اپنے بلن سکوں پر دیوناگری لیجنڈ کو جاری رکھا اور اس نے بھی 3.5 گرام وزن کا معیار برقرار رکھا۔ بلبن نے اپنے بلن سکوں میں جو تبدیلیاں متعارف کروائیں وہ دہلی سلطنت کی سب سے مشہور سکوں کی قسم بن گئیں اور اس کے بعد خلجی سلطانوں - جلال الدین فیروز، علاؤالدین محمد شاہ اور تغلق سلطان غیاث الدین تغلق اور محمد بن تغلق نے بھی جاری کیا۔

التمش کے گاؤڈ کے گاؤڈ وجیہ قسم کے سکوں کا بھی یہاں ذکر کرنا ضروری ہے۔ یہ قسم کچھ تبدیلیوں کے ساتھ محمد بن سام کے گاؤڈ وجیہ قسم کے سکوں کا تسلسل تھا۔ اس نے سکوں پر گھوڑ سواری کو جاری رکھا لیکن حاشیے میں کلمہ کا تعارف کرایا اور سکوں پر لفظ گاؤڈ وجیہ کا ذکر نہیں کیا۔

اسلامی روایت کے طرز پر ہندوستانی سکہ بنیادی طور پر التتمش نے متعارف کروایا تھا جسے اس کے جانشینوں نے جاری رکھا۔ سلطنت دہلی کے سکوں پر سب سے نمایاں تبدیلی بغداد کے عباسی خلیفہ المستنصر کے نام کا تعارف ایک طرف، کلمہ کے ساتھ یا اس کے بغیر سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ سب سے پہلے التتمش نے متعارف کرایا تھا جس نے بغداد کے خلیفہ سے سرمایہ کاری کی ڈگری بھی حاصل تھی

خلجی دور میں نوشتی تبدیلیاں سب سے پہلے رکن الدین خلجی کے سکوں پر نظر آتی ہیں۔ اس نے عباسی خلیفہ کا نام لکھنے کی طویل روایت اور دولسانی سکوں کو ختم کر دیا تھا جو اس کے پیش رو سکوں پر رائج تھا۔ اس نے اپنے نام کے ساتھ اپنے والد کے نام اور لقب کے ساتھ سکے جاری کیے تھے تاکہ اس کی طاقت کو مضبوط کیا جا سکے۔

علاؤالدین محمد خلجی نے موجودہ کرنسی پیٹرن میں نمایاں تبدیلیاں کی تھیں۔ اس نے اپنے سکوں سے عباسی خلیفہ کا نام نکال دیا اور اس کی جگہ خود تعریفی القابات رکھ دیے، جیسے کہ اس نے اپنے آپ کو یمین الخلافت

کہا۔ یہ عنوان پہلی بار کسی ہندوستانی حکمران کے ذریعہ کندہ اور استعمال کیا گیا تھا۔ یمین الخلافت کا لقب اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اس نے خلیفہ کے اختیار کو مکمل طور پر ترک نہیں کیا تھا، بلکہ ناصر امیر المومنین ہی نہیں بلکہ خود کو خلیفہ کا دایاں ہاتھ کہہ کر اپنی حیثیت کو بڑھایا تھا۔ یہ خاص لقب بنگال کے سلطانوں، جیسے فخر الدین مبارک شاہ، الیاس شاہ اور اعظم شاہ، اور بہمنی سلاطین، جیسے علاؤالدین بہمن شاہ، اور مجاہد شاہ، اور مالوا سلطنت کے محمود شاہ نے بھی استعمال کیا۔ انہوں نے سکندر ثانی کا لقب بھی اختیار کیا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سکندر کی اہمیت سے بخوبی واقف تھا اور دوسرے سکندر کے طور پر پہچانا جانا چاہتا تھا۔ اسی طرح یہ لقب بنگال کے الیاس شاہ، مالوے کے محمود شاہ اور بہمنی کے بہمن شاہ نے بھی استعمال کیا۔

قطب الدین مبارک نے مزید متکبرانہ القابات الواثق باللہ (اللہ کا امانت دار)، الامام الاعظم خلیفہ رب العالمین (اسلام کا اعلیٰ ترین سربراہ، خلیفہ آسمان و زمین کا مالک) استعمال کر کے ایک جرات مندانہ قدم اٹھایا۔ 'خلیفۃ اللہ' (اللہ کا خلیفہ) اور خود کو 'سکندر الزمان' (دنیا کا سکندر) بھی کہتا ہے۔ مبارک پہلے ہندوستانی حکمران تھے، جنہوں نے خود کو خلیفہ کہا، اور ان کے خلیفہ کے اعلان کو ہمیشہ بہت جرات مندانہ قدم سمجھا جاتا رہا ہے۔

تغلق خاندان کے سکے بھی تسلسل اور تبدیلیوں کے گواہ تھے۔ غیاث الدین تغلق نے سونے، چاندی، بلن اور تانبے کے سکے جاری کیے اور کم و بیش خلجیوں کے سکوں کی اقسام اور میٹرولوجی کو جاری رکھا۔ یہ بات دلچسپ ہے کہ تلنگانہ کی فتح کے بعد، غیاث الدین تغلق نے غازی کا خطاب استعمال کیا تھا، اور اس لقب کو استعمال کرنے والے پہلے ہندوستانی خود مختار بن گئے تھے۔ اس کے علاوہ سلطنت دہلی کے سکوں میں المتوکل اللہ کا لقب بھی پہلی بار دیکھا گیا ہے۔ بعد میں اس کے بیٹے محمد بن تغلق نے سکوں کے حوالے سے اہم تجربات کیے تھے۔ لہٰذا، اس کے دور نے سکے کے نمونے میں بڑی تبدیلیاں دیکھی اور کرنسی کا ایک الگ نمونہ قائم کیا۔ اس نے سونے، چاندی،

بلن، تانبے اور کانسی کے سکے جاری کیے تھے۔ محمد بن تغلق سے پہلے دہلی کے کسی سلطان نے کانسہ کے سکے جاری نہیں کئے۔ اس کے چاندی اور بلون کے سکے کئی اقسام اور اقسام میں بتائے جاتے ہیں۔

محمد بن تغلق نے اپنے پیشروؤں کے اسلامی طرز کے سکے جاری رکھے تھے۔ تاہم، اس نے اپنے سکوں پر ایک اہم تحریری تبدیلی متعارف کرائی۔ اس نے کلمہ کے استعمال کو دوبارہ متعارف کرایا جو سب سے پہلے التتمش کے دور کے بعد سکوں سے خارج کر دیا گیا تھا۔ کلمہ طیبہ کے علاوہ اس نے اپنے سکوں پر کلمہ شہادت[282] بھی متعارف کروایا۔ یہ نمونہ ہندوستان میں مسلم سکوں کے نوشتہ جات کی مستقل خصوصیت بن گیا۔ کلمہ کے علاوہ، محمد بن تغلق کے چند سکے کلمہ کے ساتھ چار عظیم خلفاء (ابو بکر، عمر، عثمان اور علی) کے نام کے ساتھ منقول ہیں۔ دہلی سلطنت کے سکوں پر پہلی بار ان کے نام نوٹ کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ نئے مذہبی القابات جیسے فی سبیل اللہ الواثق الرحمن، راجی رحمتہ اللہ وغیرہ بھی متعارف کروائے گئے۔

اس کے علاوہ محمد بن تغلق نے مصر میں تعینات عباسی خلیفہ کے نام کا سکہ بھی جاری کیا تھا۔ اور وہ پہلا حکمران تھا جس نے اپنے سکوں پر عظیم خلیفہ کا نام لکھا تھا۔ محمد بن تغلق کی ٹوکن کرنسی بذات خود ہندوستان کے کرنسی نظام میں ہندوستان کی ایک اختراع ہے۔ اس نے اپنی ٹوکن کرنسی پر ایک مختلف اور نئی قسم کا نوشتہ متعارف کروایا تھا جس میں ایک طرف عربی میں مذہبی اپیلیں تھیں اور دوسری طرف فارسی کا لکھا ہوا تھا جس میں اپنی رعایا سے اس کرنسی کو موجودہ سکے کے طور پر قبول کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔ وہ پہلا ہندوستانی حکمران تھا جس نے دو لسانی سکے (عربی اور فارسی) متعارف کروائے تھے۔

[282] H Nelson Wright, op.cit, p. 125

# باب سوم

# بہمنی کے سکوں کا نوعیاتی اور نوشتہ جاتی تجزیہ

# باب سوم

## بہمنی کے سکوں کا نوعیاتی اور نوشتہ جاتی تجزیہ

اس باب کا مقصد بہمنی سلطنت کے سکوں کا مطالعہ کرنا ہے اور سکے کے نوشتہ جات میں تسلسل اور تبدیلی کا جائزہ لینا ہے۔ اور اس کی تاریخی اہمیت کو بھی تلاش کرنا ہے کیونکہ وہ تاریخی اہمیت کے حامل ہیں اور اس سے حکمران سلطان کے بارے میں بھی معلومات حاصل ہوتے ہیں۔

بہمنی سلطنت کو عہد وسطیٰ دکن کا سب سے طاقتور مسلم خاندانوں میں سے ایک سمجھا جاتا ہے۔ سکوں پر لکھی تحریر کو ہندوستان کے مسلم حکمرانوں کے سکوں پر بالعموم اور خاص طور پر دکن کے سکوں پر دستاویزی شکل دی گئی ہے۔ انہوں نے سکوں کے نوشتہ جات سے اپنی برتری ظاہر کرنے کے لیے عربی اور فارسی زبانوں میں نوشتہ کاری کی مختلف نئی شکلیں جاری کی تھیں۔

لیوک ٹریڈویل کا استدلال ہے کہ "سکے مورخ کو تب ہی اپنا پورا فائدہ پہنچا سکتے ہیں جب معاصر مورخ کی فراہم کردہ مواد کی روشنی میں ان کی تشریح کی جائے نہ کہ منقسم اور غیر سیاق وسباق کے طور پر"[283]۔

سکوں پر نوشتہ جات، مذہبی اور سیکولر پیغامات کا مجموعہ ہیں۔ سکوں پر حکمرانوں، گورنر، خلیفہ اور ٹکسال کے نام کثرت سے لکھے جاتے ہیں۔ وہ عام طور پر ٹکسال کے شہر، سال، اور بعض اوقات مہینے اور دن

[283] Luke Treadwell, "ShahanShah and Al Malik al Muayyad: The Legitimation of Power in Samanid and Buyid Iran', *Cultural and Memory in Medieval Islam: Essays in Honor of Wilfred Madelung*, 2003. p. 318-337.

کا نام بھی لکھتے ہیں۔ مذہبی تحریریں اس حکمران کے سیاسی خیالات کو ظاہر کرتی ہیں جس نے سکہ تیار کیا تھا۔ سکہ پر حکمران کے نام کی ظاہری شکل اور اس دور میں جمعہ کی نماز (خطبہ) میں ان کا نام پکارا جانا اس کی شناخت کا ثبوت ہے۔

حکمرانوں کے نام کی درجہ بندی سکوں پر 'ریاست کے بلیٹن' کے طور پر نقل کیا جاتا تھا۔ وہ اس بات کو سمجھنے کی ایک نئی سطح فراہم کرتے ہیں کہ عام طور پر صحیح طور پر قابل ڈیٹا ایبل آثار قدیمہ کے نوادرات کیا ہوتے ہیں[284]۔

## بہمنی سلطنت کے ماقبل کے سکے

دہلی سلطنت کے حکمران جیسے علاؤالدین خلجی نے سب سے پہلے دکن کی طرف قدم رکھا اور دیوگیری ٹکسال سے سکے جاری کیے جن میں ایک طرف السلطان الاعظم علاؤالدنیا والدین ابوالمظفر محمد شاہ ا ور دوسری طرف سکندر الثانی یمین الخلافه امیر المومنین لقب کا استعمال کیا۔ سکندر الثانی کا لقب اختیار کرنے کی وجہ اس کی چند مہمات کی کامیابی کی خوشی ہے۔ وہ اپنے خیالات کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے، "میرے پاس بے حساب دولت، ہاتھی، اور قوتیں ہیں۔ میری خواہش یہ ہے کہ دہلی کو ایک نائب کے حوالے کر دوں[285] اور پھر میں سکندر کی طرح دنیا میں فتح حاصل کرنے کے لیے نکل جاؤں اور پوری دنیا کو مسخر کر لوں گا۔

[284] Stefan Heidemann, "The Formation of the Islamic world, Sixth to Eleventh Centuries, Chapter 16, Numismatics*"* (ed. Chase Robinson). *The New Cambridge History of Islam, VI*. Cambridge University Press, 2010, p. 649.
[285] Ziauddin Barni, op. cit. p. 169.

بعد میں اس کے جانشین قطب الدین مبارک شاہ نے سکے جاری کیے اور ٹکسال کا نام تبدیل کر کے قطب آباد (دیوگیری) کا نام رکھا انہوںنے الامام الاعظم خلیفه رب العالمین قطب الدنیا والدین ابوالمظفر مبارک شاہ السلطان ابن السلطان الواثق بالله امیر المومنین کالقب اختیار کیا۔ یہاں تک کہ، غیاث الدین تغلق نے دیوگیری ٹکسال اور ملک تلنگ (وارنگل) سے بھی سکے جاری کیے ہیں۔ اس نے پورے تلنگانہ کو فتح کرنے کے بعد وارنگل کا نام بدل کر سلطان پور رکھ دیا تھا[286]۔

تاہم، محمد بن تغلق کے دور سے پہلے دکن میں نو آبادیات کے لیے موثر اقدامات نہیں کیے گئے تھے۔ اس نے ایک اور مختلف نوشتہ، السلطان السعید الشہید الغازی غیاث الدنیا والدین ابوالمظفر تغلق شاہ السلطان انار الله برہانه اکے ساتھ سکے بھی جاری کیے تھے۔

السعید کی اصطلاح کا مطلب ہے ''خوش اور مبارک''۔ "عام طور پر ٹرانسکسانیہ اور زراسان کے سامانیوں میں، امیروں کو ان کی زندگی کے دوران ان کی کنیت کے ذریعہ سے صرف خطاب کیا جاتا تھا اور ان کی موت کے بعد اس کا حوالہ دیا جاتا تھا جیسے کہ 'خوش نصیب'[287] ہے۔

تاہم دکن زیادہ عرصے تک تغلق کے زیر تسلط نہیں رہا۔ محمد بن تغلق کے زمانے میں دکن کو مختلف سرداروں کی مخالفت اور بغاوت کا سامنا کرنا پڑا۔ اسی دوران علی شاہ نتو نے 1339-40 میں دھرور میں علاؤالدین علی شاہ کے نام سے خود کو آزاد حمران ہونے کا اعلان کیا اور اس کے بھائی حسن گنگو، احمد اور محمد

[286] Ibid. p. 233.
[287] C E Bosworth, op. cit. p. 210-233

اس کے ساتھ شامل ہوئے[288]۔ انہونے تانبے کے سکے جاری کیے[289] اس میں اس نے علاءالدنیا والدین علی شاہ السلطان لقب کندایا[290] ۔

یہ بات دلچسپ ہے کہ علی شاہ نے دھرور میں علاؤالدین کے لقب سے بادشاہ کا اعلان کیا، یہ لقب بعد میں اس کے بھائی پہلے بہمنی حکمران نے اختیار کیا۔ واقعی اس نے اپنے چچا کے آقا علاؤالدین خلجی کے لقب کو اپنایا تھا۔

## بہمنی سلطنت کے سکے

بہمنی حکمرانوں نے دہلی سلطنت کے سکوں کے طرز پر سکے جاری کیے تھے لیکن کچھ نئے خیالات کے ساتھ وقتاً فوقتاً تبدیلیاں کیں۔ لہٰذا دہلی کے ساتھ بہمنی سلاطین کے نیومس میٹک کی مداخلت نے قرون وسطیٰ کے دکن میں ایک نئے نیومس میٹک کی روایت کو متعارف کرایا۔ بہمنی کے سکوں کی عمدہ خطاطی قابل تعریف ہے۔ انہوں نے سونے چاندی اور تانبے کے سکے جاری کیے لیکن بلن سکوں کے چند مستثنیات ملتے ہیں۔

بہمنی کے پہلے حکمرانوں نے دہلی کی سلطنت خصوصاً خلجی اور تغلق کی طرز پر سکے جاری کیے تھے۔ بہمنی سلطنت کے 17 حکمرانوں میں سے صرف 9 حکمرانوں نے سونے کے سکے جاری کیے تھے۔ ان میں محمد شاہ اول، مجاہد شاہ، محمد شاہ دوم، فیروز شاہ، احمد شاہ دوم، ہمایوں شاہ، احمد شاہ سوم، محمد شاہ سوم اور محمود شاہ کے نام شامل ہیں۔ مجاہد شاہ اور فیروز شاہ کے علاوہ تمام حکمرانوں کے سکے دہلی کے سلطانوں کے

---

[288] H K Sherwani, *The Bahmani's of Deccan: An Objective Study*, 1946. p.22

[289] Stan Goron and Goenka, op. cit. p. 285

[290] Ibid, pp. 289, only one type of coin in copper is reported for this precursor of the Bahmani's.

ٹانکے کے معیاری وزن کے مطابق تھے۔ ان دونوں حکمرانوں نے محمد شاہ تغلق کے دینار کا وزن اختیار کیا۔ آخری دو حکمران، ولی اللہ شاہ اور کلیم اللہ شاہ، جو برائے نام سلطان تھے، کے علاوہ باقی تمام حکمرانوں نے چاندی کے سکے جاری کیے تھے۔ مجاہد شاہ اور محمد شاہ دوم نے دو تہائی ٹانکا کے سکے جاری کیے۔ ان سکوں کے علاوہ کچھ چھوٹے سکے بھی ابتدائی حکمرانوں نے جاری کیے تھے۔

اس خاندان کے تقریباً تمام حکمرانوں نے تانبے کے سکے جاری کیے اگرچہ وزن اور دیگر چیزوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بہمنی کے تانبے کے سکوں کا وزن 0.973 سے 17.5 گرام تک تھا۔ بڑے سکے ٹانکا کے وزن کے تقریباً 15-16 گرام کے تھے اور جسے غنی کہتے ہیں۔ یہ سکہ سہ ماہی پیمانے پر تھا یعنی 1/4، 1/6، 1/16، 1/32، 1/64۔ تانبے کے سکے گنی کے فرقے تھے جیسے پائیکا (1/4 گنی) کہلاتے تھے۔ ادھوا (1/8 ویں گنی)، ساوابسوا (1/16 ویں گنی) اور بسوا (1/20 ویں گنی)[291]۔

9 گرام کے معیار کے وزن کی پیروی بہمنی کے شروعاتی دور کے بادشاہوں نے کی، جنہوں نے مختلف فرقوں اور اوزان کے سکے جاری کیے۔ فیروز شاہ کے بعد جاری ہونے والے سکوں میں بنیادی تبدیلی کی نشاندہی دیکھنے کو ملتی ہے۔ مندرجہ ذیل بادشاہوں کے دور حکومت میں سکوں کے وزن میں بتدریج اضافہ ہوتا گیا۔ حکمرانوں کے القاب اور نام سلطان سے شروع ہوتے ہیں اور سکے پر شاہ کے ساتھ ختم ہوتے ہیں، تاہم یہ نام اور القاب اکثر سکوں سے نکالے جاتے تھے۔ بادشاہ کے نام کے ساتھ اس خاندان کے کچھ سکوں میں باپ اور دادا کا نام بھی شامل تھا۔ بہمنی سلطنت نے بہت سے نئے نوشتہ جات تیار کیے

---

[291] Marie Martin, *Bahmani Coinage and Deccani and North Indian Metrological and Monetry Considerations, 1200-1600*. Unpublished Thesis Ph. D. Dissertation submitted University of Michigan . 1980. pp. 14-16

تھے جو انہیں دہلی سلطنت سے زیادہ طاقتور قرار دیتے تھے۔ چند بادشاہوں نے دہلی سلطنت کے انداز میں نوشتہ جات کا استعمال کیا، جس میں خدا کے خلفاء کے نام شامل تھے۔

## ناصر الدین اسماعیل شاہ: 747-748/1346-1347

1346 میں دہلی کے شاہی اختیار سے دکن کی آزادی کے بعد اسماعیل مکھ بہت مختصر مدت کے لیے حکمران بنا اور اس نے دہلی سلطنت کی طرز پر تانبے اور بلن کے صرف چند سکے جاری کیے تھے۔ سکوں کا وزن 3.5 گرام کے قریب تھا اور تمام امکان میں وہ محمد بن تغلق کے تانبے کے سکوں کی طرز پر تھے، جن پر ٹکسال کا نام نہیں ہے[292]۔ اس نے اس میں سادہ لیجنڈ کے ساتھ جاری کیا، جو اس طرح پڑھا جاتا ہے؛ ابو الفتح ناصر الدین اسماعیل شاہ۔ ابول کا مطلب ہے باپ اور فتح ایک عربی لفظ ہے جس کا مطلب ہے فاتح جو مجموعی طور پر اس معنی کی عکاسی کرتا ہے کہ ناصر الدین اسماعیل شاہ فاتح کا باپ ہے کیونکہ وہ دکن کے پہلے مسلم خاندان کا پہلا آزاد حکمران بنا۔

*Figure 66 Jital coins of Nasiruddin Ismail Shah (Marudhar Art)*

اس کے بلن کے سکوں پر امام الاعظم ناصر الدنیا والدین ابوالفتح اسماعیل شاہ لکھا ہوا ہے[293]۔ ہندوستانی تناظر میں الامام کی اصطلاح دہلی سلطنت کے مملوک سلطان کے بلبن نے استعمال کی

[292] P L Gupta, op. cit. p. 107
[293] Stan Goron and Goenka, op. cit. p. 290

تھی۔ امام سے مراد عام طور پر نمازی یا مذہبی رہنما ہوتا ہے۔ تاہم، شیعہ مسلم فرقہ علی ابن ابی طالب اور پیغمبر کی بیٹی فاطمہ سے تعلق رکھنے والے روحانی پیشوا کے لیے اصطلاح کو برقرار رکھتا ہے[294]۔ امام کی اصطلاح کو پچھلی اصطلاح کے تسلسل کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔

*Figure 67 Billion Coins of Nasiruddin Ismail Shah*

**علاؤالدین بہمن شاہ:** 748-760/1347-1359

علاؤالدین بہمن شاہ خاندان کا حقیقی بانی تھا اور اس نے تینوں دھاتوں سونے، چاندی اور تانبے کے سکے جاری کیے تھے۔ بہمن شاہ کے ٹینک دہلی کے سلطان علاؤالدین خلجی سے مماثلت کے لیے حیران کن ہیں۔ ان دونوں میں ایک جیسی کندہ کاری ہے جو کہ سونے کے سکوں میں درج ہے، سکوں کے ایک طرف السلطان الاعظم علاءالدنیا والدین ابو المظفر بہمن شاہ السلطان اور س کندر الثانی یمین خلافت ناصر امیر المومنین دوسری طرف۔ یہ فتح آباد ٹکسال سے جاری کیا گیا تھا۔ اس نوشتہ کی تعریف یہ ہے کہ بہمن شاہ اپنے آپ کو فاتح کا باپ کہتا ہے اور اپنے آپ کو دین و دنیا کا بلند تر انسان سمجھتا ہے۔ دنیا و دین کی اصطلاح اسلامی طرز کے سکوں پر بہت عام ہے خاص طور پر سلطنت دہلی کے سکوں پر جو دنیا اور ایمان کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ 11 ویں صدی کے بعد سے، یہ جملہ بڑے پیمانے پر رائج ہو گیا۔ "اجزاء دین اور دولہ ایک دوسرے سے بدلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ دونوں الفاظ کو ایک عنوان میں ملایا جا سکتا

[294] https://www.britannica.com/topic/imam

ہے تاکہ متوازی اور متناسب کا زبانی اثر ہو، اور نوشتہ جات میں دستیاب جگہ کے مطابق یا فنکارانہ اثر کے لیے خطاب کی صحیح شکل کو تبدیل کیا جاسکے۔ لیکن دولہ کے عنوانات تاریخ کے لحاظ سے پہلے ہیں۔ یہ صرف سلقوں کے ساتھ ہے کہ دین والے غالب ہو جاتے ہیں، حالانکہ غزنویوں نے مجموعی طور پر جاری رکھا[295]"۔ سکندر الثانی (دوسرا سکندر) اور یمین الخلافہ (خلیفہ کا دائیں ہاتھ) کے لقب کا استعمال علاؤالدین محمد شاہ کے سکوں سے اختیار کیا گیا تھا۔

*Figure 68- 69 Gold and Silver Coins of Alauddin Bahman Shah (Muhammad Shoib Kazi (Coin collector) and IIRNS)*

یمین الخلافہ (خلیفہ کا دایاں ہاتھ) کا لقب بہمن شاہ کا اپنے عہدے کا اعلان کرنے کی کوشش کو ظاہر کرتا ہے۔ سر وولسلی ہیگ نے اس خاص لقب کو اپنانے کے لیے اس سطر کا حوالہ دیا، "بادشاہ کے آرام کے اپنے دور میں، جنگ میں کامیابی اور نسلی غرور کے نشے میں دھت، فتح کے اسراف کے خوابوں میں مبتلا، جیسا کہ کبھی دھوکا کھا گیا تھا۔ علاؤالدین خلجی اور محمد تغلق نے سابق کی تقلید کرتے ہوئے اپنے سکوں پر سکندر ثانی کا شاندار لقب لکھا ہے[296]۔ یہ سکے اللہ اور خلیفہ کی حاکمیت پر ان کے اپنے ایمان کی بھی نشاندہی کرتے ہیں۔ ہندوستانی سکوں پر ناصر امیر المومنین کا لقب سب سے پہلے التمش نے استعمال کیا اور بعد میں

[295] C E Bosworth, op. cit. p. 216.

[296] Sir Woolseley Haig, *Cambridge history of India Vol. III* 1928. p. 375

علاؤالدین محمد شاہ نے استعمال کیا۔ اگرچہ امیر المومنین کا لقب سب سے پہلے سکوں پر عبد الملک مروان نے متعارف کرایا تھا[297]۔

چاندی کے ٹنکے میں اس نے احسن آباد ٹکسال سے مختلف نوعیتوں جیسے دو تہائی ٹانکا، ایک چھٹا ٹانکا اور ایک بارھواں ٹانکا جاری کیا۔ بہمن شاہ کے ٹانکے دو بنیادی درجہ بندیوں میں آتے ہیں obverse میں نیچے ہندسوں میں تاریخوں کے ساتھ سکے - 755-760 کے لیے جانا جاتا ہے اور دوسرا طرف reverse میں حاشیہ میں تاریخ کے ساتھ۔

*Figure 70 One third Tanka of Alauddin Bahman Shah (Mintage World)*

تانبے میں ایک بنیادی قسم کا فلوس ہے جس کا وزن تقریباً 3.3 -3.7 گرام اور اس کے اجزا میں بھی جاری کیے گیے۔ چھوٹے اجزا کے سکے نایاب معلوم ہوتے ہیں۔ تانبے کے سکوں[298] کے اوپری حصے پر مندرجہ ذیل سادہ نوشتہ علاؤالدنیا والدین اور Obverse پر بہمن شاہ (بعض اوقات السلطان بھی شامل کیا جاتا تھا) reverse پر کندہ تھا۔

*Figure 71 Copper of Alauddin Bahman Shah (Marudhar Art)*

[297] Luke Treadwell, op. cit. 2009. p. 357-381
[298] D Raja Reddy, P. Suryanarayana Reddy, *Copper coins of The Bahmanis*, 1983. p. 25.

## محمد شاہ اول: 1375-1359/777-760

محمد شاہ اول نے سونے، چاندی اور تانبے کے سکے جاری کئے۔ اس نے 778 ہجری[299] میں احسن آباد ٹکسال سے 12.8 گرام وزن کے سونے کا سب سے بھاری سکہ جاری کیا تھا۔ اس سکے کا نوشتہ دوسرے سکوں سے مختلف ہے۔ اس پر دائرہ کے اندر محمد حسن بہمنی اوپر سلطان العهد والزمان حامی ملت الرسول الرحمٰن لکھا ہوا ہے، حاشیے پر ٹکسال اور تاریخ بھی ہے۔ نوشتہ جات کا تجزیہ بتاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو زمانے کا بادشاہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کے ایمان کا محافظ تسلیم کرتا ہے۔ اس کے سونے کے دینار کے reverse پر محمد حسن بہمنی کا نوشتہ ہے۔ 'حسن' ان کے والد کا الحاق سے پہلے کا نام ہے۔ اس نے اپنے سکوں پر خاندانی لقب "بہمنی" متعارف کروایا تھا۔ عہد وسطیٰ کے دور میں خاندانی عنوان لکھنا ایک نیا رجحان تھا۔ اسی طرح مالوا کے علاؤالدین محمود شاہ نے اپنے سکوں پر 'الخلجی' کا لفظ استعمال کیا تھا جس کی پیروی اس کے پیشروؤں نے کی۔ ٹکسال کا نام احسن آباد پڑھا جاتا ہے۔ چھٹے ٹانکے میں سے ایک کی تاریخ 778 ہے۔ یہ شاید بعد از مرگ مسئلہ ہے۔

*Figure 72 Gold Coins of Muhammad Shah I (Mintage World)*

محمد اول کے الحاق کے فوراً بعد ان کی والدہ نے مکہ کی زیارت کی اور مصر میں عباسی خلیفہ المتدید سے ملاقات کی اور ان سے بات چیت کی۔ وہ اپنے بیٹے کے لیے دکن کے بادشاہ کے طور پر ایک پیٹنٹ کی پہچان لے کر

[299] Philip B Wagoner and Pankaj Tendon, "The Bahmani Currency Reform of the Early Fifteenth Century in Light of the Akola Hoard," *American Journal of Numismatics* Vol. 29. 2017. p. 227-268.

آئی، جس کے نتیجے میں اس نے اپنے سکوں پر 'مہربان خدا کے پیغمبر کے لوگوں کا محافظ' Protector of the People of the Prophet of the merciful god' کا لقب اختیار کیا[300]۔

چاندی کے ٹانکے[301] میں obverse سونے کے دینار جیسا ہی لیجنڈ ہے لیکن اس کے reverse میں فرق ہے، جسے ایک مربع کے اندر ابو المظفر محمد شاہ بن بہمن شاہ السلطان لکھتے ہیں اور اس کے حاشیہ میں 765 تاریخ اور ٹکسال کا نام لکھا گیا ہے۔ نوشتہ بیان کرتا ہے کہ بادشاہ محمد شاہ اپنے آپ کو فاتح کا باپ اور بہمن شاہ کا بیٹا سمجھتا ہے۔ اس نے اس نوشتہ کو چاندی کے سکوں جیسے ٹانکا (g11.0-10.8) دو تہائی ٹانکا (g7.25) وغیرہ میں وزن کے مختلف معیاروں میں جاری رکھا تھا۔

*Figure 73 Silver Coins of Muhammad Shah I (IIRNS)*

اس نے اپنا ایک چھٹا ٹانکا (1.7 گرام) نئے نوشتہ کے ساتھ جاری کیا جس کے obverse 'بناہ الدین اللہ' اور reverse میں ابو المظفر محمد شاہ[302] کندہ تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ محمد شاہ نے اپنے آپ کو دین خدا کا معمار اور اپنے دور حکومت کو فاتح کا باپ سمجھتا تھا ۔ اپنے ایک چھٹے ٹانکا (1.4 گرام) میں اس نے ابوالمغازی obverse اور محمد شاہ reverse میں لکھا ہے جس کا مطلب ہے کہ وہ محسوس کرتا ہے کہ وہ بادشاہت کا فاتح تھا۔ ٹکسال کی تاریخ 778 ہجری ہے، تاریخ بتاتی ہے کہ سکہ ان کے مرنے کے بعد جاری کیا گیا تھا۔ فرشتہ نے محمد شاہ اول اور شیخ عین الدین کے ایک واقعہ کا تذکرہ کیا جس میں شیخ نے محمد شاہ

[300] Sir Woolsely Haig, op.cit. 1928. p. 376
[301] E. E Speight, "The Coins of the Bahmani Kings of the Deccan", *Islamic Culture*, 1935. p. 268
[302] Goron and Goenka, op.cit. p. 293

کو غازی کہا اور پیغام دیا کہ اگر وہ اپنے والد کی طرح ہوتے تو برائی کی حوصلہ شکنی اور شراب سے پرہیز کرتے ہوئے مقدس احکام کی پابندی کو فروغ دیتے۔ عوام میں اور ججوں کو ان واقعات میں ناراض ہونے والے افراد کے خلاف قوانین پر عملدرآمد کی اجازت دینے سے کوئی بھی اس سے زیادہ عزیز نہیں ہو گا۔ اس نے محمد شاہ کی تعریف میں چند مصرے بھی بھیجے تھے۔ محمد شاہ شیخ کی طرف سے دی گئی غازی کی لقب سے اتنا خوش ہوا کہ اس نے اسے اپنے القاب میں شامل کرنے کا حکم دیا[303]۔

*Figure 74 Silver one sixth tanka Coin of Muhammad Shah I (Marudhar Art)*

مغازی غازی کی اعلیٰ صفت ہے۔ ہندوستانی تناظر میں یہ اصطلاح پہلی بار سلطان غیاث الدین تغلق نے اپنے دارالسلام اور دیوگیری ٹکسال سے جاری کردہ سونے اور چاندی کے سکوں پر اختیار کی تھی۔ غازی کا مطلب ہے 'فوجی مہم چلانا' یا 'جو جنگ میں کافروں کو شکست دے اور مار ڈالے'۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ اس کے لیے جدوجہد کرنا، غازی مجاہد یا جدوجہد کرنے والے شخص سے ملتا جلتا معنی رکھتا ہے۔ ابن بطوطہ نے ملتان کی جامع مسجد پر تغلق کی ایک عربی تحریر کا تذکرہ کیا ہے جو اس طرح ہے: میں نے انتیس مواقع پر تاتاریوں کا مقابلہ کیا اور انہیں شکست دی، اس لیے مجھے ملک الغازی کہا جاتا ہے[304]۔ اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ سرحد پر کبھی امن نہیں تھا۔ مزید برآں، غزنی کے سلطان محمود کو بھی غازی کے لقب سے جانا جاتا ہے، جبکہ غازی کے لقب کے سکے ریکارڈ کی عدم موجودگی سے پتہ چلتا ہے کہ اسے سرکاری لقب کے طور پر استعمال نہیں کیا گیا تھا۔ اس لقب کا

[303] John Briggs, op.cit, Vol. II, 1829. p. 325

[304] Sir Wolseley Haig, op.cit. 1928. p. 112.

خیال محمدیوں میں انتہائی قابل قدر ہے۔ ابتدائی اسلامی لٹریچر میں اس اصطلاح کا اطلاق اسلامی پیغمبر محمد ﷺ کی قیادت میں کی جانے والی مہمات کے لیے کیا گیا تھا اور بعد میں ترک فوجی رہنماؤں نے اپنے جنگی فتوحات کو بیان کرنے کے لیے استعمال کیا تھا[305]۔

اس کا ایک چھٹانکا (1.7 گرام) ایک اور نئے نوشتہ کے ساتھ جاری کیا گیا، جس کے obverse میں اس کا پورا نام ابو المظفر محمد شاہ اور reverse میں الحاکم (بامر الله) (نصر الله) تھا۔ یہ نوشتہ واضح طور پر مطالعہ کرنے کے قابل نہیں ہے کہ یہ امرالله ہے یا نصرالله۔ یہ الحاکم بامرالله، خلیفہ کا نام ہو سکتا ہے۔ 1355 میں، سلطان فیروز شاہ تغلق کو خلیفہ الحاکم بامرالله ابوالفتح ابو بکر ابو الربی سلیمان کی طرف سے اعزاز کا لباس اور ایک ڈپلومہ دیا گیا، مصر کے خلیفہ (سلطان) کو ہندوستان کے علاقوں کی تصدیق کرتے ہوئے[306]۔ اس لیے فیروز شاہ تغلق نے خلیفہ کا پورا نام نہیں لکھا تھا اور صرف ایک حصہ 'ابوالفتح' لکھا تھا۔ لیکن، محمد شاہ بہمنی نے خلیفہ کو اس کی پہچان اور احترام ظاہر کرنے کے لیے پورا الحکیم بامر اللہ لکھا تھا۔ اس لیے اسے دکن کا حکمران سمجھا جا سکتا ہے۔

الحکیم کا مطلب ہے 'بہت زیادہ حکمت والا' منتظم حکمران ۔ اسلامی اسکالر کے نزدیک الحکیم کا مطلب ہے، جس کے پاس حکمت ہو، حکمت سے مراد بہترین چیزوں کا صحیح کامل اور عمدہ علم ہے۔ بہترین علم لازماً اللہ تعالیٰ کا علم ہے اور اسے کوئی اپنے جیسا نہیں جانتا۔ نصر اللہ ایک عربی لفظ ہے جس کا مطلب ہے "خدا کی مدد"، "خدا کی مدد"، اور مدد خدا کی طرف سے آتی ہے۔ محمد شاہ نے اس مخصوص قسم کے نوشتے کو جاری کر کے یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ صرف ایک خدا کی مدد سے وہ حکمران ہے جس نے مکمل انصاف کیا ہے، جو ہر چیز کو غفلت کے بغیر

---

[305] Youssef H. Aboul Enein Sharifa Zuhur, *Islamic Rulings on Warfare*, Strategic Studies Institute, US Army War College, Diane Publishing Co., Darby PA. 2004. p 6.
[306] H M Elliot, *The History of India as Told by Its Own Historians. (The Muhammadan Period).* London. 1872 Vol. IV. p. 9.

شمار کرتا ہے جو غفلت اور نقائص کے بغیر حکومت کرتا ہے۔ جو اپنے بندے کو مکمل انصاف کے ساتھ سزا دیتا ہے۔ جو حقوق کی بات کرتا ہے حکمت اور واضح دلائل کے ساتھ صحیح راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور طاقت کے ساتھ قضا کا فیصلہ کرتا ہے جس کو ئی بچ نہیں سکتا۔ وہی ہے جو اپنے برگزیدہ بندے کو حکمت اور بولنے کی صلاحیت یا سوچنے کے لیے عقل عطا کرتا ہے۔ اس لیے ان معنی خیز خطابات کو عملی جامہ پہنا کر وہ اپنی خوبیوں اور صلاحیتوں کو واضح کرتا ہے۔

*Figure 75 Silver one sixth tanka Coin of Muhammad Shah I (Marudhar Art)*

اس کے تانبے کے سکے بنیادی طور پر چار اقسام میں تقسیم ہوتے ہیں، جو 1.3 گرام سے 3.6 گرام تک کے وزن کے معیار میں جاری کیے جاتے ہیں۔ ٹائپ ون میں ایک طرف ابو المظفر محمد شـــاہ اور دوسری طرف ابن بہمن شـاہ السـلطان لکھا ہوا ہے[307]۔ یہ 3.0-3.5 گرام کے وزن میں جاری کیا گیا تھا۔ ان نوشتوں کا مطلب ہے کہ فتح کا باپ محمد شاہ بہمن شاہ بادشاہ کا بیٹا ہے۔ اس نے اپنے باپ کا نام بہمن بادشاہ لکھا۔ یہ نسب نامہ لکھنے کے ایک نئے عمل کا آغاز ہے۔

Figure 76 Copper Falus of Muhammad Shah I (Numista)

[307] O Codrington, "Manual of Musalman Numisamtics", *Asiatic Society Monograph*, Vol. VII, London 1904

دوسری قسم کے ایک طرف المويد بنصر الله[308] اور دوسری طرف ابو المظفر محمد شاہ ہیں۔ المويد عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے حمایت کرنے والا، دین اور حکمت کی تلاش۔۔ اس لیے بادشاہ نے جو لقب استعمال کیا اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی مدد سے درج بالا صفات کا آدمی تھا (نصر اللہ ہو)۔

*Figure 77 Copper Falus (type III) of Muhammad Shah I (Muhammad Shoeb Kazi)*

تیسری قسم کا نوشتہ، ایک طرف محمد شاہ اور دوسری طرف عبد الله[309]۔ صحیح تلفظ اور ہجے عبد اللہ، خدا کا بندہ یا بندہ ہونا چاہیے[310]۔ اس لفظ کا دوسرا معنی خدا کا پیروکار ہے۔ عبد اللہ عربی لفظ ہے اور اس کے متعدد معانی ہیں۔ عبد اللہ کے نام کے معنی ہیں اللہ کا بندہ، اور اللہ کا فرمانبردار۔ یعنی محمد شاہ اپنے آپ کو خدا کا بندہ، اور خدا کا فرمانبردار اور پیروکار سمجھتا ہے۔

*Figure 78 Two Third copper coin of Muhammad Shah (M S Kazi)*

---

[308] D Raja Reddy, P Suryanarayana, op.cit, p. 26

[309] Dinkar Rao, "A Rare Coin of Muhammad Shah I Bahmani", *Numismatic Digest, Vol*. 1 Part II, 1977. p. 30.

[310] It was finalized by the help of Dr. Abdul Quddoos, Associate Professor of Dept. of Arabic. MANUU, Lucknow Campus.

**علاءالدین مجاہد شاہ:** 777-779/ 1375/1378

مجاہد شاہ کے سکے تینوں دھاتوں میں پائے جاتے ہیں۔ سونے میں دینار (12 گرام) اور ٹنکہ (10-11 گرام) دونوں جاری کیے گئے تھے، جو کہ اس کے پہلے سال میں ہی مشہور تھے۔ اپنے دینار پر وہ اپنے آپ کو اوپر کی طرف السلطان الاعظم ظل الله فی العالم اور دوسری طرف علاؤالدنیا والدین مجاہد شاہ السلطان تاریخ 777 منٹ احسن آباد لکھتے ہے[311]۔ نوشتے بیان کرتا ہے کہ مجاہد اعلیٰ ترین بادشاہ اور دنیا میں "خدا کا سایہ" ہونے کے ساتھ ساتھ دنیا اور دین کا نور و جلال بھی تھا۔ اسی طرح کا لقب دہلی سلطنت کے حکمران بلبن نے استعمال کیا تھا جو خود کو ظل اللہ کہتا ہے، لیکن اس نے اسے سکوں پر نہیں کندہ کیا۔

*Figure 79 Gold Coins of Mujahid Shah (Numisbids)*

اپنے چاندی کے ٹنکے میں اس نے ایک طرف السلطان الاعظم علاؤالدنیا والدین ابوالمغازی مجاہد شاہ السلطان دوسری طرف الموید بنصر الله یمین الخلافه ناصر امیر المومنین کندہ تھا. ان نوشتوں کا مطلب یہ تھا کہ مجاہد شاہ اعلیٰ ترین بادشاہ ہے اور دنیا اور مذہب کا شان ہے، وہ اپنے آپ کو لڑائیوں کا باپ کہتا ہے۔ جو اللہ کی مدد سے مضبوط ہوتا ہے، خلافت کا داہنا ہاتھ، رہبر وفادار کا مددگار، سلطانِ اعلیٰ وغیرہ۔ مجاہد شاہ کے زیر استعمال لقب مغازی کی تاریخ میں بڑی اہمیت تھی جیسا کہ تاریخ سے واضح ہوتا ہے۔ حکمران اپنے مختصر

[311] Goron and Goenka, op. cit. p. 294.

دور حکومت میں اس نے وجئے نگر کی سلطنت کے خلاف اپنے فوجوں کے ساتھ فاتحانہ مارچ کا مشاہدہ کیا ہے اور وہاں پر حکمرانی کرنے والے کھیتوں کے مالک رعایا کو ہرا دیا ہے[312]۔

Figure 80 Silver Coins of Mujahid Shah (Numisbids)

قرون وسطیٰ کے ہندوستان کے حکمران عام طور پر السلطان الاعظم سے اپنے القابات کی شروع کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔ اس طرز کی پیروی دیگر مسلم خاندانوں نے کی جن میں بہمنی سلطنت، ابتدائی حکمران علاؤ الدین بہمن شاہ اور علاؤالدین مجاہد شاہ نے سلطان الاعظم کا لقب کندہ کیا۔ لیکن محمد شاہ اول کے زمانے سے یہ لقب اس قدر باقاعدگی سے استعمال نہیں ہوتا تھا۔ علاؤالدین اپنے آپ کو خلیفہ کا حامی اور دایاں ہاتھ سمجھتا ہے۔ یمین الخلافه ناصر امیر المومنین کا لقب سب سے پہلے علاؤالدین محمد شاہ نے اپنے سکوں پر استعمال کیا[313]۔

اس حکمران کے تانبے کے سکے کی صرف ایک قسم ملی اور اسے O Codrington نے بیان کیا[314]۔ وہ سکّے جن کے اوپری حصے پر ابوالمغازی اورم جاہد شاہ کے طور پر نوشتہ لکھا ہوا ہے۔

*Figure 81 Copper Coins of Mujahid Shah (Muhammad Shoeb Kazi)*

[312] N. Venktaramanayya, "Mujahid Shah Bahmnai and Vijayanagra", *Proceedings of the Indian History Congress*, vol. 5. 1941. p. 572-582
[313] Edward Thomas, op. cit. p. 163.
[314] O Codrington, op. cit. p. 265.

## محمد شاہ ثانی: 780-799/1378-1397

اس نے سونے، چاندی اور تانبے کے سکے جاری کیے تھے۔ یہ ریکارڈ کیا گیا ہے کہ محمد شاہ ثانی قرآن کے قانون کا سخت پرچار کرنے والا تھا جس نے چھوٹے سے چھوٹے نکتے پر کسی قسم کی کوتاہی کی اجازت نہیں دی تھی جس کی وجہ سے ججوں کو اخلاقیات کے نکات میں تمام انحرافات کا ادراک ہوتا تھا[315]۔ اس کا تجزیہ اس کے سکے کے انوشتوں سے بھی کیا جا سکتا ہے۔

اس نے اپنے سونے کے ٹنکوں میں لکھا ہے، المقتفی باوامر الرحمن المسترشد بالله المنان الناصر لعلوية الاحسان ابو المظفر محمد شاه السلطان یعنی 'وہ جو رحمن کے عمل کی پیروی کرتا ہے۔ ایک، وہ جو خدا کی طرف راہنمائی کا طالب ہو، نیکیوں کے جھنڈے وغیرہ کا حامی۔ المکتفی کا مطلب ہے پیروی کرنے والا۔ اوامر یہ عربی لفظ امر کی جمع ہے، کام کرنا۔ الرحمن سے مراد وہ ہے جو رحم کرنے والا ہے۔ المسترشد باللہ المنان اور الناصر عربی الفاظ اور اللہ کے اسماء تھے، جس کے معنی ہیں، رحمن کا بندہ اور تمام سامان اور فوائد دینے والے کا بندہ اور الناصر کا مطلب ہے فتح دینے والا۔ یہ تمام القاب یہ ظاہر کرنے کے لیے استعمال کیے گئے کہ وہ اپنے عقیدے میں عظیم اور مضبوط پیروکار ہے۔

*Figure 82 Gold Coins of Muhammad Shah II (Marudhar Art)*

[315] John Briggs, op. cit, Vol. II. p. 352

اپنے چاندی کے سکوں میں اس نے ایک اور نیا نوشتہ لکھا ہے، الناصر لدین الدیان الحامی لا هل الایمان۔ الواثق بتاید الرحمٰن ابو المظفر محمد شاہ السلطان۔ ان القب سے مراد دین حق کا حامی اور مدد گار، اہل ایمان کا محافظ، رحمن کی حمایت پر بھروسہ کرنے والا، وغیرہ۔ محمد بن تغلق، اپنے سونے کے سکے میں اس نوشتہ کو لکھا۔ یہ مشہور دیوگیر ٹکسال کا ایک انوکھا اور پہلا مشہور سکہ ہے جسے عربی ہندسوں میں نئی نوشتہ اور تاریخ کے ساتھ جاری کیا گیا ہے[316]۔

*Figure 83 Silver Coins of Muhammad Shah II (Muhammad Shoeb Kazi)*

ایک تہائی ٹانکا میں اس نے امن و سلامتی کا مالک، ذوالامانی والامن ابو المظفر محمد شاہ السلطان لکھا ہے۔ متنوع عنوان چند الفاظ میں اس کے پورے دور حکومت کی وضاحت کرتا ہے۔ جیسا کہ تاریخ میں حکمران کو امن اور سلامتی کے مالک، فاتح محمد شاہ کے والد کے طور پر نقل کیا گیا ہے۔ مورخین کا خیال ہے کہ اس نے اپنے بیس سال کے طویل دور حکومت میں ہمیشہ جنگ سے بچنے کی کوشش کی۔ اس نے اپنے پورے دور حکومت میں کبھی فوجی مہم نہیں چلائی اور ایک خوش اور بے فکر زندگی گزاری۔ یہی وجہ تھی کہ اسے ان کے ہم عصروں نے انکو Aristotle of age کہا تھا[317]۔

---

[316] Stan Goron and Goenka, op. cit. p. 51 - (http://rajgors.com/lotdetailssold.aspx?LotID=1367&auid=5)

[317] A M Siddiqi, "Muhammad Shah II Bahmani, the Pioneer of the Medieval Culture of the Deccan," *Proceedings of the Indian History Congress* Vol. 5, 1941. p. 582-586.

اس کے تانبے کے سکے صرف ایک قسم کے نوشتے کے ساتھ پائے جاتے ہیں جس میں محمد محمود لکھا ہوا ہے جس کے اوپری حصے میں حاشیے میں ٹکسال اور تاریخ اور دوسری طرف عبد معبود (خدا کا بندہ) ہے[318]۔ یہاں وہ خود کو خدا کا بندہ سمجھتا ہے۔ یہ اس کے مذہب میں اس کے ایمان اور روحانیت کو ظاہر کرتا ہے جو ان کے سکوں کی اہم خصوصیت ہے۔

*Figure 84 Copper Coin of Muhammad Shah II (IIRNS)*

## غیاث الدین تہمتن شاہ: 799 / 1397

اس کی نمائندگی صرف چاندی اور تانبے کے سکوں میں کی جاتی ہے۔ تانبے کے سکے محمد شاہ ثانی کے انداز اور وزن میں ملتے جلتے ہیں، حالانکہ نوشتہ مختلف ہیں۔ اس کے نام کا ایک چاندی کا سکہ احسن آباد ٹکسال سے بتایا جاتا ہے۔

چاندی کے سکوں پر ایک طرف المستوثق بالله الحنان ابوالمظفر غياث الدنيا والدين اور دوسری طرف تہمتن شاہ السلطان بن السلطان لکھا ہوا ہے[319]۔المستوثق بالله ایک نیا نوشتہ ہے جس کا مطلب ہے وہ جس نے سب سے زیادہ رحم کرنے والا اللہ پر بھروسہ کیا۔ الحنان اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے، اس کا مطلب ہے اپنے بندوں پر رحم کرنے والا۔ فتح کا باپ، جو خدا سے دین و دنیا کی بھلائی کے لیے مدد مانگتا ہے، تہمتن شاہ بادشاہ، بادشاہ کا بیٹا ہے۔ حالانکہ اس سکے میں وہ سب سے زیادہ مذہبی، ہمدرد اور فاتح حکمران سمجھتے تھے اور اللہ سے مدد مانگتے تھے۔

---

[318] Abdul Wali Khan, *Bahmani Coins*, Hyderabad, 2017. p. 45.
[319] Stan Goron and Goenka, op.cit. p. 295

*Figure 85 Silver Coins of Tahmatan Shah (Muhammad Shoeb Kazi)*

تانبے کے سکوں (4.5-گرام-5.4 ) میں اس نے ایک طرف الموید بنصر الله ابوالمظفر کے نوشتے کے ساتھ سکے جاری کیے، دوسری طرف تہمتن شاہ بن محمد شاہ[320]۔ حکایات کا مطلب یہ تھا کہ تہمتن شاہ ولد محمد شاہ فاتح کا باپ ہے، اللہ کی مدد سے مضبوط ہوا۔ وہ فاتح کا باپ ہے، لیکن اپنی مضبوطی کے لیے اللہ سے مدد لیتا ہے۔ حکمران کے مذہبی پہلو کو ان تحریروں سے سمجھا جا سکتا ہے۔

*86 Figure Copper Coins of Tahmatan Shah (Muhammad Shoeb Kazi)*

او کوڈر نگٹن[321] نے تہمتن شاہ کے سکے کی ایک اور قسم بیان کی جس کے ایک طرف غیاث الدنیا و الدین اور دوسری طرف السلطان الاعظم لکھا ہوا ہے۔ یہ قسم نہ تو سٹین گورون اور گوینکا کے کیٹلاگ میں شامل تھی اور نہ ہی عبد الولی خان کے کیٹلاگ میں۔

[320] Abdul Wali Khan, op. cit. p. 51
[321] Codrington, op. cit, p. 264.

**شمس الدین داؤد شاہ ثانی:** 799-800/1397

اس نے چاندی اور تانبے کے سکے جاری کیے۔ ان کا چاندی کا ٹنکا حضرت احسن آباد ٹکسال سے جاری کیا گیا تھا جس کا وزن تقریباً 10.8 گرام ہے۔ اس نے اپنے پیشرو کی قسم نقل کی۔ یہ انہونے نوشتہ المستوثق بالله الحنان ابوالمظفر شمس الدنیا والدین شاہ ایک طرف اور داود شاہ سلطان ابن السلطان دوسری طرف، یعنی بادشاہ داؤد شاہ کا بیٹا، فاتح کا باپ اور دین و دنیا کا سورج تھا۔ شمس الدنیا والدین کا لقب سب سے پہلے التمش نے استعمال کیا تھا، اس لیے وہ اپنے آپ کو دین و دنیا کا سورج سمجھتے تھے۔ اس نے دہلی سلطنت کے نوشتہ جات کی پیروی کی تھی۔

*Figure 87 Silver Coins of Daud Shah (Numisbids)*

تانبے کے سکے شاذونادر ہی نظر آتے ہیں۔ زیر بحث قسم تقریباً 5.2 گرام وزن میں جاری کی گئی۔ اس کے ایک طرف دائرے کے بیچ میں داؤد شاہ اور دوسری طرف الموید بنصر الله لکھا ہوا ہے[322]۔ اس تحریر کا مطلب تھا کہ داؤد شاہ وہ بادشاہ ہے جو اللہ کی مدد سے مضبوط ہوا۔ یہ سکہ بھی دہلی سلطنت کا تسلسل تھا۔

*88 Figure Copper Coins of Daud Shah II (Muhammad Shoeb Kazi)*

[322] Abdul Wali Khan, op. cit. p. 53

**تاج الدین فیروز شاہ:** 800-825/1397-1422

اس نے سونے، چاندی اور تانبے کے سکے جاری کیے تھے۔ اپنے پہلے سال میں اس نے چند ٹنکے اور ایک دینار جاری کیا جو شاید یادگاری سکہ ہے۔ اس میں ایک طرف الواثق بتایدالرحمن ابو المظفر فیروز شاہ السلطان اور دوسری طرف کلمہ شہادت ہے[323]۔

کلمہ شہادت سب سے پہلے محمد بن تغلق کے سکوں پر نظر آیا۔ اس پر اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له و اشهد ان محمدا عبد ه و رسوله لکھا ہوا ہے۔ یعنی "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں"۔

ہندوستانی سکوں پر عام طور پر کلمہ طیبہ لکھا ہوتا ہے اور یہ سب سے پہلے محمود غزنی کے سکوں پر نظر آیا بعد میں التتمش نے متعارف کرایا جس کے بعد بنگال سلطنت کے غیاث الدین عواز نے کیا۔ محمد بن تغلق کے سکوں پر کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت دونوں موجود ہیں۔ سکوں پر "شہدا" لکھنا 697ء میں عبد الملک کی سکوں کی اصلاح کا حصہ تھا۔ عبد الملک کی اصلاح نے ایک خالصتاً حاشیہ نگاری کا سکہ متعارف کرایا جس نے ماضی کے ساتھ مکمل توڑ پیدا کیا۔ تصاویر کو قرآنی آیات اور عقیدے کے نوشتوں سے بدل دیا گیا، اور ان نوشتوں کو کوفک رسم الخط میں کندہ گیا[324]۔ سکے کے دوسرے طرف کا نوشتہ الواثق بتاید الرحمن ابوالمظفر فیروز شاہ بحیثیت سلطان کا مطلب ہے "ہمدرد، فتوحات کے باپ، فیروز شاہ بادشاہ کی مدد پر اعتماد کرنا۔" اس سکے کا نوشتہ محمد بن تغلق کے سکوں سے ملتا جلتا ہے۔

---

[323] Ibid. p. 55
[324] Luke Treadwell, op. cit. 2009. p. 165.

سونے کا ٹانکا(11 گرام) میں المستنصر بالله المنان الواثق بتایدالرحمٰن ابو مظفر تاج الدنیا و الدین فیروز شاہ السلطان نوشتہ لکھتے ہیں[325]۔المستنصر بالله کالقب کا مطلب ہے 'اللہ سے مدد مانگنا'۔المنان اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے، اور اپنے آپ کو وہ سمجھتا ہے، جو رحمن کی حمایت پر بھروسہ کرتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو فاتح اور سب سے زیادہ مذہبی حکمران کا باپ بھی سمجھتے تھے۔

*Figure 89 Gold Coins of Tajuddin Firoz Shah (Marudhar Art)*

اس کا چاندی کا ٹنکا دو قسموں میں ملتے ہیں۔ ایک اپنے پہلے سال سے اس کی کنیہ ابوالمظفر کے ساتھ جو کہ نایاب ہے، اور معمول کی کنیہ سامنے کی طرف۔ چاندی کے ٹنکا پر نوشتہ ایک طرف سلطان العهد والزمان الواثق بتاید الرحمن اور دوسری طرف ابوالمظفر تاج الدنیا و الدین فیروز شاہ السلطان[326]۔سلطان العهد واالز مان کا نوشتہ پہلے محمد شاہ اول کے سکوں پر کندہ کیا گیا تھا، اور بعد میں علاؤالدین مجاہد شاہ کے سکوں پر الواثق بتاید الرحمان کا کچھ حصہ لکھا گیا تھا۔ اس نے ابو المظفر کو اپنی کنیت کے طور پر استعمال کیا تھا، جس کا مطلب یہ تھا کہ دنیا اور دین کا بادشاہ ولی عہد، فیروز شاہ زمانے کا بادشاہ ہے اور وہی ہے جو رحمن کی نصرت پر بھروسہ رکھتا ہے۔

[325] Stan Goron and Goenka, op. cit. p. 296
[326] Abdul Wali Khan, op. cit. p. 55

*90 Figure Silver Coins of Tajuddin Firoz Shah (IIRNS)*

مختلف تاریخی ماخذوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ فیروز شاہ نے اپنے پیشروؤں کو طاقت اور شان و شوکت میں سبقت حاصل کی اور اس کے دور حکومت میں بہمنی خاندان نے اپنی سب سے بڑی شان و شوکت حاصل کی۔ نہ ہی وہ سچے عقیدے کو فروغ دینے میں ناکام رہا تھا، متعدد شاندار مہمات کر کے، جن کی کامیابی سے اس نے اپنے اقتدار کو بہت زیادہ بڑھایا۔ اس لیے اس نے اپنے آپ کو سلطان العهد و الزمان زمانہ اور زمانے کا حاکم کہا۔ یہ ٹائٹل محمد شاہ کے سکوں کا ایک مسلسل نوشتہ تھا۔

ایک اور دلچسپ نوشتہ اس کے چاندی کے چھٹے ٹانکے (1.8 گرام) پر کندہ ہے، جس میں اس نے اپنے آپ کو 'وقت کا بادشاہ' فیروز شاہ زمان، ایک طرف اور تاج برار بہمن بتایا ہے۔، دوسرے پر. یعنی برار بہمن کا تاج۔ اگرچہ پڑھنا یقینی نہیں ہے۔ تاج الدین فیروز شاہ کے دور حکومت میں دکن اور وجئے نگر کا دیرینہ امن ختم ہو گیا تھا اور کھیر الا کے گونڈ راجہ نے برار پر حملہ کر کے اس صوبے کے مشرقی اضلاع کو مہور تک تباہ کر دیا تھا۔ احمد خان اور فضل اللہ انجو کی مدد سے تاج الدین فیروز شاہ کی بڑی حکمت عملی سے انہوں نے نارا سنگھا کے بیٹے سے برار واپس حاصل کر لیا[327] اور میر فضل اللہ انجو کو برار کا گورنر مقرر کر دیا گیا۔ ان دو گروہوں، دیورے اور تاج الدین فیروز شاہ کے درمیان جنگ کا خاتمہ اس معاہدے پر ہوا جس میں اس بات پر اتفاق کیا گیا کہ دونوں مملکتوں کی سرحدیں جنگ سے پہلے جیسی ہی رہیں اور ایک فریق دوسرے کی رعایا کے ساتھ زیادتی نہ کرے[328]۔ یہ

[327] John Briggs, op. cit. p. 375
[328] John Briggs, op. cit. p. 375

سوچنا غلط نہیں ہو گا کہ خاص سکہ ایک طویل عرصے کے بعد بیرار میں دوبارہ کنٹرول حاصل کرنے کی فتح میں جاری کردہ یادگاری سکوں میں سے ایک ہے۔

اس نے تانبے کے سکوں پر مختلف قسم کے نوشتہ جاری کئے۔ ان کے تانبے کے سکوں پر چار مختلف قسم کے نوشتہ جات نظر آتے ہیں۔ اس نے اپنے 4.7-5.5 گرام کے فلوس میں لکھا ہے، ایک طرف راجی رضوان اور دوسری طرف مہیمنی فیروز شاہ بہمنی اور حاشیہ میں ٹکسال اور تاریخ[329]۔ اس سکے میں اس نے اپنی تمام خوبیاں کندہ کیں، راجی، چمکنے والا، رضوان آسمان کے دروازوں کے رکھوالے کا نام ہے۔ مہیمنی اسلام میں اللہ کا پانچواں نام ہے، جس کا مطلب ہے نگرانوں کا بندہ جو کہ اللہ کا بندہ ہے۔ فیروز شاہ بادشاہ نے اعلان کیا کہ وہ بادشاہ ہے جو چمکتا ہے اور قبول کرتا ہے کہ اللہ کا بندہ اور جنت کا داروغہ ہے۔ وہ محمد شاہ کے بعد بہمنی سلطنت میں دوسرا حکمران بنا جس نے اپنی اولاد کو 'بہمنی' لکھا۔ قرون وسطیٰ کے دور میں خاندانی عنوان لکھنا ایک نیا رجحان ہے۔ تاج الدین فیروز شاہ کے بعد اس روایت کی پیروی ان کے پیش رووں نے کی۔ اسی طرح مالوا کے علاؤالدین محمود شاہ نے اپنے سکوں پر 'الخلجی' کا لفظ استعمال کیا تھا جس کی پیروی اس کے پیشروؤں نے کی[330]۔

*91 Figure copper coin of Firoz Shah Bahmani (IIRNS)*

اس کا فلوس 2.2-3.7 گرام میں جاری کیا گیا ہے، ایک طرف الحاکم بامراللہ اور دوسری طرف فیروز شاہ[331]۔ ان نوشتوں کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے اختیار سے جج۔ محمد بن تغلق کے سکوں پر الحاکم

[329] Abdul Wali Khan, op. cit. p. 73
[330] L White king, "History and Coinage of Malwa", *The Numismatic Chronicle and Journal of the Numismatic Society*, Fourth Series, Vol. 3, 1908. p. 356-398.
[331] Abdul Wali Khan, op.cit. p. 70.

بن امر اللہ کا نوشتہ بھی پایا جاتا ہے، جس نے اسے اللہ کے نام پر جاری کیا تھا۔ اس لیے یہ نوشتہ نما سکہ ایک نمونہ کا تسلسل تھا[332]۔

*92 Figure Copper two third falus of Tajuddin Firoz Shah (Muhammad Shoeb Kazi)*

اس کے تیسرے قسم کے فلوس (1.3-1.7) گرام کے ایک طرف برگزیدہ الله اور دوسری طرف فیروز شاہ لکھا ہوا ہے[333]۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فیروز شاہ کو اللہ نے منتخب کیا تھا۔ یہ فارسی میں ایک اعزازی لقب تھا۔ لہذا، بادشاہ کا لقب عام طور پر یہ نوشتہ بعد کے ماہار اور مدورائی سلاطین کے سکوں پر پایا جاتا ہے۔ فخر الدین مبارک شاہ کے سکوں پر برگزیدہ الله یا برگزیدہ الله شاہ شاہان کی علامت ہے، جس کا مطلب ہے اللہ کا منتخب کردہ اور بادشاہوں کے بادشاہ کی شان۔ اسی طرح علاؤالدین سکندر شاہ (1368-1377) کے سکوں میں اعزازی لقب برگزیدہ رحمن ہے، جس کا مطلب ہے "رحم کرنے والوں کا انتخاب"۔

*Figure 93 Copper one third falus of Tajuddin Firoz Shah (Mintage Word)*

[332] Stan Goron and Goenka, op. cit. p. 59
[333] A H Siddiqui, "Some Bahmani Copper coins", *Numismatic Digest*, Vol. 6. 1982. p. 71.

تاج الدین فیروز شاہ بہمنی سلطنت میں پہلا حکمران تھا جس نے سکوں پر فارسی نوشتہ متعارف کروائیں، جس کے بعد علاؤالدین احمد شاہ دوم آیا۔ تاہم عام طور پر بیجاپور کے عادل شاہی اور گولکنڈہ کے قطب شاہی کے سکوں پر فارسی نوشتے کا استعمال ہوتا ہے۔

ہندوستان میں اسلامی سکوں کی روایات کے متعارف ہونے کے بعد سے قرون وسطی کے ہندوستانی حکمرانوں کے سکوں کی زبان عربی رہی۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مغلوں کے آنے کے بعد سکوں کی زبان عربی سے فارسی میں بدل گئی۔ تاہم، یہ درست نہیں ہے، مغلوں کی ہندوستان میں آمد سے پہلے، فارسی کو شاہی دربار کی زبان کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ اس طرح، یہ حیرت کی بات نہیں ہے کہ مغلوں کی آمد سے پہلے ہندوستانی سکوں پر فارسی نے بھی اپنا ظہور کیا۔ فارسی لیجنڈ کا پہلا حوالہ محمد بن تغلق کی ٹوکن کرنسی پر نظر آتا ہے۔ بعد میں گجرات کے سلطان غیاث الدین محمد شاہ دوم نے اپنے سکوں پر فارسی شعر جاری کیا۔ اس نے فارسی کے نوشتوں کو اوپری حصے پر سکّہِ سلطان غیاث الدین محمد شہباز اور اُلٹے حصے پر تا بدرِ ضربِ گردون قرصِ مہرِ وماہ بعد لکھا ہے[334]۔ یہاں تک کہ کشمیر کے حسن شاہ سلطان نے بھی فارسی شعر لکھا تھا۔ تاج الدین فیروز شاہ کے سکوں پر فارسی نے مہمان کی شکل اختیار کی، لیکن ان کے باقاعدہ سکوں پر ان کے پیشروؤں کی طرح عربی نثری نوشتہ جات جاری رہے۔ تانبے کے سکوں کی چوتھی قسم میں ایک طرف المویدبن نصر اللہ اور دوسری طرف فیروز شاہ لکھا ہوا ہے۔ یہ سکہ نئے طور پر دیکھا گیا ہے اور کسی بھی نیے کیٹلاگ میں شامل نہیں کیا گیا ہے[335]۔ بادشاہ نے کہا کہ وہ اللہ کی مدد سے مضبوط ہوا۔ یہ لقب غیاث الدین تہمتن شاہ نے اپنے تانبے کے سکوں پر بھی استعمال کیا تھا۔

---

[334] Stan Goron and Goenka, op. cit. p. 363
[335] Marudhar Arts, e-Auction#28

## شہاب الدین احمد شاہ ولی بہمنی اول: 825-838 / 1422-1435

اس نے گلبرگہ میں اپنا تخت سنبھال لیا تھا لیکن اپنا دارالحکومت گلبرگہ سے بیدر منتقل کر دیا تھا۔ اس کے سکے چاندی اور تانبے کے پائے گئے۔ چاندی کے ٹنکوں کا ٹکسال کا نام احسن آباد ہے جو 826 سے 829 تک اور محمد آباد 828 ہجری تک ہے بادشاہ نے اپنے دارالحکومت کی منتقلی کے بعد اپنی تانبے کی کرنسی کی اصلاح کی تھی۔ اس نے 828 ہجری تک تقریباً 5 گرام کا فلوس جاری کیا۔ اس نے 16 گرام کا بھاری تانبے کا سکہ بھی جاری کیا جسے 'گنی' کہا جاتا ہے۔

اس نے چاندی کے 11 گرام کے سکوں پر ایک نیا نوشتہ متعارف کروایا جس پر ایک طرف السلطان العادل الباذل الناصرالدیاں ابوالغازی لکھا ہوا تھا، دوسری طرف شہابِ الدنیا والدین احمد شاہ سلطان[336]۔ (عادل اور شاندار سلطان، عقائد کے محافظ)۔ بادشاہ عدل و انصاف کرنے والا، دیندار، متقی اور دین کا مددگار ہے۔ اس نے کنیا ابو المغازی کا استعمال کیا جنگجو کا باپ اور دین (اسلام) اور دنیا کا بادشاہ احمد شاہ ہے۔ محمد بن تغلق نے "سلطان العادل[337] الباذل[338]" کا لقب استعمال کیا جس کا مطلب ہے، بادشاہ، انصاف سے بھرا اور مہربان ہے۔ نوشتہ کا دوسرا حصہ اس کے پیشرو کے سکوں کے نوشتہ جات کا تسلسل تھا۔ اس نے النصار الدین الدیان کے لقب کو اپنے حکومتی لقب کے طور پر استعمال کیا اور اپنی کامیاب مہمات کے لیے اپنے آپ کو فاتح کا باپ کہتا ہے اور یہ لقب شہاب الدین شاہ نعمت اللہ نے اپنے خط میں بادشاہ کو مخاطب کرتے ہوئے پیش کیا تھا۔ اس لقب نے اسے اتنا خوش کیا کہ اس کے بعد سے اس نے اپنے القاب کے فہرست میں اختیار کر لیا[339]۔

---

[336] Abdul Wali Khan, *Bahmani Coins*, Hyderabad. 2017. p. 79.
[337] Stan Goron and Goenka, op. cit- p. 54, (D 373)-
[338] Ibid, p. 54 (D368)-
[339] John Briggs, op. cit, p. 419-

*Figure 94 Silver coins of Alauddin Ahmad Shah I (Marudhar Art)*

اس نے اپنے بھاری تانبے کے سکوں کو ایک نئے نوشتہ کے ساتھ متعارف کرایا، اس نے سکوں پر المستوثق بالله الحنان المنان الثانی السلطان احمد شاه بن احمد بن الحسن البهمنی لکھا تھا[340]۔ اس سکے کی بہت اہمیت ہے کہ بہمنی سلطان میں، اس نے سکوں پر اپنا مختصر نسب نامہ (نسب نامہ) لکھا۔

نسب کی طرف اشارہ کرنے کی روایت کوئی نیا تصور نہیں ہے۔ دہلی سلطنت میں التتمش کے فوری دو جانشینوں نے والد کے نام پر حکومت کی تھی۔ ایک طویل وقفے کے بعد محمد بن تغلق نے اپنے والد کے نام کا 'تغلق' حصہ استعمال کیا۔ محمد بن تغلق کے بعد تقریباً ہر حکمران نے اپنی ولدیت ظاہر کرنے کے لیے اپنے والد کے نام کا اضافہ کیا۔ اگر 'تغلق' ایک خاندانی نام ہوتا یا اگر یہ کسی طبقاتی قبیلے یا قبیلے کی علامت ہوتا تو وہ شاید 'تغلق' استعمال کرتے۔ محمد بن تغلق واحد حکمران تھے جنہوں نے اپنے سکوں پر تغلق کی اصطلاح استعمال کی تھی[341]۔ لہٰذا، بہمنی حکمرانوں نے والد کا نام اور دادا کا نام لکھ کر اس خیال کو مزید معلوماتی انداز میں شامل کیا اور تیار کیا۔

*Figure 95 Copper coins of Alauddin Ahmad Shah I (IIRNS and M S Kazi )*

[340] Abdul Wali Khan, op. cit. p. 79
[341] Agha Mahdi Husain, *The Rise and Fall of Muhammad Bin Tughlaq.* London 1938, p. 46

مسلم نام بہت سے نام کے اجزاء کے ساتھ ہوتے ہیں جیسے کنیا، اسم، نصاب اور لقب کے ساتھ ملایا گیا۔ وہ سکہ جو جاری کرنے والے کی تاریخ اور خاندان کے بانی تک اس کے نزول کی وضاحت کرتا ہے اسے نسباتی قسم کے سکوں کے نام سے جانا جاتا ہے۔ لہٰذا، قرون وسطیٰ کے ہندوستانی حکمرانوں نے اپنے سکوں پر مذکورہ اجزاء کی پیروی کی تھی۔ لیکن وہ صرف اپنے باپ کا نام (بن) لکھنے تک محدود تھے، لیکن بہمنی سلطنت میں شہاب الدین احمد شا نے اپنے والد کا نام یہاں تک کہ دادا کا نام بھی لکھا۔ علاؤالدین احمد شاہ دوم، علاؤالدین ہمایوں شاہ نظام الدین احمد شاہ سوم، محمود شاہ، ولی اللہ اور یہاں تک کہ کلیم اللہ شاہ نے اس طرز کی پیروی کی۔ لکھنے والی نسب کی روایت کی پیروی بنگال سلطان[342]، گجرات سلطان[343]، جونپور سلطان[344] اور مالوا سلطان[345] نے کی ہے۔

الحنان اور المنان اور الغنی اسلام میں اللہ کے نام تھے۔ ان نوشتوں میں وہ اپنے آپ کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ وہ شخص تھا جس نے خدا پر بھروسہ کیا جو سب سے زیادہ رحم کرنے والے عظیم امیر سلطان احمد شاہ ولد احمد ولد الحسن بہمنی ہے۔

نصف گنی، (8-8.6 گرام) محمد آباد ٹکسال سے جاری کیا گیا تھا، جس کے ایک طرف الموید بنصر الله الملک الحنان اور دوسری طرف ابو المغازی احمد شاہ سلطان لکھا ہوا تھا[346]۔ اس نوشتہ میں بادشاہ اپنے آپ کو کہتا ہے کہ وہ لڑائیوں کا باپ اور سب سے زیادہ رحم کرنے والا بادشاہ ہے اور وہ ہے جو خدا کی مدد سے مضبوط ہوتا ہے۔

---

342 P L Gupta, *Coins*. 1969. p. 122

343 Stan Goron and Goenka, op.cit, p. 351

344 Sayed Hasan Askari, "Discursive Notes on the Sharqi Monarchy of Jaunpur", *Proceedings of the Indian History Congress,* Vol. 23, part I, 1960. p. 152-163. Sayed Ejaz Hussain, "Currency pattern and Money supply: A study of Coinage and mint of Jaunpur Sultanate", *Proceedings of the Indian History Congress,* Vol. 6. 2005-2006. p. 363-378,

345 L. White King, "History and Coinage of Malwa (continued)", *The Numismatic Chronicle and Journal of the Royal Numismatic Society,* Fourth series, Vol. 4. 1904. p. 62-100.

346 Abdul Wali Khan, *Bahmani Coins,* Department of Archaeology and Museum, The Govt. of Telangana. 2017. p.80

*96 Figure Copper half Ghani coins of Alauddin Ahmad Shah I (IIRNS BSEAP)*

اس کی تیسری قسم کا نوشتہ ایک تہائی گنی میں جاری کیا گیا ہے جس کا وزن 4.8-5.5 گرام ہے۔ اس نے ان سکوں کو المنصور بنصر الله المنان ابوالمغازی احمد شاه السلطان کے ساتھ جاری کیا۔ المنصور بنصر الله کا مطلب ہے[347] "خدا کی مدد سے فتح پانے والا"۔ المنان اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ وہ اپنے آپ کو بادشاہ کہتا تھا احمد شاہ جنگجوؤں کا باپ ہے۔

*Figure 97 Copper one third Ghani coins of Alauddin Ahmad Shah I (Muhammad Shoeb Kazi)*

فلوس میں ان کی چوتھی قسم کا نوشتہ اس میں اپنا تعارف دیندار (پرہیز گار) کے طور پر کرایا، احمد شاہ دیندار ایک طرف اور الٹ پر ابھی تک تسلی بخش طور پر پڑھا نہیں گیا ہے[348]۔ وہ اپنے آپ کو ایک مذہبی اور پرہیز گار شخص سمجھتے تھے کیونکہ انہوں نے اولیاء گیسو دراز (بندہ نواز) اور شاہ نعمت اللہ کی سرپرستی کی اور انہیں عزت و تکریم پیش کی۔ ح بادشاہ کو اس کی روحانی تعلیم کی وجہ سے اپنے ہم عصروں میں 'ولی' یا 'ولی' کے نام سے جانا جاتا تھا اور ایک بار اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنی شفاعت کے ذریعے شدید خشک سالی کے دوران بارش برسانے میں بظاہر کامیاب ہوا تھا۔ اس نے اپنے سکوں پر اپنے آپ کو ولی نہیں کہا ہو گا لیکن شاید اس نے "پرہیز گار" کا لقب

[347] Edward Thomas, op. cit. p. 345-346
[348] Stan Goron and Goenka, op. cit. p. 300

اختیار کیا ہو گا[349]۔ ریورس لیجنڈ کا ترجمہ 'کافروں کی نسل کو تباہ کرنے والا' کے طور پر ہوتا ہے اور غالباً احمد شاہ کی اپنے ہم عصر سلطنت وجے نگر پر فتوحات کا حوالہ دیتا ہے۔

**علاؤالدین احمد شاہ ثانی:** 838-862/1435-1457

علاؤالدین احمد شاہ ثانی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ فصیح و بلیغ تھے، بڑی عقل کے مالک تھے اور سیکھنے کا شوق رکھتے تھے۔ اس نے تخت پر چڑھ کر خطبہ پڑھا، جس میں اپنا ذکر درج ذیل عنوانات سے کیا گیا، "بادشاہ صرف مہربان، صابر اور خادم اعلیٰ کے لیے دنیاوی اور مذہبی امور میں آزاد، شہزادوں احمد شاہ ولی بہمنی میں سب سے ممتاز کا بیٹا"[350]۔ اس نے سونے، چاندی اور تانبے کے سکے جاری کیے تھے۔ اس کے سونے کے سکے دو مختلف قسم کے نوشتوں میں جاری کیے ہیں۔ پہلی قسم کے اوپر السلطان القوی الاسلام الجامع الفضل و العدل و الاحسان اور دوسرے طرف ابو المظفر علاؤالدنیا و الدین احمد شاہ سلطان ہیں۔ ایک اور قسم نے معکوس تحریر میں قدرے تبدیلی دیکھی جیسے ابو المظفر علاؤالدنیا والدین احمد شاہ بن احمد شاہ السلطان۔ ان نوشتہ جات میں زیر بحث بادشاہ اپنے آپ کو سلطان تصور کرتا ہے جو اسلام کے عقیدے میں پختہ انصاف اور اچھے اعمال سے بھرپور ہے۔ دوسری قسم کے نوشتہ میں اس نے اپنے مختصر نسب کا ذکر کیا ہے کہ احمد شاہ ولد احمد شاہ بادشاہ فاتح کا باپ ہے اور دنیا اور دین کا نور و جلال بھی ہے۔

*Figure 98 Gold coin Alauddin Ahmad Shah II (Marudhar Art)*

[349] Richard K Bright, "More copper coins of the Bahmani Shah of Gulbarga", *Numismatic International Bulletin*, 1973, p. 10.
[350] John Briggs, op. cit. Vol. II, pp. 450, 1829.

علاؤالدین احمد شاہ اگرچہ عام طور پر متقی اور پرہیز گار تھے لیکن اس نے اپنی رعایا پر گہری نظر رکھی اور انصاف کرنے کی پوری کوشش کی۔ اس نے انصاف کی اپنی محبت پر فخر کیا اور اپنے القاب میں العدل (The Just) کا اضافہ کیا[351]۔

چاندی کے سکے ایک نئے اور خوبصورت نوشتہ کے ساتھ متعارف کروائے گئے تھے، ایک طرف سلطان الحلیم الکریم الرؤف علی عباد اللہ الغنی المھیمن اور دوسری طرف ابو المظفر علاؤالدنیا و الدین احمد شاہ بن احمد شاہ الولی بہمنی۔ حکایات نے اس حکمران کو ایک مہربان اور فیاض سلطان کے طور پر بیان کیا ہے جو اللہ کے بندوں پر مہربان ہے، امیر، محافظ، فاتح عالم کا باپ اور ایمان احمد شاہ ولد احمد شاہ ولی ہمنی ہے۔

الحلیم (برداشت کرنے والا) الکریم (سخی)۔ اللہ پاک ہے جو عرش عظیم کا مالک ہے۔ اصطلاح رؤف کا مطلب ہے نرم پیار، سب سے زیادہ رحم اور شفقت، عباد اللہ کا مطلب ہے خدا کی عبادت کرنے والا۔ الغنی اللہ کے 99 ناموں میں سے ایک ہے جس کا مطلب ہے وہ جس کی بنیادی فطرت خود مختاری، خود کفالت اور اعلیٰ دولت ہے۔ المھیمنی کا مطلب ہے کہ وہ ہے جو اپنے بندوں کے عمل کی نگرانی کرتا ہے، جو حفاظت کرتا ہے۔ یہ تمام خوبیاں فاتح احمد شاہ ولد احمد شاہ کے والد میں پائی جاتی ہیں جو اپنے آپ کو آل بہمنی کا گورنر کہتا ہے اور اپنے آپ کو دنیا اور دین کی شان سمجھتا ہے۔

*Figure 99 Silver coin Alauddin Ahmad Shah II (Marudhar Art)*

[351] Sir Wolseley Haig, op. cit. Vol. III, p. 407

اس نے بھاری تانبے کے سکے بھی جاری کیے (گنی، 15.5-16.5 گرام) ان پر نئی نوشتیں متعارف کروائیں۔ نوشتہ دار سکوں کی چھ قسمیں بیان کی گئی ہیں ۔ سکوں پر پہلا نیا نوشتہ کندہ ہے جس میں ایک طرف المعتصم المنان سميع خليل الرحمٰن ابوالمظفر اور دوسری طرف علاو الدنيا والدين احمد شاه بن احمد شاه السلطان ہے۔ المعتصم کا مطلب ہے، خدا کی طاقت سے محافظ، عظیم، بلند، اور رحمن ورحیم کا دوست، اور فاتح کا باپ اور دوسری طرف اپنا مختصر نسب نامہ کندہ ہے۔ المعتصم بحبل الله قرآن کا ایک مختصر جملہ ہے۔ قرآن میں فرماتے ہیں:

وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا [352]

"سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور تفرقہ میں نہ پڑو"

یہ آیات ہماری زندگی میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اگر ہم اللہ کے راستے پر چلیں گے تو یہ زندگی کی تمام مشکلات اور رکاوٹوں میں ہمارے ایمان کو مضبوط کرتا ہے۔ اللہ کی کتاب میں ہدایت نور ہے اور جس نے اس پر کاربند رہے اور اسے مضبوطی سے تھامے رکھا وہ ہدایت پر ہے اور جو اس سے انحراف کرے گا وہ گمراہ ہو گیا۔ لہٰذا ان سطور نے حکمران کو سب سے زیادہ دیندار اور متقی سمجھا۔

*Figure 100 Copper coin Alauddin Ahmad Shah II (Marudhar Art)*

[352] https://www.dawateislami.net/quran/surah-al-imran/ayat-103/translation-1

اپنی دو تہای گنی (g11.5-10.6) میں اس نے ایک طرف المتوکل علی الله اور دوسری طرف احمد شاہ بن احمد شاہ الولی البہمنی لکھاہے[353]۔ متوکل اللہ سے مراد وہ ہے جو خدا پر بھروسہ کرے۔ الغنی کا مطلب ہے خود کفیل اور امیر۔ اس لیے اس نے لکھا کہ جس کا اللہ پر پختہ یقین ہے وہ امیر ہے۔ اسے اس دنیا اور اس دنیا کی فکر نہیں تھی۔

*Figure 101 Copper Two third Ghani coin Alauddin Ahmad Shah II (Muhammad Shoeb Kazi)*

اس نے اپنی نصف گنی (7-8 گرام) میں ایک طرف الواثق بتائد الملک اللّٰہ ابو المظفر اور دوسری طرف احمد شاہ بن احمد شاہ بہمن شاہ لکھاہے[354]۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ہی بادشاہ کی حمایت پر یقین رکھتاہے، احمد شاہ ولد احمد شاہ بہمن شاہ فاتح کا باپ ہے۔ ایک اور نوشتہ اللہ پر پختہ ایمان کی عکاسی کرتا ہے۔

*Figure 102 Copper Half Ghani coin Alauddin Ahmad Shah II (Muhammad Shoeb Kazi)*

اپنی ایک تہائی گنی (5-5.5 گرام) میں اس نے المستنصر بالله الغنی ابو المظفر ایک طرف اور دوسری طرف اس کی سابقہ قسم کندہ ہے[355]۔ المستنصر کا مطلب ہے، جو اللہ سے فتح مانگتا ہے، وہ بہت دولت

[353] Abdul Wali Khan, op. cit, p. 97
[354] Ibid, p. 100.
[355] Goron and Goenka, op. cit, p. 301.

مند ہے۔ پس جو شخص اللہ سے ہر چیز کا طالب اور مانگتا ہے وہ سب سے زیادہ دولت مند ہے۔ اس طرح وہ اپنے آپ کو دولت مند سمجھتا ہے جیسا کہ وہ اللہ سے فتح مانگتا ہے، اور اس کے علاوہ کوئی نہیں۔

*Figure 103 Copper one third ghani coins Alauddin Ahmad Shah II*

اپنے سہ ماہی گنی (3.3-3.6) گرام میں اس نے اپنے آپ کو ایک طرف احمد شاہ اور دوسری طرف ظل اللہ کہا، یعنی احمد شاہ خدا کا سایہ ہے۔ اسی طرح کا سکہ محمد بن تغلق نے بھی جاری کیا تھا[356]۔ محمد بن تغلق کا لقب ظل للہ بھی اس کے حروف تہجی کے ریکارڈ سے ثابت ہے[357]۔

*Figure 104 quarter Ghani coins Alauddin Ahmad Shah II (Marudhar Art)*

احمد شاہ ثانی کا تانبے کا ایک انوکھا سکہ جس کا اعزازی لقب 'برگوزیدہ' تھا، پی ایس تاراپور نے دیکھا تھا، اور اس کی اطلاع اے ایچ صدیقی نے دی تھی[358]۔ سکے میں درج ذیل نوشتہ ہے، جس کے اوپر برگزیدہ احمد شاہ اور دوسری طرف بن احمد شاہ سلطان ہیں۔ یہ سکہ بہمنی کے احمد شاہ دوم سے منسوب ہے کیونکہ بہمنی کے کسی دوسرے حکمران نے احمد شاہ کے بیٹے احمد شاہ جیسا انداز نہیں اپنایا تھا۔ سکے کی صداقت پر سوالیہ نشان ہے کیونکہ اسے غیر تاریخ شدہ کیٹلاگ میں شامل نہیں کیا گیا تھا۔ اس طرح برگوزیدہ کا لقب سب سے پہلے تاج

---

[356] Ibid, p. 55. (D 390)
[357] Agha Mahdi Husain, op.cit. p. 48.
[358] A H Siddqui, "A Note on Copper Coins of Firoz Shah Bahmani", *Journal of Numismatic Society of India.* XXVIII, 1966. pp. 79.

الدین فرز شاہ نے استعمال کیا جس کا مطلب ہے "احمد شاہ کا حکمران بیٹا وہ بادشاہ ہے جسے اللہ نے چنا"۔اور علاؤالدین احمد شاہ دوم کے تانبے کے سکے کی آخری نوشت ایک نویں گنی میں تھی جس کے سامنے احمد شاہ اور دوسرے طرف جہان پناہ تھا۔ جہاپاناہ فارسی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے دنیا کی پناہ۔ یہ لفظ محمد بن تغلق نے منگولوں کے مسلسل خطرے سے نمٹنے کے لیے تعمیر کیے گئے ایک نئے شہر کے لیے استعمال کیا تھا۔ اس لفظ کا مطلب تھا" دنیا کی پناہ"۔ لفظ کے معنی علامات کے پورے معنی کی وضاحت کرتے ہیں[359]۔ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اس پر ٹکسال کا نام لکھا ہوا تھا۔ سکے پر اصطلاح دہلی سلطنت کے شیر شاہ سوری نے وضع کی تھی۔ حاکم نے اپنے آپ کو جہاں پناہ، دنیا کی پناہ گاہ کہہ کر مخاطب کیا۔ سمجھا جاتا ہے کہ وہ پناہ گاہ کا محافظ محافظ ہے جو ایسا ماحول تخلیق کرتا ہے جہاں کوئی ترقی کر سکتا ہے۔ یہ لفظ حکمران اور ٹکسال کو مخاطب کرنے کے لیے متعدد پہلوؤں میں استعمال ہوا ہے۔

*Figure 105 Copper one ninth Ghani coins Alauddin Ahmad Shah II*

## ہمایوں شاہ کے سکے: 862-866/ 1458-1461

ہمایوں شاہ نے اپنے پیشروؤں کی سکوں کی اقسام کی پیروی کی۔ اس کے سونے اور چاندی کے سکے نایاب ہیں۔ اس کے سونے کے سکوں کی ایک قسم اس کے ایک طرف قرآن کے ایک اقتباس لکھی ہوی ہے جس میں علاؤ الدنیا و الدین ہمایوں شاہ بن احمد شاہ بن احمد شاہ الولی البہمانی ایک طرف اور دوسری طرف قرآن سے اقتباس ہے۔ اپنے ٹنکا (10.8 گرام) میں اس نے اپنے پیشرو علاؤالدین احمد شاہ سوم کی طرح

[359] Rohit Priyadarshi Sanatani, "Jahanpanah: A city Forgotten", *India Heritege Walks. https://www.indiaheritagewalks.org/blog/jahapanah-city-forgotten*

ایک نوشتہ کندہ کیا[360]۔ اس نے صرف ایک لفظ القوی کا اضافہ کیا جس کا مطلب ہے طاقتور۔ سکوں پر قرآنی آیات عبدالملک کی طرف سے متعارف کرائی گئی اصلاح سے متعلق ہیں۔ اس نے اپنے نئے سکوں میں کچھ اہم قرآنی اقتباسات متعارف کروائے تھے اور یہ کہ یہی قرآنی آیات صدیوں تک قیمتی دھات کے خلیفہ سکوں کے معیاری عددی فارمولوں کے طور پر قائم رہے[361]۔ لہذا، ابتدائی اسلامی سالوں میں، خلیفہ کے بہت سے مضامین عربی پڑھنے سے قاصر تھے۔ دوسری طرف، سکے کے نوشتہ جات کو عوام میں شہورت حاصل کرنے کے لیے پڑھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ مقدس رسم الخط ایک حفظ شدہ کتاب تھی جسے اکثر مسلمانوں کے لیے مختلف حالات میں پڑھا جاتا تھا، جس میں نماز، خطبات، پڑھنے کی کلاسیں، اور قانونی مباحث، نیز قیاس، جادو اور شفا، حلف برداری، اور عام تقریر میں مذہبی جذبات۔ قرآنی متن کے یادگار پہلو کی وجہ سے، سکوں پر پائے جانے والے چھوٹے حصوں کو نہ صرف ان باتوں کے لیے سمجھا جاتا ہے جو انھوں نے براہ راست کہا تھا، بلکہ اس متن سے منسلک معانی کی ایک وسیع رینج کے لیے محرکات کے طور پر جس میں انھیں رکھا گیا تھا۔ روزمرہ کی زندگی میں قرآنی آیات کا کثرت سے حوالہ دیا جاتا تھا۔ درحقیقت، یہ بہت سے قرآنی اقتباسات سے عوام کی واقفیت تھی جس کی وجہ سے انہیں سکے پر شامل کیے جانے والے متن کے طور پر منتخب کیا گیا۔

اس کے چاندی کے سکوں پر سونے کی طرح کی داستانیں ہیں۔ اس نے چھ قسم کے تانبے کے سکے جاری کیے جن کا وزن مختلف تھا اور اس کی علامت سونے اور چاندی کے سکوں کی طرح تھی۔ اس نے اپنی تیسری گنی کے اوپری حصے پر ایک فارسی نوشتہ دارِ نگاہبان کندہ کیا جس کا مطلب ہے "خدا ولی" اور دوسری طرف ہمایوں شاہ بن احمد شاہ سلطان۔

---

[360] Goron and Goenka, op.cit. p. 302. (BH 94).

[361] Luke Treadwell, "Quranic Inscriptions on the Coins of the Alh-al-Bayt from the second to fourth century AH. *Journal of Quranic Studies*, Vol. 14, No. 2, 2012, p. 47-71

یہ نوشتہ فارسی کا ماخذ۔ یہ عالمگیر سچائی ہے کہ اللہ پر ایمان رکھنے والوں کا اللہ ہی ولی ہے۔ وہ ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے۔ اس لیے اس نے اللہ کو دنیا کا اپنا ولی سمجھا اور وہ اس کی بادشاہی کا محافظ ہے۔

*Figure 106 - 107 Gold and silver coin of Humayun Shah (Marudhar Art and IIRNS )*

*Figure 108- 109 Copper Coins of Humayun Shah (Muhammad Shoeb Kazi)*

### نظام الدین احمد شاہ سوم: 1461-1463 /866-867

اس نے سونے اور تانبے کے سکے جاری کیے تھے۔ سونے کے ٹنکوں پر ایک طرف الواثق بالله الغنی ابو المظفر نظام الدنیا و الدین اور دوسری طرف احمد شاہ بن ہمایوں شاہ سلطان البہمنی خلدالله ملکه ہیں[362]۔ اس کا مطلب ہے وہ بادشاہ جسے اللہ پر بھروسہ ہے احمد شاہ کا بیٹا ہمایوں شاہ بہمنی بادشاہ وہ تھا جو اللہ پر بھروسہ رکھتا ہے، جو فاتح کا امیر باپ ہے، اور دنیا میں اسلام کے ایمان کو منظم کرنے والا ہے۔ دہلی سلطنت کے قطب الدین مبارک شاہ نے الواثق باللہ کا خطاب حاصل کیا۔ احمد شاہ سوم کا دور حکومت اور ان کے جانشین شمس الدین محمد شاہ سوم اور محمود شاہ نہ صرف دربار میں سازشوں میں ملوث تھے بلکہ ان کے طاقتور امرا کی طرف سے کھلی بغاوتیں بھی ہوئیں۔ ان کا دور در حقیقت بہمنی سلطنت کے زوال کی خبر دیتا ہے[363]۔ نوشتوں سے

---

[362] Stan Goron and Goenka, op. cit. p. 303

[363] Mir Ahmad Ali Khan, "The Condition of Education under the Bahmanis", *Proceedings of the Indian History Congress*, Vol. 5, 1941. p. 586-593

پتہ چلتا ہے کہ وہ اللہ سے بادشاہی کی بہتری کے لیے دعا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس کا لقب خلد اللہ خلافت ہے۔ یہ لقب دولت آباد ٹکسال سے محمد بن تغلق نے دولت آباد میں اپنی طاقت کو مضبوط کرنے کے لیے جاری کیا تھا[364]۔ لہٰذا، اس پر غور کیا جا سکتا ہے کہ جب بھی، خاندانوں کو زوال کا سامنا کرنا پڑا یا اپنی بادشاہی کے لیے ان رعایا کے لیے دعا کرنے کی درخواست کرنی پڑی تب انھوں نے ان عنوانات کے ساتھ سکے جاری کیے تھے۔

*Figure 110 Gold coins of Nizamuddin Ahmad Shah III*

تانبے کے سکے مختلف قسم کے نوشتوں کے ساتھ جاری کیے گئے تھے۔ اس نے اپنے گنی (16.2-16.6 گرام) سکوں میں لکھا ہے، ایک طرف المستنصر بنصر الله القوى الغنى اور دوسری طرف احمد شاه بن ہمایوں البہمنی[365]۔ مستنصر کے معنی نصر اللہ کے ہیں جو اللہ سے فتح کے لیے مدد مانگتے جو غنی اور طاقتور ہے۔ اور دوسری طرف ہمیں اس کا نام اس کے والد کے نام اور خاندان کے بانی کے ساتھ ملتا ہے۔ حکمران اللہ سے مدد مانگ رہا ہے کیونکہ اللہ سب سے طاقتور اور اعلیٰ ہے۔

*Figure 111 Copper coins of Nizamuddin Ahmad Shah III (Anwars Coin Collection)*

ان کی دو تہائی گنی (10.4- 11.2 گرام) میں ایک طرف الراجی بتاید الرحمن اور دوسری طرف ابو المظفر احمد شاه السلطان لکھا ہوا ہے[366]۔ نوشتوں کا مطلب یہ تھا کہ وہ (سلطان) رحمن کی حمایت کی

[364] Stan Goron and Goenka, op. cit. p. 59. (D425)
[365] Stan Goron and Goenka, op. cit. p. 59. (D425)
[366] Ibid, p. 51

امید رکھتا ہے۔ اس نوشتہ سے بادشاہ نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ وہ وہ ہے جو اللہ کی حمایت پر بھروسہ اور امید رکھتا ہے جو بہت مہربان ہے۔ یہ اللہ پر ایمان کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

آدھے گنی (8 گرام) پر المطیع المنان بامرالله اور دوسری طرف ابو المظفر احمد شاہ السلطان کندہ ہے۔ فاتح احمد شاہ بادشاہ کے والد اپنے آپ کو اللہ کے فضل سے فرمانبردار اور احسان مند سمجھتے ہیں۔ وہ جو ہے وہ اللہ کے فضل سے ہے۔ المطیع المنان اللہ کے خوبصورت نام ہیں جس کا مطلب ہے رحم کرنے والا، اور اللہ کے فضل سے احسان کرنے والا حاکم۔

*Figure 112- 113 Two third and half Gani coins of Nizamuddin Ahmad Shah III (Mintage World)*

ایک تہائی گنی (5-5.5 گرام) میں اس نے الواثق بالله الرحمن لکھا ہے۔ رحمن اللہ کے مقدس اسماء میں سے ایک ہے جس کا مطلب ہے سب سے زیادہ رحم کرنے والا۔ اس لیے اسے فاتح احمد شاہ کا باپ قرار دیا جاسکتا ہے بادشاہ وہ ہے جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے جو سب سے زیادہ رحم کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

*Figure 114 One third Gani coins of Nizamuddin Ahmad Shah III (Anwar Coin Collection)*

## شمس الدین محمد شاہ سوم: 867-887/ 1463-1482

اسنے تینوں دھاتوں سونے چاندی اور تانبے کے سکے جاری کیے تھے جن میں مختلف نوشتیں تھیں۔ سونے اور چاندی کے سکے عام طور پر نہیں ملتے لیکن تانبے کے سکے عام ہیں۔ بادشاہ خود کو المعتصم بالله (وہ جو خدا پر منحصر ہے) کا لقب استعمال کرتا ہے۔

زیادہ تر سونے، چاندی اور تانبے کے سکوں پر المعتصم بالله ابوالمظفر شمس الدنیا الدین محمد شاہ بن ہمایوں شاہ سلطان خلده ملکه کے نام سے کندہ ہیں[367]۔ وہ اللہ کی مدد سے فتح پانے والے کا محافظ اور باپ اور دنیا اور دین کا بیٹا محمد شاہ ولد ہمایوں شاہ بادشاہ ہے۔

*Figure 115 -116 Gold and Silver coins of Shamsuddin Muhammad Shah III (Nmisbids and IIRNS)*

اس کے تانبے کے سکے خلدہ ملکہ کے عنوان کے ساتھ یا اس کے بغیر جاری کیے گئے تھے۔ ان کے سکوں پر خلد اللہ ملکہ کا پہلا حوالہ ہرمز کاؤزنے[368] لکھا جو ایک طرف المعتصم بالله شمس الدنیا والدین اور دوسری طرف محمد شاہ بن ہمایوں شاہ سلطان خلده ملکه پڑھتے ہیں۔ ان کے ایک چٹھا گنی میں ایک طرف محد شاہ اور دوسری طرف بن همایوں شاہ لکھتے ہیں[369]۔

[367] P L Gupta, "A Gold Coin of Bahmani Muhammaad Shah III", *Numismatic Digest*, Vol. 1, part 1, 1977. p. 70.
[368] H Kauz, "An unpublished Copper Coin of Shamsuddin Muhammad Shah Bahmani", *Journal of Numismatic Society of India*, Vol. VII, (parts I-II). 1945. p. 61., Stan Goron and Goenka, op.cit. p. 304.
[369] Stan Goron and Goenka, op. cit. p. 304

*Figure 117 One sixth gani of Muhammad Shah III (Muhammad Shoeb Kazi)*

**محمود شاہ بہمنی:** 1482-1518/887-924

محمود شاہ بہمنی نے سب سے طویل دور حکومت کی اور سونے چاندی اور تانبے کے سکے جاری کیے سونے اور چاندی کے سکے بہت کم ہیں لیکن تانبا بہت زیادہ ہے اور بڑی تعداد میں مختلف قسموں می جاری کیا گیا تھا۔ سونے اور چاندی کے سکوں پر المتوکل علی اللہ القوی الغنی السلطان الاعظم ابو المغازی محمود شاہ بن محمد شاہ ولی البہمنی کے نام سے جاری کیے۔ لقب المتوکل علی اللہ، کا مطلب ہے 'وہ جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے'، تمام طاقت کا مالک، اور عظیم بادشاہ، جنگجوؤں کا باپ محمود شاہ ولد محمد شاہ گورنر، بہمنی۔ الولی لقب ایک نیا اعزازی لقب ہے جسے حکمران استعمال کرتے ہیں۔ یہ ایک عربی لفظ ہے اور اللہ کے مقدس ناموں میں سے ایک ہے جس کا مطلب ہے گورنر، وہ جو چیزوں کا مالک ہے اور ان کا انتظام کرتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو طاقتور اور ایمان کی دولت سے مالا مال سمجھتا ہے[370]۔ اس نے اپنا مختصر نسب نامہ لکھتے ہوئے اپنے پیشروؤں کو جاری رکھا تھا۔

*Figure 118 Gold and silver coins of Mahmud Shah (Marudhar Art and M. Shoeb Kazi)*

اس نے گوا سے سکے بھی جاری کیے تھے، جن کے ایک طرف فی گواہ اور تاریخ لکھا ہوا تھا، اور اس کے دوسرے طرف پر کشتی یا گٹھری بنی ہوی تھی۔ بہمنی تاریخ میں گوا باغیوں کا ایک اہم عنصر رہا ہے۔ علاؤالدین بہمن شاہ نے اپنے آخری دور حکومت میں وجینگر کے حکمران کے ایک غاصب سے گوا پر قبضہ کر لیا۔ کچھ عرصے کے بعد، یہ وجے نگر سلطنت میں منتقل ہو گیا۔ بعد ازاں، محمد شاہ سوم کے دور میں محمود گوان نے دوبارہ

[370] https://understandquran.com/answer-al-waliy/

قبضے کے لیے مہم چلائی۔ اس عرصے کے دوران، اس نے سمندر کے ساتھ ساتھ زمین سے حملہ کر کے کو نکن اور گوا کے تمام قلعوں پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ بعد میں، گوا کو کشور خان کے زیر انتظام چھوڑ دیا گیا جس نے وہاں اپنے نائب نظام الدین گیلانی کو رکھا[371]۔ اس کے بارے میں بھی بتایا جاتا ہے کہ اس نے جاری کیا تھا جس میں اس نے اوپر پر محمود شاہ اور اور دوسری طرف عادل لکھا تھا۔

تانبے کے سکوں کی دو اہم قسمیں ہیں، پہلا جس کا آغاز المتوکل علی الله سے ہوتا ہے جس کا مطلب ہے اللہ پر بھروسہ۔ دوسرا شروع الموید بنصر الله سے ہوتا ہے جس کا مطلب ہے وہ جو اللہ کی مدد سے مضبوط ہو۔

پہلی قسم میں ایک طرف المتوکل علی الله الحنان المنان ابوالمغازی اور دوسری طرف محمود شاہ بن محمد شاہ سلطان لکھا ہوا ہے۔ معنی بیان کرنے سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ الحنان اور المنان اللہ تعالیٰ کے دو نام ہیں جن کے معنی ہیں بندوں پر رحم کرنے والا اور دینے میں زبردست۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ وہ جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے، جنگجوؤں کا باپ محمود شاہ ولد محمد شاہ بادشاہ۔

*Figure 119 Copper coins of Mahmud Shah (IIRNS& BSEAP)*

دو تہائی گنی (11 گرام) میں اس نے اپنے سونے اور چاندی کے سکوں پر استعمال ہونے والی نوشتیں لکھیں گی۔ اس کے ایک طرف المتوکل علی الله القوی الغنی اور دوسرے طرف محمود شاہ بن محمد شاہ

[371] H K Sherwani and P M Joshi, op.cit. p. 188.

البہمنی لکھاہوا ہے۔ ایک تہائی گنی (5.5 گرام) میں اس نے المتوکل علی الله المنان ابوالمغازی محمود دوسری طرف شاہ سلطان خلده ملکه والسلطانه ۔

دوسری قسم کا آغاز ایک طرف الموید بنصرالله الملک الحنان دوسری طرف

محمود شاہ بن محمد شاہ السلطان لکھاہوا ہے۔ وہ جو خدا کی مدد سے مضبوط ہوتا ہے، سب سے زیادہ رحم کرنے والا بادشاہ اور بادشاہ کا نام محمود شاہ ولد محمد شاہ بادشاہ۔ تانبے کے سکوں میں سے ایک جس پر ایک طرف لیجنڈ نائب امیر المومنین اور دوسری طرف محمود شاہ لکھاہوا ہے[372]۔ محقق سکوں کی تصویروں کا سراغ لگانے میں ناقام رہا ہے۔ یہ لقب کسی اور بہمنی حکمران نے نہیں لیا تھا۔

**ولی اللہ شاہ:** 929-932/1523-1526

اس کے سونے اور چاندی کے کوئی سکے جاری کرنے کے بارے میں نہیں جانا ہے، لیکن اس کے تانبے کے سکے وافر مقدار میں مشہور ہیں۔ ان سب میں الموید بن نصر الله نوشتہ لکھاہوا ہے۔ اس کے سکوں پر ٹکسال کا نام نہیں ہے لیکن صرف ایک تاریخ نظر آتی ہے۔

تانبے کی گنی (16.2-16.5 گرام) کے ایک طرف الموید بنصر الله الملک القوی الغنی اور دوسری طرف ولی الله السلطان ابن محمود شاہ البہمنی کی تحریر سے مزین ہے۔ ولی اللہ شاہ ولد محمود شاہ البہمنی وہ ہے جو خدا، بادشاہ، طاقتور اور امیر کی مدد سے مضبوط ہوتا ہے۔ اس نے اپنے آباء واجداد کی تحریری طرز کو جاری رکھا تھا۔ وہ ایک کمزور حکمران ہے اور قیمتی دھاتوں میں سکے جاری نہیں کرتا ہے۔

**کلیم اللہ شاہ کے سکے:** 932-944/1526-1538

[372] Abdul Wali Khan, *Bahmani Coins*, Hyderabad 2017, p. 7

ولی اللہ، کلیم اللہ کی طرح اس نے بھی سونے اور چاندی کا سکہ جاری نہیں کیا تھا، ان کے سکے صرف تانبے میں نظر آتے ہیں۔ اس کے تانبے کے سکوں کو دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے[373]، پہلی قسم المؤید بنصر الله الملک القوی الغنی کی تعریف اور دوسری قسم المتوکل علی الله العادل القوی الغنی کی تعریف، بیان کے معنی ہیں وہ جو اللہ پر بھروسہ کرے۔، مضبوط اور امیر۔

*Figure 120 Copper coins of Kalimullah Shah (Muhammad Shoeb Kazi and IIRNS)*

## تسلسل اور تبدیلی کے ساتھ تحریری تجزیہ

دکن میں دہلی سلطنت کی کرنسی کے طور پر اسلامی طرز کے سکوں کی توسیع دہلی کی سلطنت کی کرنسی کے طور پر شروع ہوئی۔ لیکن بہمنی سلطنت کے قیام کے بعد انہوں نے اسلامی اثر ورسوخ کے ساتھ اپنا کرنسی کا نظام وضع کیا۔ اسلامی سکے اس طرز پر بنائے گئے تھے جس سے ہمیں خاندان، حکمران، مذہب وغیرہ کی تاریخ سے متعلق بہت سی معلومات ملتی ہیں، اس لیے سکے سے حاصل ہونے والی معلومات کو دو حصوں میں نکالا جا سکتا ہے- مذہبی اور سیکولر۔ ان میں کلمہ اور خلفاء کا نام، حکمرانوں کے نام اکثر اپنے والد اور دادا کے نام کے ساتھ، تاریخ اور ٹکسال غیرہ شامل ہیں۔

ہندوستان کی سکوں کی تاریخ میں بہمنی سلطنت کے سکوں کو ایک مخصوص اور پسندیدہ مقام حاصل ہے۔ انہوں نے اسلامی روایت پر اپنے سکے جاری کیے جو دہلی سلاطین کے سکوں کے نمونے سے ملتے جلتے تھے، لیکن رفتہ رفتہ انھوں نے کچھ تبدیلیاں متعارف کرائیں اور انھیں دہلی کی سلطنت سے ممتاز بنا دیا۔ بہمنی حکمرانوں کے ابتدائی سکے سکوں کے نمونوں کی مضبوطی سے آئینہ دار ہیں جس کے بعد دہلی سلطنت کا آغاز ہوا۔ بہمنی

---

[373] H Kauz, "Unrecorded Legends on the Coins of the Kalimullah Bahmani", *JNSI*, Vol. VII, 1945. p. 62, Stan Goron and Goenka, op.cit. p. 309.

حکمران سونے چاندی اور تانبے کے سکے جاری کرتے تھے۔ سونے کے سکے نایاب ہونے کے باوجود تانبے کے سکے وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن محمود شاہ کے بعد سونے یا چاندی کے کسی سکّے کی شناخت نہیں ہوئی۔ اس کے فوری جانشینوں نے کوی سونا اور چاندی کے سکے جاری کیے جو طاقتور امرا کے ہاتھوں میں محض کٹھ پتلی تھے آخری دو حکمرانوں نے سکے جاری کیے لیکن کہا جاتا ہے کہ وہ سکے بیدر کے برید شاہیوں نے ان کے ناموں سے صرف تانبے کے سکے میں جاری کیے تھے۔

تمام حکمرانوں نے 10.8 گرام وزن کے معیار میں سونے کے سکے جاری کیے، خاص طور پر محمد شاہ، مجاہد شاہ اور فیروز شاہ جنہوں نے محمد شاہ تغلق کے 'دینار'(12.8 گرام) کے وزن کے معیار کی پیروی کی تھی۔ چاندی کے سکے 10.8-11 گرام میں جاری کیے گئے تھے۔ بہمنی نے اپنے تانبے کے سکوں کے لیے وزن کا نیا معیار اپنایا اور بلن کرنسی کو ضائع کر دیا۔ تانبے کے بھاری سکے متعارف کرائے گئے۔ وزن 17 گرام تک بڑھایا گیا تھا۔ اس کے فرقوں کے ساتھ 1.5 گرام سے 17 گرام تک مختلف ہوتی ہے۔ سونے اور چاندی کے سکے تقریباً 11 گرام کے وزن میں جاری کیے گئے تھے۔ اسی طرح سلطنت دہلی کے سکوں کی طرح۔ دینار کے وزن کے چند سکے بتائے جاتے ہیں۔

بہمنی خاندان کے سترہ حکمرانوں میں سے صرف نو حکمرانوں نے سونے کے سکے جاری کیے تھے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ تاج الدین فیروز شاہ اور علاؤالدین ہمایوں شاہ کے سونے کے سکوں کا یہاں خاص تذکرہ ضروری ہے کیونکہ انہوں نے اپنے سکوں پر کلمہ اور سورہ فاتحہ کندہ کیا تھا۔ وہ بہمنی کے واحد حکمران تھے جن کے بارے میں جانا جاتا ہے کہ کلمہ شہادت اور پہلی سورت والے سکے جاری کیے تھے۔

چاندی اور تانبے کے سکے تمام حکمرانوں نے جاری کیے تھے۔ سکے پر کوئی آرائشی ڈیزائن نہیں ہے، حالانکہ یہ اعلیٰ معیار کی خطاطی سے مزین ہیں۔ ولی اللہ اور کلیم اللہ کے چاندی کے سکے ابھی تک شائع نہیں ہوئے۔

چاندی کے سکے یکساں وزن کے تھے جبکہ تانبے کے سکے یکساں وزن کے معیار کو برقرار نہیں رکھتے۔ عام طور پر بہمنی حکمرانوں نے اپنے چاندی کے سکے ایک قسم کے نوشتہ جات کے بعد جاری کیے تھے، غیر معمولی دو حکمرانوں بہمن شاہ اور محمد شاہ نے ایک سے زیادہ نوشتہ جاری کیے تھے۔ تانبے کے سکے متعدد نمبر کے ساتھ جاری کیے گئے تھے۔ نوشتہ جات کے وہ اپنے حصوں کے ساتھ مختلف ہوتے ہیں۔ چاندی اور تانبے کے سکوں کی ایک خاص خصوصیت ہے، سکے کے ایک طرف نوشتہ لکھا ہوا ہے جب کہ دوسرا حصہ مربع تختی میں بند ہے، اور حاشیہ پر ٹکسال اور سال لکھا ہوا ہے۔ یہ صرف بھاری سکوں میں محدود ہے۔

سلطانی دور کے سکوں کے ساتھ بہمنی سکوں کا موازنہ کرنے میں تین اہم فرق ہیں (1) بہمنیوں نے کوئی بلن سکے جاری نہیں کیے، (2) بہمنیوں نے کوئی مربع سکے نہیں جاری کیے (3) بہمنیوں نے کوئی دوزبانی سکے نہیں جاری کیے۔

اپنی ٹائپولوجی اور وزن کے معیار کے علاوہ انہوں نے سکوں پر نوشتہ کاری کا ایک الگ انداز متعارف کرایا۔ تاہم نئے قائم ہونے والے خاندان کے ابتدائی سالوں میں بہمنی مکمل طور پر خلجی اور تغلق کے سکوں سے مشابہت رکھتے تھے۔ اس نے اپنے سکوں کے دونوں طرف خلجی کے نوشتوں کو اپنایا۔

اگرچہ اس کا مواد محدود ہے، تاہم بہت سے بہمنی حکمرانوں کے بارے میں معلومات کا سب سے مستند بنیادی ذریعہ ان کا سکہ ہے۔ اس کے علاوہ سکوں پر موجود انوشتہ حکمرانوں کے بارے میں براہ راست بات کرتے ہیں۔ مسلم حکمرانوں نے کلمہ اور دیگر مذہبی وضاحتوں کے ساتھ سکے جاری کیے تھے لیکن زیادہ تر بہمنی حکمرانوں میں کلمہ یا دیگر مذہبی فارمولہ شامل نہیں ہے۔ سکوں میں قرون وسطی کے مسلم نام بہت سے حصوں پر مشتمل تھے۔ مسلم نام کی ساخت اہم ہے اور اس میں نمبر شامل ہے۔ عناصر کی. اینمیری شمل نے ذکر کیا تھا کہ ہر مسلمان نام کے چار اجزاء ہوتے ہیں۔

(1)کنیت(2)اسم(3)نسب (4)لقب

اس کے بعد سے یہ اجزاء ٹکسال اور تاریخ کے اضافے کے ساتھ بہمنی سکوں پر کندہ پائے گئے جو مجموعی طور پر ایک تاریخی اہمیت رکھتے تھے۔

بہمن شاہ سے لے کر محمود شاہ تک تمام بہمنی حکمرانوں میں ولی اللہ اور کلیم اللہ کے علاوہ کنیا کو اپنے سکے پر شامل کیا گیا ہے۔ کنیا عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے استعاراتی طور پر استعمال کرنا، اشارہ کرنا۔ یہ بالکل کنیت کی طرح استعمال ہوتا ہے۔ بہمنی حکمران نے ان کی کنیہ کو لفظ 'ابو' (باپ) لکھ کر ظاہر کیا۔ کنیہ اسم سے پہلے ہے۔ اس لیے تیرہ حکمرانوں میں سے چار حکمرانوں نے اپنے آپ کو 'ابو الغازی' (فاتح کا باپ) کا استعمال کیا- مجاہد شاہ، احمد شاہ، ہمایوں شاہ اور محمود شاہ۔ باقی حکمرانوں نے 'ابو المظفر' (فتح کا باپ) استعمال کیا تھا۔ کسی حکمران نے دونوں کنیہ کا استعمال نہیں کیا۔ کنیوں کو کم از کم دو دھاتوں یا اکثر تینوں دھاتوں پر کندہ کیا جاتا تھا۔ اس کے بعد نام ظاہر ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ کنیہ کے بعد اسم ہے۔ آخری دو حکمرانوں کے سکے مختلف ہیں کیونکہ ان کے سکوں پر کنیہ یا اسم نہیں تھا۔ وہ جن ناموں سے پہچانے جاتے ہیں وہ مرکبات 'ولی اللہ'، 'کلمۃ اللہ' ہیں۔

اس لیے اسم کے بعد 'نصاب' آتا ہے۔ نصاب عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی نسب، نسب، اصل اور بادشاہی کے ہیں۔ بہمنی سکوں پر نسخہ ایک نسباتی تعلق بیان کرتا ہے اور اس کی علامتی اصطلاح ''بن'' یا ''ابن'' ہے، مطلب بیٹا۔ پندرہ حکمرانوں میں سے بارہ حکمرانوں نے اپنے نصاب کی نشاندہی کر کے سکے جاری کیے تھے۔ علاؤالدین بہمن شاہ میں ایک غیر معمولی واقعہ پیش آیا، اس نے سکوں پر اپنا نصاب ظاہر نہیں کیا تھا۔ اس کے بعد سے اس کی اصلیت مبہم ہے اور اس کے سکوں پر صرف ایک ہی معلومات نظر آتی ہیں کہ اس نے اپنے آپ کو

بہمن شاہ سلطان کہا۔ آخری دو حکمران بھی مبہم تھے کیونکہ ان کا نصاب معلوم نہیں تھا۔ اس کے بعد یہ بہت ممکن ہے کہ ان کا نام وہ نہیں تھا جس سے ہم انہیں جانتے ہیں۔

بہمنی سلطنت کے حکمرانوں کو لقب استعمال کرنے کا زیادہ شوق نہیں تھا، کیونکہ بہت کم لوگ اپنے سکوں پر لقب استعمال کرتے تھے لیکن کچھ ہی اسے یاد کرتے تھے۔ اس کے بعد سب سے زیادہ کندا جانے والا لقب علاؤالدنیا والدین ہے جسے علاؤالدین بہمن شاہ، علاؤالدین مجاہد شاہ، علاؤ الدین احمد شاہ دوم اور علاؤالدین ہمیون شاہ نے استعمال کیا۔ دوسروں نے غیاث الدین، شمس الدین، تاج الدین، شہاب الدین اور نظام الدین کا استعمال کیا تھا۔ درج ذیل زمرہ میں ولی اللہ اور کلیم اللہ کے نام ہمیشہ کی طرح حذف کر دیے گئے ہیں۔

بہمنی حکمرانوں نے سکوں کے بڑھے ہوئے اور کسر کے وزن کے معیار کے ساتھ اپنے سکوں پر کئی نوشتہ جات کا تجربہ کیا تھا۔ نوشتوں کو دو حصوں میں تقسیم کر کے سمجھا جا سکتا ہے، اول سیاسی دعوی کے لیے استعمال ہونے والا نوشتہ، دوسرا مذہبی دعوے کے لیے استعمال ہونے والا نوشتہ۔

اپنے سیاسی دعوؤں اور صلاحیتوں کی وضاحت کے لیے انھوں نے بہت سے نوشتے استعمال کیے جن میں سے کچھ اکثر واقف تھے جیسا کہ دہلی سلطنت نے استعمال کیا تھا۔ اس کے بعد علاؤالدین بہمن شاہ نے خود کو السلطان الاعظم سکندر الثانی، محمد شاہ اور تاج الدین فیروز شاہ نے خود کو السلطان العهد واالز مان کہنے کا اعلان کیا۔ شہاب الدین احمد شاہ اول نے السلطان العادل الباذل کا تلفظ استعمال کیا۔ علاؤالدین احمد شاہ دوم نے خود کو السلطان القوی الاسلام اور سلطان الحلیم الکریم وغیرہ کے طور پر بیان کیا۔

سکوں کے نوشتوں سے حکمران یہ دکھانا چاہتے تھے کہ وہ متقی، مذہبی ذہن کے حامل ہیں اور تقویٰ کے فرائض کی انجام دہی کر رہے ہیں۔ انہوں نے اعلان کیا کہ وہ خدا پر ایمان رکھتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں۔ وہ اس پر بھروسہ اور یقین رکھتے ہیں، سب سے زیادہ رحم کرنے والا،، مالدار، وغیرہ۔ اس کے بعد سے اپنے مذہبی

عقائد کا دعویٰ کرنے کے لیے انہوں نے سکوں پر بہت سے نئے نوشتہ جات بھی متعارف کروائے جو پہلے نہیں دیکھے گئے تھے۔ لہٰذا انہوں نے یمین الخلیفه ناصـر امیر المومنین، حامی ملّت الرسـول الرحمٰن، بِنّاه دِینّ الله عبد الله جاری کیا۔ الموید بنصر الله المکتففی باوامرالرحمن المسترشد بالله۔ الناصر الدین الدنیا۔ الواثق بتاید الرحمن وغیرہ۔ حالانکہ انہوں نے اپنے سکوں پر ''اسماء الحسن'' لکھا ہوا تھا۔ المنان، الحنان الرحمٰن، رضوان مهیمنی، الحکیم الملک الغنی، خلیل الرحمن، خدا کے چند معروف نام ہیں جن کا ذکر بہمنی سکوں پر کیا گیا ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ بہمنی حکمرانوں نے نہ صرف عربی میں سکے جاری کیے تھے بلکہ فارسی نوشتہ جات کو بھی جگہ فراہم کی تھی۔ تاج الدین فیروز شاہ جیسے بہمنی حکمرانوں نے سکوں پر ایک فارسی نوشتہ "برگوزیدہ اللہ" کا ذکر کیا۔ علاء الدین احمد شاہ ثانی نے سکوں پر فارسی لفظ 'جہاپناہ' لکھا تھا۔ یہاں تک کہ علاؤالدین ہمایوں شاہ نے بھی اپنے سکوں پر فارسی کے نوشتے ''دارے نگہبان'' کو جگہ دی تھی۔

# باب چہارم

## بہمنی سلطنت کے جانشینوں کے سکوں کے نوعیاتی و تحریری تجزیہ

# باب چہارم

## بہمنی سلطنت کے جانشینوں کے سکوں کی نوعیاتی و تحریری تجزیہ

جیسا کہ پہلے باب میں بحث کی گئی ہے کہ بہمنی کے زوال سے پانچ دکنی سلطنتیں وجود میں آئیں اور ان میں بیجاپور کی عادل شاہی، گولکنڈہ کی قطب شاہی، احمد نگر کی نظام شاہی، بیدر کی برید شاہی اور برار کی عماد شاہی شامل ہیں۔ پہلے تین خاندانوں کو ان کے سکے میں اچھی طرح سے دکھایا گیا ہے۔ تانبے کے چند سکے برید شاہی سلاطین کے نام سے ہیں جبکہ عماد شاہی سلطنت کا کوئی سکہ ابھی تک معلوم نہیں ہے۔ ان خاندانوں کے سکوں اور نوشتہ جات پر مندرجہ ذیل صفحات میں بحث کی گئی ہے۔

### بیجاپور کے عادل شاہی: 895-1097 /1490-1686

15ویں صدی کی آخری سہ ماہی کو بہمنی خاندان کے زوال کا آغاز قرار دیا گیا اور دربار کے طاقتور امرا کے ظہور نے اپنے اپنے علاقوں میں خود کو خود مختار سلطان قرار دینا شروع کر دیا۔ بہمنی کے ایک طاقتور رئیس یوسف عادل خان نے 1490 میں عادل شاہی خاندان قائم کیا۔ عادل شاہی سلطنت اس کی دوسری ہم عصر دکنی سلطنت کے مقابلے میں بڑی تھی اور وجئے نگر سلطنت کے زوال کے بعد اس میں مزید توسیع ہوئی۔ مضبوطی سے قائم سلطنت گلبرگہ اور شولاپور سے لے کر گوا تک پھیلی ہوئی تھی، جو مشرق میں کرشنا اور مغرب میں کونکن کے پہاڑوں سے جڑی ہوئی تھی[374]۔

[374] J D B Gribble, *A History of The Deccan*, 1896. p.144-

## سکے:

عادل شاہی بہمنی کا واحد جانشین ہے جس نے سونے، چاندی اور تانبے کے سکے جاری کیے ہیں۔ دابل واحد ٹکسال ہے جو چاندی کے سکوں (لارین) میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس خاندان کے پہلے حکمرانوں نے اپنے آپ کو شاہ لقب کا استعمال نہیں اور نہ ہی اپنا سکہ جاری کیا۔ عادل شاہی کے سکے علی عادل شاہ اول اور اس کے جانشینوں کے زمانے سے بتائے جاتے ہیں۔ عادل شاہی کے سکے سب سے پہلے ہمارے نوٹس میں جی پی ٹیلر نے لائے تھے۔ اس نے پانچ عادل شاہی حکمرانوں علی عادل شاہ اول، ابراہیم عادل شاہ دوم، علی عادل شاہ دوم، محمد عادل شاہ اور سکندر عادل شاہ کے تانبے کے سکے شائع کیے۔

اگرچہ عادل شاہی خاندان 1490 میں قائم ہوا تھا لیکن ان کے حکمرانوں نے 1538 تک کوئی شاہی لقب استعمال نہیں کیا اور یہ ابراہیم عادل شاہ ہی تھے جنہوں نے سب سے پہلے خود کو 'سلطان' کہنا شروع کیا۔ تاہم، بہمنی کے برعکس عادل شاہی حکمرانوں نے اپنے سکوں پر سلطان کا لقب استعمال نہیں کیا۔ وہ اپنے سکوں پر شاہ لکھنا پسند کرتے ہیں۔ اس خاندان پر نو سلطانوں کی حکومت تھی لیکن ان کے سکوں میں صرف پانچ کی نمائندگی کی گئی ہے۔ عادل شاہی کے سکوں اور سکوں کے نوشتہ جات پر دھات اور حکمران کے اعتبار سے ذیل میں بحث کی جارہی ہے۔

## سونے کے سکے:

پانچ حکمرانوں میں سے تین حکمرانوں (محمد عادل شاہ، علی عادل شاہ ثانی اور سکندر عادل) نے سونے کے سکے جاری کیے تھے۔ تاہم، عادل شاہی کے سونے کے سکوں کے حوالہ جات کی تصدیق ان ادبی شواہد اور سفری بیانات سے ہوئی ہے کہ بیجاپور کے ہنوں (پگوڈا) ابراہیم عادل شاہ کے زمانے سے جاری کیے گئے تھے[375]۔ جی ایچ

[375] PM Joshi, "Presidential Address", Journal *of Numismatic Society of India*, Vol. 12 part II.

کھرے نے محمد عادل شاہ کی طرف سے جاری کردہ ہنوں کا ذکر کیا ہے[376]۔ علی عادل شاہ دوم کے ہنوں کو 1659 عیسوی میں بنکاپور کی ٹکسال سے جاری کیا گیا تھا جہاں عادل شاہی ہنوں کو نشانی پگوڈا کہا جاتا تھا[377]۔

سونے کے پگوڈا کو دو اہم اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ نوشتہ جات کے ساتھ اور نوشتہ جات کے بغیر۔ کچھ سکوں پر ابتدائی حرف 'ع' یا 'س' کندہ ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ علی عادل شاہ ثانی اور سکندر شاہ کے دور میں جاری کیے گئے تھے[378]۔

## محمد عادل شاہ: 1037-1068 / 1627-1656

وہ پہلا بادشاہ تھا جس کے سکے سونے میں بتائے جاتے ہیں اور اسے فارسی مصرعے کے ساتھ جاری کیا گیا تھا جس کے ایک طرف جہان زن دو گرفت زینت جاہ یاک اور دوسری طرف محمد مرسل دوم محمد شاہ[379] لکھا ہوا تھا۔

*Figure 121 Gold Coins of Muhammad Adil Shah (Bombay Auctions)*

اس شعر کا مطلب تھا، "دنیا کو خوبصورتی اور وقار دو محمدوں سے ملا: ایک محمد رسول دوسرے محمد شاہ۔"

فریشتہ کہتا ہے کہ "بہمنی خاندان کے خاتمے کے بعد، دکن کے کئی بادشاہوں نے چتر یا سائبان سنبھالے اور ان کے

---

[376] G H Khare, "Some more information on the Huns of Muhammad Adil Shah", *JNSI*, XVI (I), 1954. p. 130-131

[377] A H Siddqui, "Some new type copper coins of Adil Shahi Rulers", *Oriental Numismatic Studies*, Vol. I, 1996. p. 139-148.

[378] Stan Goron and J. P. Goenka, op. cit. p. 314.

[379] G H Khare, op.cit. p.130.

نام سے خطبہ پڑھا لیکن کسی نے بھی اپنے نام پر سونے کے سکے نہیں جاری کیے[380]۔" اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ محمد شاہ غالباً عادل شاہی حکمرانوں میں سے پہلا تھا جس نے اپنے نام پر سونے کے سکے جاری کیے تھے۔

محمد عادل شاہ کی طرف سے استعمال کیا گیا شعر، ماہرِ ہندسہ نے تنقید کی کیونکہ کسی بھی مسلمان حکمران نے اپنی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متضاد نقاشی والے سکے نہیں دیے تھے۔ اس مصرعے کے بارے میں ماہرِ ہندسہ عبدالولی خان نے کہا، "غالباً یہ شعر کسی چاپلوس کا کام ہے۔ دوسری صورت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور عاجز بادشاہ محمد کے درمیان کوئی موازنہ نہیں ہے[381]."

جی پی ٹیلر نے محمد عادل شاہ کے سونے کے سکوں کا بھی تذکرہ کیا تھا جس میں ایک شعر تھا اور ان کا نام محمد شاہی ہنز یا محمد عادل شاہ کا نام رکھا تھا۔ یہاں تک کہ جی ایچ کھرے کا خیال ہے کہ محمد شاہی ہنوں کی مراد پدشاہی ہونز کی اصطلاح سے تھی[382]۔

## علی عادل شاہ ثانی:1068-1083/1656-1672

علی عادل شاہ دوم عادل شاہی خاندان کا ایک اور بادشاہ تھا جس کے بارے میں جانا جاتا ہے کہ اس نے سونے کے سکے جاری کیے لیکن اس کی اطلاع بہت کم ملتی ہے۔ سکے کے ایک طرف علی عادل اور دوسری طرف بادشاہ لکھا ہوا تھا۔

*Figure 122 Gold Coins of Ali Adil Shah II (M S Kazi)*

[380] John Briggs, "*History of the rise of the Muhammadan Power in India*", Vol III, pp. 87-115.
[381] Muhammad Abdul Wali Khan, "*Copper Coins of Adil Shahi Dynasty of Bijapur*", Hyderabad, 1980, pp. 5-6.
[382] G H Khare, op.cit. p.132

## سکندر عادل شاہ 1083-1097 / 1672-1688

سکندر عادل شاہ اس خاندان کا آخری حکمران تھا جس نے ایک طرف اپنے نام سکندر اور دوسری طرف سلطان 1087 والے سونے کے چند فنم[383] بھی جاری کیے تھے۔ یہ انتہائی نایاب سکے ہیں۔

*Figure 123 Gold Coins of Sikandar Adil Shah II (oriental numismatic)*

مذکورہ سونے کے سکوں کے علاوہ، کچھ پگوڈا (3.3 گرام) اور آدھے پگوڈا (1.6 گرام) عادل شاہی سلطنت سے منسوب ہیں۔ ان میں سے کچھ بغیر کسی تحریر کے ہیں جبکہ کچھ عربی حرف عین یا سین کے ساتھ اور لفظ علی کے ساتھ بھی بیان کیے گئے ہیں۔ لیکن بیجاپور کے کسی خاص سلطان سے ان سکوں کا صحیح انتساب مشکل ہے۔

### چاندی کے سکے:

قرون وسطی کے ہندوستانی سکے عام طور پر گول اور مربع شکلوں میں جاری کیے جاتے ہیں لیکن عادل شاہی کے چاندی کے سکے مختلف شکلوں میں جاری کیے گئے ہیں جو بالوں کے پن کی طرح نظر آتے ہیں، جسے لارین کہا جاتا ہے۔ سونے کے سکوں کی طرح ان کے چاندی کے سکے بھی زیادہ عام نہیں ہیں۔ صرف ایک بادشاہ، علی عادل شاہ دوم کو چاندی کے سکوں (لاری) میں دکھایا گیا ہے۔ تاہم چند چاندی کے سکے (لاری) بھی محمد عادل شاہ اول سے منسوب کیے گئے ہیں لیکن یہ کم ہی رپورٹ ہوتے ہیں۔

*Figure 124 Silver larins Ali Adil Shah II (IIRNS/ BSAIP)*

---

[383] Stan Goron, "A Gold Fanam of the Adil Shahi dynasty", *Oriental Numismatic Society, Newsletter Number 74.* 1981. p. 1.

لارین بطور سکہ اصل میں خلیج فارس کے سرے پر واقع ضلع لار میں بنایا گیا تھا، یہ لاری یا لارین کے نام سے مشہور ہوا اور اس قسم کو بیجاپور کے عادل شاہی سلطان نے اپنایا۔ عادل شاہی لاری ڈھبول ٹکسال سے جاری کیا گیا تھا جس کے ایک طرف سلطان علی عادل شاہ اور دوسرے طرف ضرب ڈھابول تھے۔

لاری بنانے کے لیے استعمال ہونے والی موٹی چاندی کی تار کی لمبائی تین انچ سے زیادہ تھی، درمیان میں دوگنی اور مہر کا تاثر حاصل کرنے کے لیے قدرے چپٹی تھی۔ اس میں بغیر کسی کھوٹ کے اچھی اور عمدہ کوالٹی کی چاندی تھی۔ لارین کا اوسط وزن تقریباً (4.2 گرام) تھا، لیکن لمبائی میں فرق تھا۔ اگر ایک لاری دوسری سے چھوٹی تھی تو وہ بھی موٹی تھی اور وزن برابر تھا[384]۔ اے آر کلکرنی بتاتے ہیں کہ لاری کو فارسی تاجروں نے کونکن میں لایا تھا اور اسے لوگوں اور بیجاپور کے سلطانوں نے بھی قبول کیا تھا۔ لہٰذا ہمیں مختلف قسم کے لارین ملتے ہیں جن پر ان جگہوں کے نام ہوتے ہیں جہاں وہ جاری کیے گئے تھے، جیسے دبھولی، چاؤلی، بصرہ، اور ہرمزی وغیرہ[385]۔ لہٰذا، چاندی کے لارین فارس اور دیگر سمندری ممالک کے ساتھ تجارتی تجارت میں استعمال کے لیے تھے جو اس قسم کے سکے استعمال کرتے تھے۔

پیٹرو ڈیلا ویلے اس سکے کو یوں بیان کرتے ہیں، "لاری پیسے کا ایک ٹکڑا ہے جس کی نمائش میں اٹلی میں کروں گا، شکل میں سب سے زیادہ سنکی، کیونکہ یہ چاندی کی ایک چھوٹی سی چھڑی کے سوا کچھ نہیں ہے، ایک مقررہ وزن کا، اور غیر مساوی طور پر دوگنا جھکا ہوا ہے۔ موڑ پر اسے کسی چھوٹے ڈاک ٹکٹ یا دوسرے سے نشان زد کیا جاتا ہے۔ اسے لاری کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ لار کے شہزادوں کی عجیب و غریب رقم تھی، جو ان کی ایجاد تھی جب وہ سلطنت فارس سے الگ ہوئے تھے[386]۔

---

[384] G H Khare, op. cit. p.130.
[385] A. R. Kulkarni, "Money and Banking under the Marathas" in Ameya Kumar Bagchi (ed.), *Money and Credit in Indian History*, Tulika Books, New Delhi, 2004, pp. 101-102.
[386] G.P. Taylor, op.cit. p. 687-88.

## تانبے کے سکے:

پانچویں حکمران علی عادل شاہ اول سے لے کر آخری حکمران سکندر عادل شاہ تک عادل شاہی بادشاہوں نے مختلف قسم کے تانبے کے سکے (فلوس) جاری کیے ہیں۔ یہ مختلف وزن کے معیارات میں جاری کیے گئے تھے۔ ہم تانبے کے سکوں کے حکمران کے طرز بحث کریں گے۔

### علی عادل شاہ اول:1580-1558/988

علی عادل شاہ نے اپنی تاجپوشی کے دن سنی رسموں کو ترک کر دیا اور شیعہ خطبہ اور دیگر شیعہ رسومات کو دوبارہ متعارف کرایا جس میں اس کے تانبے کے سکوں کی نوشتہ بھی شامل ہے۔

اس کے تانبے کے سکّوں کی کافی تعداد بتائی جاتی ہے اور وہ سب گمنام جاری کیے گئے تھے اور نوشتہ ایک طرف اسـد الله غالب اور دوسری طرف علی ابن طالب کے طور پر پڑھا جاتا ہے۔ اور ان نوشتوں کو طغرا خطاطی میں کندہ گیا۔ اس کے سکے مختلف وزن میں جاری کیے جاتے ہیں جس کا معیار 12 گرام سے 4 گرام تک مختلف ہوتا ہے۔

*Figure 125 Copper coins Ali Adil Shah I (Marudhar Art)*

اس کے سکے کا نوشتہ بہت دلچسپ ہے اور اب تک ہندوستانی سکوں پر نہیں ملتا۔ نوشتہ میں علی سے مراد علی سلطان نہیں ہے بلکہ حضرت علی ہیں، شیعہ کے پہلے امام اور سنی کے چوتھے عظیم خلیفہ ہیں۔

نوشتہ اسـد الله غالب، حضرت علی کی ایک صفت ہے جس کے لفظی معنی ہیں 'خدا کا شیر فاتح'۔ حضرت علی کے والد کا نام طالب ہے۔ روایتوں میں واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے کہ وہ خدا کا شیر ہے، علی ابن ابو

طالب۔ اس طرح علی اور ان کے والد ابو طالب کے نام اور لقب والے سکے علی عادل شاہ اول کے شیعہ عقیدے کی عکاسی کرتے ہیں۔ خلیفہ المعیز نے 953 ہجری میں اپنے دینار میں شیعہ پیغام علی ابن ابی طالب کو تحریر کیا[387]۔

علی عادل شاہ اول شیعہ مسلک کے پیروکار تھے لیکن ان کے والد سنی تھے۔ اس نے اپنے آپ کو ہر ممکن طریقے سے شیعہ عقیدے کے پہلے صحیح امام علی سے جوڑ کر بہت احترام محسوس کیا۔ سکوں پر علی کا نام کندہ کر اس نے حضرت علی کو خراج تحسین پیش کیا اور ان کے احترام کا اظہار کیا اور امام کے ساتھ ان کی وحدانیت پر یقین کیا۔

**ابراہیم عادل شاہ ثانی:** 988-1037/1580-1627

ابراہیم عادل شاہ ثانی کے تمام تانبے کے سکّوں کے ایک طرف نوشتہ غلام علی مرتضیٰ ہے جس کا مطلب ہے علی کا خادم اور دوسری طرف ابراہیم ابلا بلی جس کا مطلب ہے ابراہیم کمزوروں کا محافظ اور دوست۔ تاہم، نوشتہ سٹین گورون اور گوینکا کی ترتیب کی بنیاد پر قسم کو تین سیریز میں تقسیم کیا ہے۔

سلسلہ 1. سب سے اوپر مرتضیٰ کے لفظ تضی کے ساتھ

**Obverse** : غلام علی مرتضیٰ

**Reverse:** ابراہیم ابلا بالی

سیریز 2. سب سے اوپر لفظ علی کے ساتھ

**Obverse:** غلام علی مرتضیٰ

**Reverse:** ابراہیم ابلا بالی

سیریز 3۔ مربع پلانٹ میں

[387] Wijdan Ali, op.cit. p. 10.

**Obverse:** غلام علی مرتضیٰ

**Reverse:** ابراہیم ابلا بالی

*Figure 126 First series Copper coins Ibrahim Adil Shah II (IIRNS)*

*Figure 127- 128 Second and Third series Copper coins Ibrahim Adil Shah II (Marudhar Art)*

*Figure 129- 130 Second and Third series Copper coins Ibrahim Adil Shah II (Marudhar Art)*

اپنے پیشروؤں کی طرح، ابراہیم عادل شاہ ثانی شیعہ عقیدے کا دعویٰ کرتے ہیں جو کہ ان کے سکوں کے نوشتوں سے اچھی طرح جھلکتا ہے، اس نے اپنے آپ کو غلام علی مرتضیٰ کے طور پر کندا یا اجو خدا کی طرف طرف سے مرتضیٰ علی کا برگزیدہ بندہ اور غلام ہے، مرتضیٰ علی کا ایک اور لقب ہے۔ ایک اور قیاس یہ ہے کہ لقب ابالا بلی، (کمزور یا افسردہ کا ساتھی یا نگران)۔ بیجاپور کی تاریخ کے ادبی ذرائع کے ریکارڈ ابراہیم عادل شاہ II کو غیر معمولی سماجی آدمی کے طور پر بتاتے ہیں، جنہوں نے اپنے دائرے میں سیکولرازم کو فروغ دیا۔ وہ ایک پختہ ذمہ داری سے مجبور تھا اور اس نے رعایا اور ریاستی امور کی طرف مثالی موقع فراہم کیا[388]۔

**محمد عادل:** 1037-1068/1627-1656

محمد عادل کے تانبے کے سکے اچھی تعداد میں بتائی جاتی ہے اور یہ 17 گرام سے 3 گرام تک مختلف وزن میں جاری کیے گئے ہیں۔ ان سب کو اس کے سونے کے سکوں کے نوشتے کی طرح فارسی نوشتے کے ساتھ جاری کیا

[388] J D B Gribble, op.cit, p. 183

گیا تھا۔ اس کے ایک طرف جہاں زن دو محمد گرفت زینت و جاہ اور دوسری طرف یکے محمد مرسل دوم محمد شاہ لکھا ہوا ہے[389]۔ تاہم، نوشتہ کے ترتیب کی بنیاد پر محمد عادل شاہ کے تانبے کے سکوں کو چار سیریزوں / اقسام میں درجہ بندی کیا ہے، یہ درج ذیل ہیں[390]:

**پہلا سلسلہ:** جہاں زن دو اوورس کی پہلی لائن پر۔

**دوسرا سلسلہ:** دونوں اطراف کی آرنیٹ بارڈر 'جہان اوورورس کے اوپری حصے پر

**تیسرا سلسلہ:** جہاں زن دو لائنوں میں اوورورس کے اوپری حصے میں کرتے ہیں۔

*Figure 131- 132 Copper coins Muhammad Adil Shah II (Mintage World and Muhammad Shoeb Kazi)*

سکوں پر لکھے ہوئے شعر کا ترجمہ اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ "دنیا کو خوبصورتی اور وقار دو محمدوں سے ملا، ایک محمد رسول اور دوسرے محمد۔

اس مخصوص فارسی مصرعے کو جاری کر کے وہ اپنا موازنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ کٹر مذہبی رہنماؤں نے اس پر ناراضگی ظاہر کی اور یہ خیال کیا گیا کہ موازنہ ناگوار تھا اور اس کو اس حد تک بڑھایا گیا کہ بادشاہ نے نبی کے ساتھ برابری کا دعوی کیا۔ .

[389] Goron and Goenka, op.cit. p. 316

[390] Goron and Goenka, op. cit. p. 316

## علی عادل شاہ ثانی:1656-1672 / 1083 -1068

علی عادل شاہ کے تانبے کے سکے صرف ایک قسم میں جاری کیے گئے ہیں جن میں ایک طرف نوشتہ غلام حیدر صفدر اور دوسری طرف علی عادل شاہ سنہ ہیں۔ قسم کو فلوس،2 / 3 فلوس اور 1 / 3 فلوس میں جانا جاتا ہے۔ اس نوشتہ کا ترجمہ علی عادل شاہ بادشاہ، علی بہادر کے خادم کے طور پر کیا گیا ہے۔ یہاں شیعوں کے پہلے امام حضرت علی کے لیے حیدر کی اصطلاح ہے۔

*Figure 133- 134 Copper coins of Ali Adil Shah II (Mintage World and Muhammad Shoib Kazi)*

اپنے پیش روں کی طرح علی عادل شاہ ثانی نے بھی اپنے آپ کو غلام حیدر صفدر کہہ کر شیعہ عقیدے کی نشاندہی کیا۔ لفظ سنہ قیاس ہے، اگرچہ پڑھنے کا احتمال ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ سکے پر لفظ سنہ تاریخ کی طرف اشارہ کرتا ہے اور اس پر غالباً 1068 ہجری لکھا ہوا ہے جو کہ علی عادل شاہ ثانی کے دوسرے دور حکومت میں آتا ہے۔

بیان کردہ حکایات اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ آپ کو حضرت علیؓ سے بے پناہ لگاؤ اور عقیدت تھا۔ نوشتے میں حضرت علی کو بہادر کے طور پر پیش کیا گیا ہے جیسا کہ اسلامی تاریخ میں وہ اپنی بہادری اور طاقت کے لیے مشہور تھے اور انہیں اعزازی لقب حیدر سے نوازا گیا۔ بادشاہ نے اپنے آپ کو اپنے غلام کے طور پر بادشاہت پر وقف کر دیا۔ تانبے کے سکے تجارت اور گردش کا ذریعہ تھے۔ اس طرح بادشاہ نے ان سکوں پر اپنے ایمان کا اعلان کیا۔

**سکندر عادل شاہ:** 1083-10977/1672-1688

اس خاندان کے آخری حکمران سکندر عادل نے بھی ایک الگ نوشتہ کے ساتھ تانبے کے سکے جاری کیے تھے، ایک طرف سلطان سکندر قادری، سنہ 1086 ہجری اور دوسری طرف "خسرو گیتی ستاں"۔

*Figure 135 Copper coins of Sikandar Adil Shah I (Marudhar Art and M. Shoeb Kazi)*

اس نوشتہ کا ترجمہ شاہ سکندر قادری، فاتح عالم کے طور پر کیا جا سکتا ہے۔ اس نوشتہ کے قسم کو فلوس، 2/3 فلوس اور 1/3 فلوس میں جانا جاتا ہے[391]۔ اوورورس نوشتہ ایک دلچسپ لفظ قادری کندہ ہے، اس سے مراد صرف سلطان کی تصوف کے قادریہ سلسلۃ سے وابستگی ہے کیونکہ وہ ایک قادری صوفی کے شاگرد تھے۔ ریورس نوشتہ خسرو کا مطلب ہے فاتح اصطلاحات گیتی اور ستان (اصل میں استن) سنسکرت کے الفاظ ہیں۔ عام طور پر یہ مانا جاتا ہے کہ عادل شاہی کے دور میں اردو اور سنسکرت ترقی کر رہی تھی اور اس دور میں یہ الفاظ عام تھے۔ خسرو کا لقب فارس کے نادر شاہ کے سکوں اور بعض درانی حکمرانوں کے سکوں پر بھی دیکھا گیا۔

بہت کم سکے ایسے ہیں جن میں تصوف کا اثر دیکھا جا سکتا ہے۔ زیر بحث سکّوں کا نوشتہ ایک بہت ہی نادر مثال ہے جس میں ہندوستانی سکوں پر تصوف کا اثر جھلکتا ہے۔

**احمد نگر کے نظام شاہی:** 895-1046 / 1490-1636

احمد نگر کی نظام شاہی سلطنت دکن میں بہمنی سلطنت کے پانچ جانشین ریاستوں میں سے ایک ہے۔ نظام شاہی خاندان ملک حسن بحری یا نظام الملک بہری سے شروع ہوتا ہے جو احمد نگر کے گورنر تھے۔ وہ بہمنی کے طاقتور وزیر محمود گواں کے دور میں عروج ہوا۔ محمود گواں کی موت کے بعد، بہمنی خاندان کے اقتدار میں تیزی سے کمی آئی اور بہت سے طاقتور رئیس اپنی خود مختاری کا اعلان کرنے کے قابل ہو گئے۔ ملک حسن بہری (نظام

[391] Stan Goron and Goenka, op.cit. p. 319

الملک)ان میں سے ایک تھے جنہوں نے احمد نگر اور اس سے ملحقہ علاقوں میں اپنی خود مختاری کا اعلان کیا۔ ملک حسن بہاری کی وفات کے بعد، اس کے بیٹے ملک احمد نے 1491 میں خود کو سلطان احمد نظام شاہ بہاری کا حقدار بناتے ہوئے جونر میں اپنی آزادی کا اعلان کیا۔ 1490 میں اس نے بھنگر گاؤں کے قریب ایک شہر کی بنیاد رکھی، جسے اس نے احمد نگر کہا اور اپنا دارالحکومت بنایا۔ 1636 میں دکن کے مغل وائسرائے اورنگ زیب نے سلطنت کو مغلیہ سلطنت کے ماتحت کر لیا۔

## سکے:

نظام شاہی خاندان کا سکوں کا نظام بنیادی طور پر تانبے میں تھا۔ تاہم مرتضیٰ نظام شاہ اول اور برہان نظام شاہ دوم کے چند سونے کے سکے ماضی میں شائع ہو چکے ہیں۔ اگرچہ نظام شاہی خاندان 1490 میں وجود میں آیا اور اس خاندان میں چودہ بادشاہوں نے حکومت کی لیکن صرف چار بادشاہوں کے سکوں کی نمائندگی کی گئی ہے۔ مرتضی نظام اول (1564-1588) اس خاندان کا پہلا بادشاہ تھا جس کے بارے میں جانا جاتا ہے کہ وہ سونے اور تانبے دونوں کے سکے جاری کیے تھے۔

نظام شاہی کے سونے کے سکے پگوڈا کے وزن میں 2.9 گرام سے 3.5 گرام تک مختلف ہوتے ہیں۔ جبکہ تانبے کے سکے 14 سے 15 گرام سے لے کر 2.7 گرام تک کی اقسام میں جاری کیے گئے ہیں۔ اسٹین گورون اور گوینکا نے نظام شاہی تانبے کے سکوں کے وزن کے معیار کی درجہ بندی کی ہے جس میں بنیادی یونٹ فلوس وزن تقریباً 14-15 گرام اور اس کی تقسیم، 2/3 فلوس (9.5-11 گرام)، ½ فلوس (6.5-7.5 گرام)، 1/3 فلوس (4.5-5 گرام)، اور 1/6 (2.7 گرام)۔

نظام شاہی کے تانبے کے سکے یا تو گمنام ہیں یا برہان یا مرتضیٰ کے نام سے موسوم ہیں۔ سکوں پر تاریخیں ان کے انتساب کی واحد گواہی فراہم کرتی ہیں۔ نظام شاہی سکوں پر تاریخوں کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ ان کی

تصریح شہور ایرا Shuhure era سے کی گئی ہے[392]۔ یہاں نظام شاہی سکوں کی تاریخ سازی سے متعلق ایک واضح وضاحت ضروری ہے۔ اروند ایس اتھاولے نے اپنے مقالے میں ریمارکس دیتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ نظام شاہی نے شھورے دور میں بیان کیا تھا۔ حیرت انگیز طور پر نظام شاہی سکوں کے اس پہلو کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اب تک کے تمام شائع شدہ لٹریچر میں تاریخوں کو ہجری میں فرض کیا گیا ہے، حالانکہ سکوں پر واضح طور پر فِی شُــــهور ســــنه لکھا ہوا ہے[393]۔ اس سلسلے میں الیاس قدوسی نے یہ بات تفویض کی ہے کہ یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ فِی شُــــهورســــنه عربی محاورہ ہے جس کا مطلب سال کا مہینہ ہے اور یہ عربی روایت دہلی کے سلطان کے سکوں میں بھی ہجری سال کے حوالے سے کندہ پایا گیا ہے[394]۔ یہاں نظام شاہی کے معاملے میں بھی اس جملے سے مراد ہجری سال ہے نہ کہ شہور۔ شہور کے حوالے سے نظام شاہی سکوں پر ایک عربی فقرہ فِی سنة شُهور (فِی سناتِ شُهورین) ہوتا۔ دوسری طرف ان کے سکوں پر درج تاریخیں ہجری دور سے مطابقت رکھتی ہیں۔ مکمل طور پر نظام شاہی بادشاہوں کے دورِ حکمرانی سے مطابقت رکھتا ہے۔ اور اسی تناظر میں نظام شاہی حکمرانوں نے اپنے سکوں پر ہجری دور کو اپنایا تھا[395]۔

نظام شاہی کے سکے احمد نگر یا مرتضیٰ نگر یا صرف نگر برہان آباد، دولت آباد، مرتضیٰ آباد اور پریندا سے جاری کیے گئے تھے لیکن ان میں سے زیادہ تر احمد نگر سے جاری کیے گئے تھے۔

نظام شاہی کے سکوں پر دھات کے حساب سے بحث کی گئی ہے اور ان کو حکمران کے لحاظ سے مزید درجہ بندی کیا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل صفحات نظام شاہی کے دھاتی اور حکمران سکوں پر بحث کرتے ہیں۔

---

[392] Arvind S Athavale, "Coins of Nizam Shahi Sultanate of Ahmednagar", *Numismatic Panorama*, New Delhi ,1996. p. 291.
[393] Ibid, also see, A H Siddiqui, "A Note on the Copper Coins of Murtaza Nizam Shah II", *JNSI*, Vol. 28, pp. 84-86. P L Gupta and Wali Khan, "Copper Coins of the Barid Shahi and Nizam Shahi of Ahmednagar", *Numismatic Bulletin*. 1982.
[394] H Nelson Wright, op. cit, pp. 5, 17, 38, 41,
[395] M. Ilyas Qudusi, "A Copper Coin Hoard from Kalamb in Yavatmal District of Maharashtra", *Medieval Indian Coinages: A Historical and Economic Perspective.* 2001. p. 179-186.

سونے کے سکے:

جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے کہ مرتضیٰ نظام شاہ اول اور برہان نظام شاہ دوم نے سونے کے سکے جاری کیے تھے اور مرتضیٰ نظام شاہ پہلے حکمران تھے جنہوں نے اپنے نام سے سکہ جاری کیا۔ اس کے سکے 989-996 ہجری کی تاریخوں سے ملتے تھے۔ اس کے سونے کے سکوں کو پگوڈا کے نام سے جانا جاتا ہے جس میں شیعہ کلمہ، ایک طرف لا اله الا الله محمد الرسول الله علی ولی الله اور دوسری طرف عربی الفاظ میں تاریخ کے ساتھ سلطان مرتضیٰ ہے[396]۔

*Figure 136 Gold Coin of Murtaza Nizam Shah I (Coin Collector)*

برہان نظام شاہ دوم[397] ایک اور حکمران تھے جس نے سونے کے سکے جاری کیے تھے جس میں اس نے ایک طرف کلمه طیبه اور دوسرے طرف ضـــرب برہانا باد اور حاشیے میں تاریخ ۔(حاشیہ کا نوشتہ واضح نہیں ہے)۔

*Figure 137 Gold Coin of Burhan Nizam Shah II (IIRNS)*

[396] Goron and Goenka, op.cit. p. 326.
[397] Danish Moin, "Two gold coins of Burhan Nizam Shah II of Nizam Shahi Dynasty" *Numismatic Digest*, Vol. 21-22. 1997-1998. pp. 71-73.

غزنوید، دہلی سلاطین کے سکوں اور بعض صوبائی سلطنتوں کے سکوں پر کلمہ سمیت مذہبی پیغامات لکھے ہوئے دیکھے گئے ہیں لیکن شیعہ کلمہ (جس میں دو اضافی الفاظ علی ولی اللہ شامل ہیں) ہندوستان میں پہلی بار دیکھا گیا ہے۔ تاہم، شیعہ کلمہ عام طور پر فارس کے صفوی حکمرانوں کے سکوں پر دیکھا گیا ہے۔

دونوں حکمرانوں کے سکوں پر کلمہ طیبہ کا استعمال صرف ان کے شیعہ مسلک پر ایمان کی نشاندہی کرتا ہے جس کی تصدیق ادبی شواہد سے بھی ہوئی ہے۔ برہان نظام شاہ اول نے شاہ طاہر کے زیر اثر شیعہ مذہب اختیار کیا تھا اور اس نے پہلے تین خلفاء کے نام خطبہ سے خارج کر دیے تھے اور ان کے نام خطبہ میں بارہ اماموں کے ناموں سے بدل دیے گئے تھے[398]۔ یہ سکے ہندوستانی اسلامی سکوں کی پوری سیریز میں شیعہ عقیدہ کے استعمال کی واحد مثال تھے۔

ان سکوں کی ایک اور نمایاں خصوصیت ان کا وزن سمجھا جا سکتا ہے، کیونکہ یہ پگوڈا میں جاری کیے گئے تھے وزن کا معیار 3 سے 3.5 گرام تک مختلف ہوتا ہے۔ ان حکمرانوں نے اپنے سونے کے سکوں کے وزن معیار کی پیروی جنوبی ہند کے حکمرانوں خاص طور پر وجئے نگر سے کی۔

## چاندی کا سکے:

حال ہی میں برہان آباد ٹکسال سے برہان نظام شاہ II کا ایک چاندی کا سکہ ملا ہے جس کا وزن تقریباً 7.23 گرام ہے۔ اس کے اوپری حصے پر شیعہ کلمہ (شہداء) اور دوسرے طرف دائرے کے اندر ضرب برہان آباد ہے۔ یہ قسم برہان نظام شاہ دوم کے سونے کے سکوں سے ملتی جلتی ہے جیسا کہ اوپر زیر بحث آیا۔ سکے پر خطاطی اور ڈیزائن ایران کے صفوی سکوں سے بہت متاثر ہے اور اس فارسی اثر کی طرف اشارہ کرتا ہے جو اس کے حکمرانوں کے زیر کنٹرول کونکن بندرگاہوں پر لوگوں کی آمد اور تجارت کے ذریعے احمد نگر کی شیعہ سلطنت تک

[398] H K Sherwani, op.cit. p. 240.

پہنچا۔ اس لیے سکے کو بین الثقافتی اور بین علاقائی اثرات کی ایک بہترین مثال کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے جیسا کہ یہ علاقائی دکنی سلاطین کے علمیات میں ظاہر ہوتے ہیں[399]۔

*Figure 138 Silver Coin of Burhan Nizam Shah II (Coin Collector)*

**تانبے کے سکے:**

جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے کہ نظام شاہی کے سکے بنیادی طور پر تانبے کے بنے ہوئے ہیں اور یہ اچھی تعداد میں جانے جاتے ہیں۔ مندرجہ ذیل پیراگراف میں نظام شاہی کے تانبے کے سکوں پر ٹائپولوجی، میٹرولوجی اور نوشتہ جات پر بحث کی گئی ہے۔

**مرتضیٰ نظام شاہ اول:** 973-997/1565-1588

مرتضیٰ اوّل کے تانبے کے سکے احمد نگر ٹکسال سے جاری کیے گئے تھے جن کے ایک طرف ضرب مرتضیٰ نگر اور دوسرے طرف فِی شُهور سنه لکھا ہوا تھا۔ تاہم، سکوں کی تحریر کی جگہ کی بنیاد پر اس کے سکوں کو دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا مرتضیٰ کے اوپر ضرب کے ساتھ اور دوسرا نگر کے نیچے ضرب کے ساتھ۔

*Figure 139 Copper Coin of Murtaza Nizam Shah I (Muhammad Shoeb Kazi)*

[399] https://www.marudhararts.com/printed-auction/auction-no-33/lot-no-120/coins-of-india/sultanate-coins/ahmadnagar-sultanate/07-burhan-nizam-shah-ii-ah-1000--1003/1591--1595-ad-/extremely-rare-silver-abbasi-coin-of-burhan-nizam-shah-ii-of-ahmadnagar-sultanate-.html

*Figure 140 Copper Coin of Murtaza Nizam Shah I (Muhammad Shoeb Kazi)*

## مرتضیٰ نظام شاہ اول کے کاؤنٹر مارکس سکے:

ہندوستان میں کاؤنٹر سٹرک سکے قدیم زمانے سے بتائے جاتے ہیں، ساتواہن بادشاہ نے مغربی کشترپا کے سکوں کو کاؤنٹر سٹرک کیا تھا۔ اسی طرح بابر نے شیبانید بادشاہ کے سکوں پر کیا۔ کاؤنٹر سٹرک سکے بنیادی طور پر دوسرے حکمران پر بالادستی ثابت کرنے کے لیے جاری کیے گئے تھے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ نظام شاہی کے کچھ تانبے کے سکے بھی کاؤنٹر سٹرک کے ساتھ بتائے گئے ہیں اور تین قسم کے کاؤنٹر سٹرک سکے معلوم ہیں اور یہ سب گجرات سلطان کے سکوں پر کندہ گئے تھے جن پر گجرات کا سلطان کا خطاب تھا۔ یہ ذیل میں بیان کیے گئے ہیں:

نظام شاہی کے پہلے کاؤنٹر سکوں پر ٹکسال کا نام احمد نگر لکھا ہوا تھا جس میں ایک طرف شمس الدنیا و الدین مظفر بن محمود شاہ السلطان اور دوسری طرف مرتضیٰ ضرب احمد نگر لکھا ہوا تھا۔ سکوں کی دوسری قسموں پر ایک طرف ناصر الدنیا و الدین محمود شاہ بن لطیف شاہ اور دوسری طرف 993 مرتضی ضرب احمد نگر لکھا ہوا ہے۔ تیسرے کاؤنٹر ٹرک سکوں پر ناصرالدنیا والدین محمود شاہ بن لطیف شاہ اور دوسری طرف نظام شاہی لیجنڈ مرتضی ضرب احمد نگر لکھا ہوا ہے۔

مذکورہ کاؤنٹر اسٹرک سکے گجرات سلطنت پر نظام شاہی کی بالادستی کو ظاہر کرنے کے زمرے میں فٹ نہیں ہو سکتے کیونکہ گجرات سلاطین کے مذکورہ بادشاہ مرتضیٰ نظام شاہ اول کے ہم عصر نہیں تھے۔ مرتضیٰ نظام شاہ اول کے دور میں تانبے کے سکوں کی مانگ بڑھی اور سلطنت گجرات کے سکوں کی دستیابی

کی وجہ سے ان پر کاونٹر سٹرک ہوا۔ اسی طرح کی مثال یہاں مغل بادشاہ جہانگیر کے سکوں کی بھی دی جا سکتی ہے جس نے اسلام شاہ سری کے تانبے کے سکوں پر اپنے تانبے کے سکوں کا کاونٹر سٹرک کیا۔ ان سکوں کی جانچ میرے نگراں ڈاکٹر دانش معین نے کی، لیکن شائع نہیں ہوئی ہیں۔

**برہان نظام شاہ ثانی:** 1000-1003 / 1591-1595

برہان نظام شاہ دوم کو سونے اور چاندی کے سکوں کے چند مستثنیات کے ساتھ بنیادی طور پر ان کے تانبے کے سکوں میں دکھایا گیا ہے۔ اس کے زیادہ تر سکے برہان آباد (موجودہ مہاراشٹر کے احمد نگر ضلع میں واقع بھنگر ایک جگہ) ٹکسال سے جاری کیے گئے تھے اور کچھ مرتضی آباد کے نام سے کونکن میں چول کو دیا گیا تھا[400]۔ برہان نظام نے اپنا دارالحکومت احمد نگر سے برہان آباد منتقل کیا۔ اس کے تانبے کے سکے بڑے پیمانے پر دو اقسام میں منقسم ہیں۔ ٹائپ 1 کو ٹکسال کے نام اور تاریخ والے سکوں کے طور پر بیان کیا جاسکتا ہے، جس کے ایک طرف ضرب دارالسلطنت برہان آباد اور دوسری طرف فی شہور سنة احدی و الف لکھا ہوا ہے۔ اس کا مطلب ہے، شہور ے دور میں ایک ہزار ایک۔ خطاطی کی بنیاد پر ان سکوں کو دو اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے، پہلی قسم ایک اعلیٰ معیار اور خوبصورت فنکارانہ عمل کو ظاہر کرتی ہے جس میں تاریخ ہندسوں (1001) اور الفاظ دونوں میں ظاہر ہوتی ہے، جب کہ دوسری قسم کے سکے خام ہوتے ہیں اور عددی تاریخ غایب ہوتی ہیں۔

*Figure 141 Copper Coin of Burhan Nizam Shah II (IIRNS&BSEAP)*

[400] Goron and Goenka, op.cit. p. 326

یہ تحریر ایک معنی بیان کرتی ہے کہ یہ سکہ ایک ہزار ایک سال کے مہینوں میں سلطنت برہان آباد کے تخت سے جاری کیا گیا۔ یہ سکے مختلف وزن کے معیاری فلوس (13-14 گرام)، 2/3 فلوس (6.5-7 گرام) اور 1/3 فلوس (4.5 گرام) میں جاری کیے گئے ہیں۔

مندرجہ بالا کے علاوہ، مندرجہ ذیل نوشتہ کے ساتھ ایک اور سکے کی قسم کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ مرتضیٰ آباد ٹکسال 2.1 گرام کے ایک چھوٹے وزن میں جاری کیا گیا تھا اور اس کے نوشتہ کو گورون اور گوینکا نے اس طرح پڑھا کہ ایک طرف برہان شاہ غازی، دوسری طرف ضرب مرتضیٰ آباد[401]۔ غازی کا لقب پرتگالیوں کے خلاف اپنی جزوی کامیاب مہم کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال کیا ہو گا۔

اس سکے کے وزن کے حوالے سے ایک دلچسپ حقیقت سامنے آتی ہے کہ چول میں پرتگالیوں کے بعد آنے والے سکوں نے اسی فرقے کی پیروی کی۔ یہ امکان ہے کہ برہان نظام شاہ دوم نے یہ سکے پرتگالیوں کے خلاف طویل لیکن ناکام مہم کے دوران جاری کیے تھے[402]۔

**برہان نظام شاہ سوم: 1019-1041 / 1610-1631**

احمد نگر اور دولت آباد سے جاری ہونے والے اپنے تانبے کے سکوں میں اس کی اچھی طرح نمائندگی کی گئی ہے۔ نظام شاہی کے دوسرے بادشاہوں کی طرح اس نے بھی مختلف اوزان میں سکے جاری کیے تھے جیسے فلوس، 2/3 فلوس، ½ فلوس اور 1/3 فلوس۔ اس کے سکوں کی ٹائپولوجیکل درجہ بندی ٹکسال کے ناموں کی بنیاد پر کی گئی ہے جنہیں احمد نگر سیریز اور دولت آباد سیریز کہا جاتا ہے[403]۔ sav احمد نگر سیریز میں ایک طرف ضرب مرتضیٰ احمد نگر اور دوسری طرف فِی شہور سنه لکھا گیا ہے۔ یہ سکے ہندسوں میں بہت

---

[401] Ibid
[402] Ibid.
[403] Ibid, p. 329

واضح تاریخ رکھتے ہیں اور 1023، 1025، 1029، 1032، 1035، 1037، 1040 میں مشہور ہیں۔ مذکورہ بالا فرقوں کے علاوہ، برہان نظام III کو 1/6 فلوس (2.3 گرام) میں بھی جانا جاتا ہے۔

*Figure 142 Copper Coin of Burhan Nizam Shah III 'Ahmadnagar series' (Numismita)*

دولت آباد سیریز کے سکوں پر برہان نظام شاہ غازی فی الشہور سنہ دولت آباد لکھا ہوا ہے۔ نوشتہ خطاطی کی ترتیب میں معمولی فرق کی وجہ سے اسٹین گورون اور گوینکا نے دولت آباد کے سکوں کو تین اہم سلسلوں میں تقسیم کیا ہے۔ یہ درج ذیل ہیں:

**ورائٹی I** جس میں سب سے اوپر کی سطر میں نظام کے ساتھ برہان نظام شاہ غازی ضرب اور دوسرے طرف فِی شُہورِ سنہ دولت آباد لکھا گیا ہے۔

**ورائٹی II** میں ایک ہی نوشتہ ہے لیکن نظام کو اوپر کی دوسری سطر میں کندہ کیا گیا ہے۔

**ورائٹی III** میں ٹاپ لائن میں غازی اور درمیانی لائن میں برہان نظام شاہ شامل ہیں۔ دولت آباد کی ایک اور قسم لفظ غازی کے بغیر نظر آتی ہے۔ یہ سکے فلوس، 2/3 فالوس، ½ فلوس اور 1/3 فالوس میں جانے جاتے ہیں۔

*Figure 143-144-145 Copper Coin of Burhan Nizam Shah III 'Daulatabad Series I, II, III' (Marudhar Art & Numista)*

## قطب شاہی خاندان کا سکہ: 895-1098/1489-1687

قطب شاہی بہمنی کی منتشر سلاطین میں سے ایک تھی، جسے سلطان قلی قطب نے 1518 ہجری میں قائم کیا تھا، وہ ایک فارسی رئیس تھا، اس نے اپنے کیریئر کا آغاز محمود شاہ بہمنی کے دور میں کیا اور اسے تلنگانہ کا گورنر مقرر کیا گیا۔ محمود کی وفات کے بعد اس نے خود کو ایک آزاد بادشاہ قرار دیا لیکن اس نے نہ تو اس کے نام کے سکے جاری کیے اور نہ ہی اس کے نام پر خطبہ پڑھا۔ یہ خاندان 1687 میں مغلوں کے قبضے تک حکومت کرتا رہا۔ تقریباً آٹھ سلطانوں نے اس خاندان پر حکومت کی اور قلی قطب شاہ بانی کے علاوہ باقی تمام کے سکوں میں کی نمائندگی کی گئی ہے۔

## سکے

جمشید قلی پہلے بادشاہ تھے جنہوں نے سکے جاری کیے، ان کے جانشینوں کی نمائندگی سکوں میں ہوتی ہے لیکن ان سب نے صرف تانبے (فالوس) میں سکے جاری کیے ہیں۔ حال ہی میں محمد قلی قطب شاہ کے چند سونے کے سکے (فنم) بھی منظر عام پر آئے ہیں۔ یہ سکے مختلف وزن میں جاری کیے گئے تھے جس کا معیار 17-18 گرام سے 2.3 گرام تک مختلف ہوتا ہے۔ یہ زیادہ تر گول شکلوں میں جاری کیے جاتے ہیں لیکن کچھ مربع شکل کے سکے بھی درج ہیں۔ یہ سکے اکثر مختلف ٹکسالوں سے جاری کیے گیے تھے جیسے کہ گولکنڈہ: دارالسلطنت، گولکنڈہ: محمد نگر، حیدرآباد، دارالسلطنت (شہر)، ابراہیم پٹن، اور مکند نگر۔ قطب شاہی حکمران اپنے القابات کے اتنے دلدادہ نہیں تھے، وہ بہت سادہ القاب کندہ کرتے تھے۔ یہ صرف محمد قلی قطب شاہ اور محمد قطب شاہ ہیں جنہوں نے ابوالمظفر کا لقب اختیار کیا، جبکہ دوسروں نے اسے سادہ رکھا۔ مزید یہ کہ ان کے سکوں پر عربی اور فارسی دونوں روایتیں لکھی ہوئی تھیں۔

اسٹین گورون اور گوینکا[404] نے قطب شاہی کے تانبے کے سکے کی کہانیوں کو تین اہم اقسام میں تقسیم کیا ہے۔

• اوپر والے حکمرانوں کا نام اور ریورس پر ٹکسال کا نام

• اوپر والے حصے پر حکمرانوں کا نام اور ٹکسال اور دوسرے طرف انتباہی شعر۔

• اوورورس پر اختتامی بیان اور دوسری طرف ٹکسال۔

پہلی قسم کے سکے تمام حکمرانوں نے جاری کیے، سوائے ابو الحسن کے۔ دوسری قسم کے سکے محمد قلی قطب شاہ[405] نے گولکنڈہ اور حیدرآباد دونوں سے جاری کیے تھے۔ اور تیسری قسم کے سکے عبد اللہ قطب شاہ اور ابو الحسن قطب شاہ نے جاری کیے تھے۔

## جمشید قلی:1550-1543 / 957-950

جمشید قلی پہلے سلطان تھے جنہوں نے اپنے نام اور لقب کے ساتھ سکے جاری کئے۔ اس کے تانبے کے سکے محمد نگر گولکنڈہ ٹکسال سے فلوس (10.7 گرام) اور دو تیسرے فلوس (7 گرام) میں جاری کیے گئے تھے۔ سکوں پر ایک طرف سلطان جمشید قطب شاہ اور دوسری طرف ضرب محمد نگر گولکنڈہ سنہ لکھا ہوا ہے۔ سکے پر حکمران کا نام جمشید لکھا گیا ہے تاہم اس کا تلفظ جمشید ہو گا۔ ان سکوں پر لفظ سنہ موجود ہے لیکن سال منقطع ہے۔ واضح تاریخ والا کوئی سکہ ابھی تک دریافت نہیں ہوا ہے۔ جمشید کے سکوں کی اہمیت یہ ہے کہ اس نے اپنے نام کے دونوں اعزازی لقب یعنی نام سے پہلے سلطان اور نام کے آخر میں شاہ استعمال کیا۔

---

[404] Stan Goron and Goenka, op.cit. p. 334.
[405] Goron and Goenka, op.cit. p. 334

*Figure 146 Copper Coin of Jamshed Qutub Shah (Goron and Goenka)*

## سبحان قلی قطب شاہ: 957/ 1550

اس کا سکہ انتہائی نایاب ہے، اب تک صرف ایک تانبے کا سکہ دیکھا گیا تھا جس کا وزن تقریباً 10.8 گرام ہے[406]۔ یہ سکہ محمد نگر گولکنڈہ سے جاری کیا گیا تھا جس کے ایک طرف سبحان قلی قطب شاہ سلطان اور دوسرے طرف ضرب محمد نگر گولکنڈہ لکھا ہوا تھا۔ اس سکے کے نوشتہ میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ حکمران کا نام سبحان قلی قطب شاہ ہے اور یہ ٹکسال محمد نگر سے جاری کیا گیا تھا۔ اس لیے اسے کسی تجزیے کی ضرورت نہیں۔

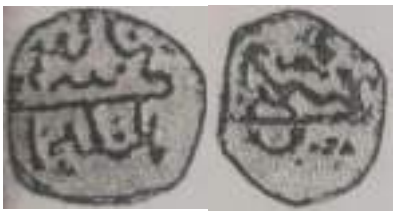

*Figure 147 Copper Coin of Subhan Qutub Shah (Goron and Goenka)*

## ابراہیم قلی قطب شاہ: 957-988/ 1550-1580

اگرچہ اس نے تیس سال کی طویل مدت حکومت کی لیکن اس کی نمائندگی چند تانبے کے سکوں سے کی گئی۔ یہ تمام امکانات ہیں کہ اس نے سکے کی تعداد جاری کی ہو گی لیکن ان کے نوٹس میں نہیں لائے گئے ہیں یا ان کی ابھی تک صحیح وضاحت نہیں کی گئی ہے۔ شلمین کے وائٹ کنگ سیل کیٹلوگ میں ان پانچ سکوں کا ذکر ہے جن میں سب سے بھاری سکوں کا وزن تقریباً 20 گرام اور اس کے آدھے اور 1/3 حصے تھے[407]۔ اس کے سکے پر لکھا

[406] Ibid. p. 18.
[407] Stan Goron and Goenka, op.cit. p. 335.

ہوا نوشتہ پڑھا جاسکتا ہے،فلوسِ جایزِ ابراہیم قُلی ســـعادت مندِ علی، گولکنڈہ (ابراہیم قلی کا جائز فال، فرمانبردار یا فرمانبردار، گولکنڈہ)۔

*Figure 148 Copper Coin of Ibrahim Qutub Shah (Marudhar Art)*

مذکورہ سکے کے نوشتہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بادشاہ اس سکے کی صداقت ظاہر کرنا چاہتا تھا، اس لیے اسے جائیز کہا گیا۔ ایسا لگتا تھا کہ مملکت میں جعلی کرنسی چل رہی ہوگی، اس لیے ریاستی کرنسی کو مستند کہہ کر مخاطب کیا گیا۔ مزید یہ کہ یہ ظاہر ہے کہ بادشاہ نے شیعہ عقیدے کی پیروی کی اس لیے اپنے آپ کو سعادت مند (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد حضرت علی کی اطاعت کا دعویٰ کرتا ہے) کہتا ہے۔

## محمد قلی قطب شاہ: 1580-1611 / 988-1020

حقیقی معنوں میں قطب شاہی کا سکہ محمد قلی قطب شاہ کے دور سے شروع ہوتا ہے۔ وہ گول اور مربع دونوں شکلوں میں تانبے میں سکے کی مختلف اقسام رپورٹ کیا گیا ہے۔ وہ قطب شاہی کے واحد سلطان تھے جنہوں نے سونے کے سکے جاری کیے لیکن یہ انتہائی نایاب ہیں۔ اس کے تانبے کے سکے مختلف وزن میں جاری کیے گئے تھے جس کا معیار 13-14 گرام سے 5-6 گرام تک مختلف ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ، تانبے کے چند سکے 18 گرام کے بھاری وزن میں درج ہیں۔ سونے کے سکے فنم وزن کے معیار (0.4 گرام) میں جاری کیے جاتے ہیں۔ تانبے کے تمام سکے گولکنڈہ اور حیدرآباد ٹکسال سے جاری کیے گئے تھے۔

محمد قلی قطب کے سکوں کو صحیح طریقے سے سمجھنے کے لیے ان کے سکوں کو درج ذیل اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے[408]۔ ٹائپولوجیکل درجہ بندی، تاہم، سکے کے نوشتہ پر مبنی ہے۔

[408] Ibid.

1 - **Obverse:** قلی محمد سلطان

**Reverse:** تاریخ 98 x اور شاہ

2۔**Obverse:** سلطان قلی محمد

**Reverse:** قطب شاہ ثناء x98

3**Obverse**۔ طرف اول: شاہ محمد قلی

**Reverse:** دونوں طرف کا پنکھ، جسے عالم یا علی کے معیار کی نمائندگی کرنے کے لیے کہا جاتا ہے (ایک بار پھر شیعہ قائل)[409]

ہلکے وزن میں تانبے کے چند سکے جن کے ایک طرف قلی محمد سلطان اور تاریخ 98 x کے ساتھ شاہ اور دوسری طرف تحریر ہے۔ ان سکوں کا وزن زیادہ واضح نہیں ہے، تاہم، ایک سکہ جس کا وزن تقریباً 2.65 گرام تھا۔ یہ سکے مختلف نوشتہ انتظامات کا دعویٰ کرتے تھے۔

فارسی میں تنبیہ / لعنت کے ساتھ سکے: یہ قسم گولکنڈہ سے مربع اور گول شکلوں میں جاری کی گئی تھی جس پر ایک طرف لکھا ہوا تھا پیوسته بلعنت الٰهی تیرده فلوس شاہی (خدا کی لعنت ہو اس پر جو عیب نکالے یا شک پیدا کرے شاہی فلوس میں) اور دوسری طرف عادل محمد قلی قطب شاہ ضرب دار السلطنت گولکنڈہ (انصاف یا مساوی محمد قلی قطب شاہ، سلطنت گولکنڈہ کا دارالحکومت)۔ ہندوستان میں بالعموم اور دکن میں بالخصوص کسی بھی سلطنت کے سکوں پر اس قسم کا شعر نہیں دیکھا گیا۔ محمد بن تغلق کے سکوں (ٹوکن کرنسی) پر اپیل اور درخواست کے ساتھ نوشتہ نظر آیا ہے۔ زیر بحث قسم کی رپورٹ شدہ تاریخیں 1583، 1584 اور 1586 ہیں۔

[409] Stan Goron and Goenka, op.cit. p. 336

*Figure 149 - 150 Copper Coin of Muhammad Quli Qutub Shah (Marudhar Art)*

مندرجہ بالا سکے میں دلچسپ معلومات ہیں جیسا کہ اس کے ایک طرف بیان ہے کہ جو شخص شاہی فلوس میں عیوب پائے یا شک کرے اسے خدا کی لعنت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رعوام یاست کے سکوں کے اختیار یا جواز پر سوال اٹھاتے ہیں۔ اس لیے اپنی رعایا کے درمیان سکے کی حقیقی قدر کو تسلیم کرنے کے لیے بادشاہ نے اس نوشتہ کا انتخاب کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے مذہب کی پشت پناہی کی، اور خدا سے ڈرنے کا خوف پیدا کیا کہ اگر ریاست کے پیسے کے ساتھ کوئی مسئلہ پیدا ہو جائے۔ جس نے رعایا کے مذہبی جذبات کو چھوا۔ اس طرح، بیجاپور ریاست کے عادل شاہیوں میں یہ لعنت نوشتہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ جب عمومی نوعیت کے شاہی احکامات صادر ہوئے تو اس وقت لوگوں (ہندوؤں اور مسلمانوں) کو لعنت دی ی گئی کہ جو کوئی عیب نکالے یا شاہی حکم کی خلاف ورزی کرے، اگر وہ ہندو ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس نے کاشی میں گائے کو مار ڈالا۔ بنارس) اگر وہ مسلمان تو یہ سمجھا جاتا تھا کہ اسے قیامت کے دن نبی کی شفاعت نہیں ملے گی۔ اس قسم کی تنبیہات فرماں برداری بھی پائی گئیں۔ اسی سکے کا دوسرے برف کا نوشتہ بادشاہ کے کردار یا فطرت کو بیان کرتا ہے کہ وہ انصاف پسند، تھا اور انصاف اور منصفانہ کھیل کو پسند کرتا تھا۔

حکمران اور ٹکسال کے نام کے سکے: تانبے کے سکوں کی ایک اور قسم کے ایک طرف حکمران کا نام اور دوسرے طرف ٹکسال ہوتا ہے۔ ان سب کو حیدرآباد سے پہلی قسم کے مقابلے بہت بہتر انداز میں جاری کیا گیا۔ وہ 1603 اور 1608 میں بنائے گئے تھے اور 17-18 گرام کے وزن کے معیار میں جاری کیے گئے تھے[410]۔ اس

[410] Ibid, p. 335

سکے کے نوشتہ ایک طرف "محمد قلی قطب شـاہ ابوالمظفر،(محمد قلی قطب شاہ فتح کے والد)اور دوسرے طرف ضرب دارالسلطنت حیدرآباد (ٹکسال، مملکت کا دارالحکومت، حیدرآباد) لکھا ہوا ہے۔ متضاد نوشتہ کہتا ہے کہ بادشاہ کو اپنے بہمنی پیشروؤں کی طرح ابوالمظفر کا خطاب حاصل تھا۔ اس مخصوص علامات کے ساتھ ہلکے وزن کے چند سکے بھی جاری کیے گئے تھے۔ یہ سکے دو نوشتہ انتظامات میں آتے ہیں اور بھاری وزن کے معیار پر جاری کیے گئے تھے۔

اس کے علاوہ حال ہی میں سونے کے کچھ ایسے فنم بھی سامنے آئے ہیں جن پر اس حکمران کا نام ہو سکتا ہے یا فخر علی پڑھا جاسکتا ہے۔ فنم کا وزن 0.4 گرام ہے، اور اس کے ایک طرف محمد قلی یا فخر علی اور دوسرے طرف قطب شـاہ لکھا ہوا ہے۔ نوشتہ کے بصری معنی محمد قلی یا فخر علی،(حضرت علی) قطب شاہی ہیں۔ جان برگیز نے مرغوب القلوب کے مصنف سدرے جہاں کے کام سے ایک اقتباس نقل کیا تھا کہ "سلطان قلی نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے فرزند علی کی قسم کھائی کہ اگر وہ کبھی اپنی آزادی قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے تو وہ پیروکاروں کے بارہ امام کے ایمان کو فروغ دیں گے۔"

**محمد قطب شاہ:** 1020-1035/1611-1626

اس کے سکے انتہائی نایاب ہیں۔ ابھی تک ان کے نام پر صرف دو تانبے کے سکے درج ہیں۔ یہ سکے دو مختلف فرقوں جاری کیے گئے تھے، جو دارالسلطنت شہر حیدرآباد سے 1025. ہجری کی تاریخ میں بنائے گئے تھے۔ ان سکوں کے ایک طرف ابوالمظفر محمد شاہ سلطان اور دوسرے طرف ضرب دارالسلطنت شہر حیدرآباد لکھے ہوا ہیں۔ حکایات سے پتہ چلتا ہے کہ اپنے کچھ پیشروؤں کی طرح وہ بھی ابوالمظفر کے لقب سے مستفید ہوے تھے جبکہ سکے کے دوسری طرف اس نے حیدرآباد سے پہلے دارالسلطنت کے علاوہ ایک لفظ شہر (شہر) کا اضافہ کیا تھا۔

**عبداللہ قطب شاہ:** 1035-1083/1626-1672

اس کے سکے صرف تانبے میں معلوم ہوتے ہیں اور یہ اچھی تعداد میں ظاہر ہوتے ہیں۔ ٹائپولوجیکل طور پر، اس کے سکوں کو بڑے پیمانے پر دو اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

1 بادشاہ کے لقب والے سکے اور ٹکسال دارالسلطنت حیدرآباد کے نام۔

2 بادشاہ کے نام کے بغیر الوداعی نوشتہ خاتمہ بالخیر وسعدت کے ساتھ

ٹائپ 1 کے سکوں کے ایک طرف سلطان عبدالله بادشاہ غازی اور دوسرے طرف دارالسلطنت حیدرآباد لکھا ہوا ہے۔ اس قسم کا اوورورس نوشتہ بہت دلچسپ ہے کیونکہ یہاں کے بادشاہ نے شاہ یا سلطان لکھنے کے بجائے خود کو بادشاہ غازی کہنے کو ترجیح دی۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ مغلوں کے 1636 کے معاہدے کے بعد قطب شاہی ریاست مغلوں کی ماتحتی کی پوزیشن میں آ گئی تھی۔ ماتحت ریاست کے باوجود شاہ جہاں نے عبداللہ قطب شاہ کو کرناٹک خطے کے جنوبی قبیلوں کے رہنماؤں کو کم کرنے کے لیے آزاد کر دیا تھا۔ جب تک محکومی نہیں تھی، اسی معاہدے کے ذریعے بیجاپور کے محمد عادل شاہ کو دور دراز کے جنوبی علاقے میں مفت رسائی حاصل کرنے کا اختیار دیا گیا تھا۔ اس کے قابل کمانڈروں نے مہمات سنبھال لیں اور جنوبی سرداروں کو عادل شاہی کے زیر تسلط لایا۔ اس نے مغرب میں بحیرہ عرب سے مشرق میں خلیج بنگال تک بیجاپور کی حدود میں اضافہ کیا۔ کامیابی حاصل کرنے کے بعد، بادشاہ نے اپنے آپ کو غازی (فاتح) کہا۔ اسی طرح عبداللہ قطب شاہ نے بھی جنوب میں مہمات سنبھالی اور کامیابی حاصل کی۔ ان کا سیاسی اثر و رسوخ بھی بہت پھیلا ہوا تھا۔ اس کے بعد، بیجاپور کے اپنے مساوی حکمران کی نقالی میں، اس نے بادشاہ غازی کا خطاب کا استعمال کیا۔

*Figure 151 Copper Coin of Abdullah Qutub Shah (M. S Kazi)*

ٹائپ 1 کے سکوں کو مزید دو قسموں میں درجہ بندی کیا گیا ہے- ایک قسم کو درمیان میں دونوں طرف چھوٹے ملٹی فولائل سے سجایا گیا ہے اور اوپر اور نیچے لیجنڈ۔ یہ سکے مختلف فرقوں میں جاری کیے گئے تھے جن میں ایک بہت ہی نایاب ڈبل فلوس (24 گرام) فلوس (13-13.5 گرام)، 2/3 فلوس (8.5-9 گرام)، ½ فلوس (6.4 گرام) شامل ہیں۔ دو قسمیں ایک جیسی علامات رکھتی ہیں لیکن ملٹی فولیل کے بغیر دونوں اطراف۔ یہ مختلف فرقوں میں بھی جاری کیے گئے تھے لیکن ان کے وزن کے معیار کو ہلکے وزن میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔ فلوس کا وزن 11-12 گرام، 2/3 فلوس (7.7 گرام) ½ فلوس (6 گرام)۔

2 گمنام سکہ ٹائپ دوسرا جس میں ایک طرف خاتمه بالخير و السعادت اور دوسرے طرف دار السلطنت ضرب حیدرآباد لکھا ہوا ہے۔ کچھ سکوں کے اوپر کی طرف منجمد تاریخ 1068 ہجری ہے۔ تاہم، ان میں سے بہت سے سکے بغیر تاریخ کے ہیں۔ اس تاریخ کی بنیاد پر یہ سکے عبداللہ قطب شاہ سے منسوب کیے گئے ہیں۔ زیر بحث قسم قطب شاہی خاندان کے سب سے عام سکے ہیں اور اس کا خیال تھا کہ عبداللہ قطب کو شکست دینے یا مغل شہنشاہ اورنگ زیب کے ہاتھوں قطب شاہی پر قابو پانے کے بعد، مؤخر الذکر نے عبداللہ قطب شاہ سے کہا کہ وہ اپنے نام کے سکے جاری نہ کریں۔ اس لیے اس نے اپنا نام لکھے بغیر سکے جاری کیے لیکن ایک مختلف نوشتہ کے ساتھ ختمه بلخير و سعادت استعمال کیا جس میں کچھ خاص آفات کے خاتمے کی نشان دہی کی گئی تھی جس نے دور حکومت پر چھایا ہوا تھا، چنانچہ حکمران نے ایک اس نوشتہ کے ساتھ سکہ جاری کیا جو راحت کی سائنس کی نشاندہی کرتا ہے[411]۔

[411] P L Gupta, op.cit. 2006. p. 14

*Figure 152 Copper Coin of Abdullah Qutub Shah Valedictory Statement Coins (Marudhar Art)*

## ابوالحسن قطب شاہ:1672-1687/1083-1098

وہ عبداللہ قطب شاہ کے داماد اور جانشین تھے، جو ابوالحسن تاناشاہ کے نام سے مشہور تھے۔ اس کے بارے میں جاناجاتاہے کہ اس نے صرف تانبے کے سکے جاری کیے تھے اور اس نے الوداعی نوشتہ قسم کو جاری رکھا جس میں خاتمہ بلخیر وسعادت کانوشتہ ایک طرف اور ضرب دارالسلطنت حیدرآباد تاریخ ہجری ۔1095 دوسری طرف کندہ تھا۔ سکے کی قسم، تاہم، تاریخ1095 ہجری (AD.1683) کی گواہی دیتی ہے۔ اس تاریخ سے ہمیں سکوں کو عبداللہ قطب شاہ سے منسوب کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اسی قسم کے سکے جن کی تاریخ1068 ہے عبداللہ قطب شاہ سے منسوب ہے۔

اس طرح، 1095/1683 کے سکوں کو بادشاہ یا خاندانی حکمرانی کے خاتمے کے طور پر نہیں سمجھا جا سکتا، جیسا کہ یہ 1687 میں آیا تھا۔ اس طرح، توثیق کا بیان بادشاہوں کی کامیاب حکمرانی کو ظاہر کرتا ہے نہ کہ ان کے دور حکومت کا خاتمہ۔ 1095 کی تاریخ1068 کے طور پر منجمد تاریخ تھی۔

*Figure 153 Copper Coin of Abul Hasan Qutub Shah Valedictory Statement Coins (Muhammad Shoeb Kazi)*

## بیدر کی برید شاہی کا سکہ: 897-1028/1492-1619

قاسم برید کو 1492 میں محمود شاہ بہمنی نے وزیر اعظم مقرر کیا تھا۔ آہستہ آہستہ وہ بہمنی کا ایک حقیقی بادشاہ بن گیا اور محمود محض اس کے ہاتھ کی کٹھ پتلی بن گیا۔ 1504 میں اس کا بیٹا امیر برید اس کے بعد تخت نشین ہوا جو اپنے والد کے راستے پر چل رہا تھا جس کا سلطنت بہمنی پر زیادہ کنٹرول تھا۔ بہمنی کے آخری دو سلاطین -ولی اللہ اور کلیم اللہ نے اپنی سلطنت میں شاید ہی کچھ کیا ہو گا کیونکہ وہ ایک قیدی کی زندگی گزار رہے تھے۔ برید شاہی خاندان 1618 تک دکن میں بہمنی کے جانشینوں میں سے ایک کے طور پر حکومت کرتا رہا۔ اس خاندان پر قاسم برید کے اولاد نے اور نو سلطانوں نے حکومت کی۔

برید شاہی کے سکے زیادہ عام نہیں ہیں۔ نو سلطانوں میں سے صرف تین کو ان کے سکوں میں دکھایا گیا ہے اور تینوں نے خصوصی طور پر تانبے کے سکے جاری کیے ہیں۔ ابراہیم برید شاہ پہلا سلطان تھا جس کی صحیح طور پر اس کے سکے میں نمائندگی کی گئی ہے۔ اس خاندان کے سکے بہمنی سلاطین کی طرز پر جاری کیے گئے تھے۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ امیر برید اول (قاسم ارید اول کے جانشین) نے سکے جاری کیے ہوں گے اور اس سلسلے میں محمد قاسم فرشتہ نے اپنی کتاب تاریخ فرشتہ میں ذکر کیا ہے کہ امیر برید صاحب سکّہ (ایک بادشاہ) تھے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے سکے جاری کیے ہونگے ۔ لیکن عددی ثبوت فرشتہ کے نظریہ کی تائید نہیں کرتے کیونکہ ابھی تک ان کے نام کا کوئی سکہ معلوم نہیں ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ آخری تین بہمنی بادشاہ، کمزور ہونے کے باوجود ان کے سکے اچھے مقدار میں پائے جاتے ہیں، یہ سکے برید شاہی کے حقیقی شمارے سمجھے جاسکتے ہیں، جو ولی اللہ اور کلیم اللہ کے نام سے جاری ہوئے تھے۔

برید شاہی کا سکہ بہمنی کے آخری تین سلاطین کے سکوں کی اقسام کی پیروی کرتا ہے۔ ان کے سکے خصوصی طور پر تانبے میں اور بغیر ٹکسال کے نام کے جاری کیے گئے تھے۔ یہ سکے فلوس وزن (15.5 سے 18 گرام) میں جاری کیے گئے تھے۔ برید شاہی کا کوئی سکہ 993 سے پہلے نہیں ملتا۔ تاہم اس تاریخ میں ہمیں کلیم اللہ شاہ کے سکے ملتے ہیں۔ یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ علی برید نے کلیم اللہ شاہ کے نام کے سکے جاری کیے تھے۔

اس کے علاوہ کاؤنٹر سٹرک سکوں میں سے کچھ امیر برید شاہ کو منسوب ہیں۔ بہمنی سکوں پر علی برید، برید شاہ جیسے چھوٹے نوشتہ سکے جاری کیا گیا۔ اس قسم کو راجگور نے اپنے کیٹلاگ میں درج کیا ہے لیکن گورون اور گوینکا نے اس کو شامل نہیں کیا ہے کیونکہ بہت سے علماء ان مسائل کو برید شاہی نہیں بلکہ بعد کے دور کے سمجھ رہے ہیں۔

## علی امیر برید شاہ:

امیر برید کا انتقال 1542ء میں ہوا اور اس کے بعد علی بارد شاہ تخت نشین ہوا جس نے میں شاہ کا لقب اختیار کیا۔ وہ برید شاہی حکمران میں پہلا شخص تھا جس نے شاہ کا لقب اختیار کیا۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ تاریخ فرشتہ نے علی بارید شاہ کے لیے صاحب سکّہ کا استعمال کیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے سکّے جاری کیے تھے۔ اس کے علاوہ، موجودہ محقق کو رنگین محل بیدر قلعہ میں امیر برید شاہ اول کا ایک تحریری نوشتہ ملا جس میں امیر برید شاہ کو درج ذیل نوشتوں کے ساتھ برید الممالک کہا گیا ہے۔

المستنصر بنصر الله الملک الممالک المجلس الاکرم و الهمایوں المکرم برید الممالک علی[412]۔ الٰہی مدد کا دعوت دینے والا، اعلیٰ بادشاہ، خیر خواہ کونسل، سب سے خوش نصیب، سلطنت علی کا قاصد۔

[412] Epigraphia Indo Moslemica 1927-1928, p. 25. Ghulam Yazdani, Bidar its History and Monuments,

اے ایچ صدیقی[413] نے چند سکے علی امیر بارید شاہ سے منسوب کیے ہیں اور اس کے نوشتے ایک طرف بامر نصر الله الموید برید الملک شاہ اور دوسرے طرف سلطان العادل امیر بارید شاہ بر پڑھا ہے۔ تاریخ (9)62 کے ساتھ مل کر برید الممالک کا لقب جو بہمنی حکمرانوں نے قاسم برید اول اور ان کے بیٹے امیر برید اول کو دیا تھا اور امیر برید[414] کے نام کے ساتھ شاہ کا جو لقب جوڑا گیا تھا اس کی وجہ سے وہ اس کا انتساب تجویز کرنے پر مجبور ہوا۔ امیر برید اول کا زمانہ تھا لیکن ان کے انتساب پر دو وجوہات کی بنا پر علم نجوم کے ماہرین عبدالولی خان نے سوال کیا[415]۔ سب سے پہلے، 993 ہجری کے سکے امیر برید شاہ اول کے دور میں آتے ہیں، جن پر بہمنی بادشاہ کلیم اللہ شاہ کا نام تھا[416]۔ دوسری بات یہ کہ صدیقی نے معکوس کی طرف ایک لفظ تجویز کیا ہے جس کا ابتدائی حصہ 'با' ہے۔ اسے عام طور پر بنی یا برق کے طور پر بحال کیا جاتا ہے، ان میں سے کسی ایک کا بھی ابراہیم برید شاہ سے پہلے کسی دور میں پتہ نہیں چلا۔ اس طرح صدیقی کا منسوب سکہ بہت بعد کا شمارہ ہے اور اس کا تعلق علی برید شاہ اول کے دور سے نہیں ہے[417]۔

لیکن اب تک یقین کے ساتھ کوئی سکہ اس حکمران سے منسوب نہیں کیا گیا۔ حالانکہ ہمیں ان کے دور کے بہت سے سکے ملتے ہیں جن پر اس کی موت کے بعد بھی بہمنی حکمران کلیم اللہ کا نام موجود ہے۔ اس لیے ممکن ہے کہ مرنے والے بادشاہ کے نام کے سکے برید شاہی حکمرانوں نے جاری کیے ہوں۔

---

413 A H Siddiqui, "Some Copper Coins of the Barid Shahi dynasty of Bidar", *J N S I,* 1959 (XXI). pp.58-66

414 Ibid, "Some Barid Shahi coins", *J N S I,* 1974. p. 137.

415 Abdul Wali Khan and P L Gupta, "*Copper Coins of Barid Shahi of Bidar and Nizam Shahi of Ahmadnagar*", *Numismatic Bulletin.* No. 2, 1982. p. 5

416 D Raja Reddy and P Suryanarayana Reddy, op.cit. p. 66.

417 Abdul Wali Khan and P L Gupta, op.cit. p. 3

**ابراہیم برید شاہ:**

اس خاندان کے چوتھے حکمران ابراہیم برید شاہ برید شاہی خاندان کے پہلے سلطان تھے جنہوں نے سکے جاری کیے تھے اور اس کے سکوں کا انتساب یقین کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اگرچہ سکوں پر ان کا نام نہیں ہے لیکن سکوں پر 993 ہجری کی تاریخ ہمیں ان سکوں کو ابراہیم برید سے منسوب کرنے میں مدد دیتی ہے۔ سکوں کے ایک طرف الموید بنصر الله الغنی اور دوسرے طرف امر السلطان برید شاہ لکھا ہوا ہے۔ ان نوشتوں کا معنی یہ ہے کہ "وہ جو اللہ کی مدد سے مضبوط ہوا، امیر"۔ اس کے علاوہ، ایک اور قسم کا سکہ جو چوتھائی گنی (4.3 گرام) میں درج ہے، کلیم اللہ کے نام سے ابراہیم برید کو منسوب کیا گیا ہے۔ اس میں ایک طرف کلیم الله 993 ہے اور دوسری طرف الموید بنصر الله الغنی ہے۔ تاریخ کی بنیاد پر سکہ ابراہیم برید سے منسوب کیا گیا ہے۔ نوشتے میں واضح طور پر ذکر ہے کہ اسے برید شاہ نے جاری کیا تھا۔ ایسے سکے 993 ہجری کے ہیں[418]۔

**قاسم برید شاہ دوام:** 994-1000/1587-1592

پانچواں بادشاہ قاسم برید شاہ دوم نے بھی تانبے کے سکے جاری کیے تھے جن کی تاریخ 997 لکھی گئی ہے۔ اس میں کے ایک طرف الموید بنصر الله سلطانی (سلطان اللہ کی مدد سے مضبوط ہوا) لکھا ہوا ہے۔ دوسری طرف امرو سلطان برید شاہ۔ اس کے سکے پر تاریخ 997 ہجری ہے۔ ہرمز کوس اور عبدالحمید صدیقی کے مطابق سلطانی کی اصطلاح فرقے کی نمائندگی کرتی ہے، لیکن یہ شاہ ابراہیم برید شاہ اور قاسم برید شاہ دونوں کے سکوں کا موازنہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وزن کا معیار ایک دوسرے سے دوگنا نہیں ہے۔

[418] D Raja Reddy and P Suryanarayan Reddy, op.cit. p. 67.

مزید بر آں، یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ سلطانی کی اصطلاح ایک بادشاہ کی طرف سے اشارہ کرنے والی اصطلاح ہے جس کی ابتدا السلطان سے ہوئی ہے۔

**امیر برید شاہ سوم:** 1609-1618 /1018-1028

آٹھواں حکمران امیر برید شاہ III اس خاندان کا ایک اور بادشاہ تھا جس کی نمائندگی اس کے تانبے کے سکوں میں ہوتی ہے الموئد بنصر الله الملک القوی الغنی اور دوسرے طرف سلطان العادل امیر برید شاہ بارک کے ساتھ کی گئی ہے۔ یہ سکے 1017، 1018 میں بتائے گئے ہیں۔ اس نوشتے کے معنی ہیں 'اللہ کی مدد سے مضبوط ہوا، جو ایک رب، طاقتور، امیر ہے، عادل شاہ برید شاہ کا عمل'۔ اوپری تحریر بہمنی قسم کا تسلسل ہے، اور الٹا افسانہ شاہی لقب سے شروع ہوتا ہے، سلطان العدیل جس کا مطلب ہے بادشاہ، جسٹس امیر باریدشاہ۔ سکے کے الٹے حصے پر ایک نیا لفظ نظر آتا ہے، جسے بارک، بارک یا برک کے طور پر پڑھا جا سکتا ہے۔ تینوں الفاظ میں سے برقک مناسب معلوم ہوتا ہے، کیونکہ لفظ بارد کے ساتھ برک کا لفظ نقلی یا رسول کے معنی دیتا ہے۔ اس قول کی مزید تائید اس حقیقت سے بھی ہوتی ہے کہ قاسم باریدشاہ اول اور امیر باریدشاہ اول کو بارد الممالک (سلطنت کے قاصد) کے خطاب سے نوازا گیا تھا۔ اس سے واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ خاندانی لقب امیر باریدہ، جسے تمام ارکان نے فرض کیا تھا، اس شاہی کوریئر کے عہدے کی طرف اشارہ کرتا ہے جو اس خاندان کے پہلے ارکان کے پاس تھا[419]۔

[419] Ibid.

# باب پنجم

## بہمنی سلاطین کے سکوں اور کتبوں کی نوشتہ نگاری: ایک تقابلی مطالعہ

# باب پنجم

## بہمنی سلاطین کے سکوں اور کتبوں کی نوشتہ نگاری :ایک تقابلی مطالعہ

"جب تک حاشیہ نگاری کا علم ترقی نہیں کرتا، اس ملک کی قدیم یا قرون وسطی کی تاریخ کا مطالعہ نہیں کیا جا سکتا۔

*Japanese scholar Noboru" Karashima*

برصغیر پاک وہند بالعموم حاشیہ نگاری کے ماخذ اور خاص طور پر عربی اور فارسی تحریروں سے مالا مال ہے۔ یہ نوشتہ جات تاریخ کی مختلف ان کہی معلومات کو ظاہر کرتے ہیں۔ تاریخی اعداد و شمار کو اپی گرافیکل ذرائع سے سمجھنے یا اس کی کھوج کے لیے نوشتہ کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اس طرح، نوشتہ جات کی فہمی خطاطی کا ایک انتہائی اہم پہلو ہے اور اس کا وسیع اطلاق ہوتا ہے جس میں کسی خاص دور کی تاریخ کی کھوج اور تفہیم شامل ہوتا ہے۔ موجودہ باب میں سکہ کے نوشتہ کے مقابلے میں بہمنی سلطنت کے حاشیہ نگاری نوشتہ جات پر بحث کرنے کا ارادہ ہے۔ اس باب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے- پہلے حصے میں حروف تہجی کے نوشتہ جات، زبانوں اور ان پر استعمال ہونے والی خطاطی کی اہمیت پر بحث کی گئی ہے جبکہ دوسرے حصے میں سلطنت بہمنی کے حروف تہجی کے نوشتہ جات کی وضاحت کی گئی ہے۔ یہ نوشتہ جات حکمران کے مطابق ترتیب دیے گئے تھے۔

### قرون وسطی کے ہندوستان میں حاشیہ نگاری نوشتہ جات کی اہمیت:

مورخین نے اپنی توجہ تاریخ کے کثیر الشعبہ مطالعہ پر مرکوز کی ہے اور سماجی و اقتصادی اور ثقافتی تاریخ پر منظم اپی گرافک ڈیٹا تیار کیا ہے اور معاشرے اور ثقافت کو سمجھنے میں نئی روشنی کے ساتھ سامنے آئے ہیں۔ حالیہ ہسٹری گرافی کو سمجھنے کے لیے انتہائی اہم اشارے اور سیاسی عمل اور تشکیلات کے ذریعے پیش کیے گئے ہیں۔ اس نے قرون وسطیٰ کے ریاستی نظام کو سمجھنے کے لیے تجرباتی ریڑھ کی ہڈی

فراہم کی ہے۔ لہذا، مورخین نے اعتراف کیا کہ تاریخ کے ماخذ کی فہرست میں اپی گرافک شواہد پہلا مقام حاصل کرتے ہیں۔ اپی گراف بہت سے نکات کی وضاحت کرتے ہیں (a) وہ تعمیر کرنے والے کے ساتھ ساتھ یادگار کو بھی ہمیشہ کے لیے امر کرتے ہیں اور شخصیات کی صحیح تاریخیں، نام اور عنوانات فراہم کرتے ہیں، (b)وہ خطاطی کے فن پر روشنی ڈالتے ہیں (c) وہ ایسے واقعات کو بیان کرتے ہیں جو مکمل طور پر غائب ہیں یا عصری تاریخ میں غلط درج کیا گیا ہے۔ (d) اس دور کی ادبی اور ثقافتی ترقی بھی ان پر عمل پیرا ہو سکتی ہے۔ (e) وہ تاریخ سازی، ادبی ذرائع سے غائب تفصیلات پیش کرتے ہیں۔ (f) بعض اوقات بالواسطہ طور پر کتبہ محل وقوع سیاسی وسعت کو بیان کرتا ہے۔ (g) مقبرے کے نوشتہ جات میں اکثر اپنے موضوع کی جائے پیدائش کا ذکر ہوتا ہے، اور اس طرح امیگریشن کی حد اور غیر ملکی گروہوں کے آبادکاری کے انداز کے لیے ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ (h) اپی گرافس نے انتظامی اور اقتصادی تفصیلات کے بارے میں بھی انمول معلومات سے آگاہ کیا۔ زیادہ تر عربی اور فارسی نوشتہ جات مذہبی عمارتوں ( مقبروں، مساجد، عید گاہوں، امام بارگاہوں، مدارس) اور فوجی کاموں (فورٹس گیٹس گڑھ کیولریز ٹاورز) یا عوامی سہولیات (پل ٹانک باؤلیس، ڈیم) پر کندہ تھے۔ اس کے علاوہ کچھ نوشتہ جات محلات، باغات، برآمدے وغیرہ میں بھی ملتے ہیں[420]۔

## زبانیں:

جن زبانوں میں نوشتہ جات لکھے گئے ہیں، ان میں اکثریت فارسی اور عربی کی ہے اور کچھ دولسانی عربی اور فارسی ہیں، اور چند مقامی زبانیں جیسے مراٹھی، بنگالی، سنسکرت اور اردو میں بھی تھیں۔ ہندوستان میں سب سے قدیم فارسی نوشتہ 589 ہجری کا ہے، اور بعد میں عربی کا مشاہدہ چھٹی عیسوی میں کیا گیا ہے،[421] تاہم، عربی نے اپنا

---

[420] John Burton, *Indian Islamic Architecture*, Boston, 2008. p. 19.

[421] J Horovitz, "List of the Published Muhammadan Inscriptions of India", *Epigraphia Indo Moselmica.* 1909-1910. p. 31.

اعلیٰ مقام بر قرار رکھا، اور فارسی بھی ساتھ ساتھ جاری رہی۔ ہندوستان میں اسلامی تحریر کا ظہور غوریہ دہلی کی فتح کے دور سے ملتا ہے۔ عربی نوشتہ جات 13 ویں صدی کے آخر تک باقاعدہ موجود رہیں، جب ان کی جگہ فارسی نے لے لی، غیر تاریخی خطوط عربی میں کچھ لمبے عرصے تک رہتے ہیں، اور یقیناً عربی مسجد اور مقبرے کے نوشتہ جات پر قرآنی حوالوں کے لیے آج تک برقرار ہے[422]۔

دکن کے احاطہ میں بہت سے دو لسانی اور سہ زبانی نوشتہ جات پائے جاتے ہیں (فارسی / دیوناگری، فارسی / مراٹھی، فارسی / کنڑ وغیرہ)۔ دکنی کے علاقوں میں بھی دکنی میں کچھ تحریریں ملتی ہیں۔ تاریخیں عربی الفاظ اور اعداد میں لکھی ہوئی تھیں[423]۔ شمالی ہند کے نوشتہ جات میں تاریخ کا باقاعدگی سے ہجری سالوں میں اظہار کیا جاتا ہے، سوائے اکبر اور جہانگیر کے زمانے کے چند نوشتہ جات کے جن میں الٰہی تاریخ regnal years کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے۔ دکن میں، مختلف شمسی کیلنڈر کبھی کبھار استعمال کیے جاتے ہیں، خاص طور پر بیجاپور کی عادل شاہی سلطنت میں شہور سنہ، اور گولکنڈہ میں اور حیدرآباد کے نظاموں کے تحت ایک فاسلی صناع۔ میسور میں حیدر علی اور ٹیپو سلطان کے ماتحت مولودی دور استعمال ہوتا ہے[424]۔

کتبہ اور اسلامی خطاطی:

خطاطی کتبہ کی ایک اہم خصوصیت میں سے ہے اور ہندوستان میں عربی اور فارسی کتبات میں خطاطی کے مختلف انداز دیکھے گئے ہیں۔ اسلامی روایت میں جمالیاتی اور ثقافتی موضوعات کے اظہار کے لیے خطاطی ایک طاقتور بصری ٹول ہے۔ 'وحی' یا پیغمبر پر آنے والی وحی کے ساتھ اس کی وابستگی کی وجہ سے، اسلامی خطاطی کی مقبولیت میں اضافہ ہوا ہے۔ اسلام کے ماننے والوں نے عربی زبان پر جوش و خروش سے مہارت حاصل کی تھی اور

[422] John Burton, op. cit. p.38.
[423] Ibid, p. 39
[424] Ibid. p. 36

اسے خوبصورت انداز سے لکھنا بڑی فضیلت کی علامت سمجھا جاتا تھا[425]۔ مسلم مصوروں کو اسلامی قانون کے مطابق زندہ چیزوں کو آرائشی شکل کے طور پر پیش کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ نتیجے کے طور پر، مسلمان مصوروں نے جمالیاتی مقاصد کے لیے جاندار اور بے جان مواد کے درمیان فرق کرنے کی کوشش کی، اور وہ کسی بھی تصویری آرٹ کی شکل کو پیش کرنے کی ہمت نہیں کر سکے۔ اس طرح، قرآن یا مسجد کے کسی نسخے کو کسی قسم کے تصویری آلات سے نہیں سجایا گیا تھا[426]۔

"خطاطی کو مذہبی شبیہ سازی اور علامت نگاری کی مضبوط روایت سمجھا جاتا ہے۔ عربی میں اللہ کی تحریری شکل تسلی کا ایک بہت بڑا ذریعہ تھی جو ایک ذہنی تصویر فراہم کرتی تھی جسے خدا کے بارے میں غور و فکر اور استغراق کے لیے استعمال کیا جا سکتا تھا[427]۔

عربی خطاطی کو اسلامی خطاطی بھی کہا جاتا ہے۔ یہ عربی کی لچکدار خوبی ہے کہ عربی رسم الخط میں تبدیلیوں اور تجربات سے گزرے ہیں جس سے خطاطی کے بہت سے نئے اسلوب اور ہر تغیر کے لیے ناموں کا پھیلاؤ آیا ہے۔ اکثر اسکرپٹ کو ایک نیا نام دیا جاتا تھا یہاں تک کہ اگر اس میں دوسروں سے تھوڑا سا فرق ظاہر ہوتا تھا[428]۔ جہاں اسلامی دنیا کی خطاطی کی میراث میں ایک اتحاد اور مربوط تسلسل ہے، وہیں علاقائی ترقیات نے اس منفرد ثقافتی ورثے کو مزید تقویت بخشی ہے[429]۔

خط کوفی اور خط نسخ اسلامی خطاطی کے دو اہم انداز ہیں۔ ہر ایک کی مختلف اقسام کے ساتھ ساتھ مقامی طور پر الگ الگ طرزیں ہیں۔ نتیجے کے طور پر، اسلامی خطاطی کو آرکیٹیکچرل آرائشی مواد کی ایک قسم میں استعمال

---

[425] A K M Yaqub Ali, "Muslim Calligraphy; Its Beginning and Major Styles", *Islamic Studies*, Vol. 23, No. 1984. p. 373-379,
[426] A K M Yaqub, op. cit. p. 1.
[427] Muhammad Yusuf Siddqui, "Calligraphy and Islamic Culture. Reflections on some New Epigraphical Discoveries and Pandua, Two Early Capitals of Muslim Bengal", *Bulletin of the School of Oriental and African Studies, University of London,* Vol. 68, No. 1, 2005. p. 21-58.
[428] Ibid. p. 24
[429] Ibid. p. 26.

کیا گیا ہے۔ جمالیاتی معنی اور خوبصورتی پیدا کرنے کے لیے خطاطوں کو کثرت سے نئے طریقوں اور مشق کو اپنانا چاہیے۔ عام طور پر، اسلامی تحریریں ادبی مواد اور خطاطی کی خوبصورتی دونوں سے مالا مال ہیں[430]۔ جب تک اس فن نے ہندوستان میں جڑیں پکڑنا شروع کیں، اس نے پہلے ہی دوسرے اسلامی ممالک خصوصاً مغربی ایشیا، ایران اور وسط ایشیا میں اپنے مختلف رسم الخط کی اکثریت میں کمال حاصل کر لیا تھا[431]۔

ہندوستان میں خطاطی کی ایک بھرپور روایت مسلمانوں کی آمد کے فوراً بعد تیار ہونے لگی۔ ایک بار جب ہندوستان میں مسلمانوں کی حکمرانی مضبوط ہو گئی، اور انہوں نے عربی اور فارسی کو درباری سرکاری زبان کے طور پر استعمال کرنا شروع کر دیا[432]۔ مسلمانوں نے اپنی تعمیراتی سرگرمیوں (مساجد، مدرسے، محلات، قلعے اور قلعے)، سکوں کی مہریں، فرمان کے اس فن سے متاثر کیا۔

جب ہندوستان میں مسلمانوں کا کنٹرول آیا تو انہوں نے ثقافتی ترویج کے ساتھ متعدد سیاسی اور سماجی مسائل پر توجہ مرکوز کی اور اس طرح خطاطی کی جدت اور اختلاط کی کوششوں کا ایک مرحلہ شروع ہوا۔ ہندوستان نے خطاطی کے کچھ شاندار فن پارے اپی گرافی اور نیو مسیٹکس بھی دونوں میں تیار کیے تھے۔

قرون وسطیٰ کی تقریباً تمام یادگاروں کو کسی نہ کسی قسم کے نوشتہ جات اور پس منظر کے ساتھ سجایا اور آراستہ کیا گیا تھا۔ تحریری انداز مختلف روایتی طریقوں سے تیار کیے جاسکتے ہیں جو خطاطوں کی مدت، مقام اور تخلیقی صلاحیتوں کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔ عربی خطاطی کا استعمال اصل میں قرآن کے ذریعے خدا کے کلام کو پہنچانے اور محفوظ کرنے کے لیے کیا گیا تھا۔ تاہم، یہ وقت مدت میں سکوں کے نقشے اور تعمیراتی سجاوٹ کے لیے

---

[430] Ibid. p. 35.
[431] Z A Desai, "Contribution of Arabic and Persian inscriptions of India to Islamic Calligraphy" *https://www.academia.edu/39112887*.
[432] Danish Moin, *Islamic Calligraphy on Medieval Indian Coins: An Artistic Perspective*, 2019. p. 15.

ایک اہم جزو کے طور پر تیار ہوا۔ عربی اور فارسی حروف تہجی کی بنیاد پر ظفر حسن[433] نے عربی خطاطی کو چار اہم حصوں میں تقسیم کیا، (i) کوفی، (ii) نسخ، (iii) نستعلیق اور (iv) شکستہ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ شکستہ کو نستعلیق طرز کا ایک معمولی تغیر سمجھتا ہے[434]۔

عربی خطاطی 10 ویں صدی کے اوائل میں عباسی خلفاء المقتدر باللہ، القاہر باللہ اور رازی باللہ (908-934 عیسوی) کے زمانے میں ابن مقلہ کے ذریعے اپنے عروج پر پہنچی۔ ابن مقلہ کو خطاطی اپنے آباؤ اجداد سے وراثت میں ملی۔ ان کے دادا معقلہ، والد علی بن حسن اور بھائی مشہور خطاط تھے۔ لیکن ابن مقلہ نے ثلث، محقق، ریحانی توقی، اور رقع کی تخلیق کے ساتھ ساتھ نسخی رسم الخط کو ایجاد اور معیاری بنا کر اسلامی خطاطی میں اہم کردار ادا کیا۔ کرسیو تحریر کے اس انداز (جسے شیش کلام کے نام سے جانا جاتا ہے) نے دوسرے کے ساتھ ساتھ کمال حاصل کیا اور خطاطی کے سخت قوانین کو اپنانے کے ساتھ بڑے رسم الخط کا درجہ حاصل کیا۔[435]"

تھامس آرنلڈ بتاتے ہیں کہ "کسی بھی فن کی اتنی عزت یا حوصلہ افزائی نہیں کی گئی جتنی خطاطی کی گئی ہے"۔ خطاطی کا آغاز عربوں نے کیا لیکن فارسیوں کے ہاتھوں اس کی اعلیٰ تکمیل ہوئی[436]۔

خطاطی کا کوفی انداز:

کوفی کو عربی رسم الخط کا پہلا نسخہ سمجھا جاتا ہے۔ اسلوب، جو پرانی نباتین تحریر کا ایک تبدیل شدہ شکل معلوم ہوتا ہے، سخت اور کونیی لکیر پر زور دیتا ہے۔ بعض ماہرین تعلیم کے مطابق کوفی رسم الخط، 7 ویں صدی کے آخر میں کوفہ، عراق میں قائم ہوا، جس سے اس کا نام پڑا۔ خطاطی کی اس شکل کا استعمال قرآن کو نقل کرنے اور پتھر اور سکے پر نوشتہ کندہ کرنے کے لیے کیا جاتا ہے[437]۔

---

[433] Zafar Hasan, "Specimen of Calligraphy in the Delhi Museum of Archeology", *Memoirs of the Archeological Survey of India*, No. 29. 1926, p. 1. (E-Book, Indianculture.gov.in)
[434] Ibid, p. 2.
[435] Danish Moin, *Islamic Calligraphy on Medieval Indian Coins an Artistic Perspective*, 2019, p. 16.
[436] Cited in Ziauddin, *A Monograph on Muslim calligraphy*, 1979.
[437] Zafar Hasan, op.cit. p. 2.

عام طور پر یہ مانا جاتا ہے کہ ہندوستان میں ابتدائی مسلم فن تعمیرات پر چند کوفی نوشتہ جات کی نشاندہی کی گئی تھی، ان میں بسم اللہ، قرآنی آیات، اللہ کے نام، اور سجاوٹی ڈیزائن جیسے مذہبی پیغامات پہنچائے گئے تھے[438]۔ بعد کے عرصے میں کئی اقسام بشمول پھولدار، فولیٹیڈ، پلیٹڈ یا آپس میں جڑی ہوئی،[439] سرحدی، اور مربع کوفک[440] میں بہت کم ترقی ہوئی۔ کوفک کو بڑے پیمانے پر سجاوٹی پتھر کی تراش خراش میں اور سکوں پر اس کے سیدھے اور صاف ستھرا انداز کی وجہ سے استعمال کیا جاتا تھا۔ یہ آٹھویں سے دسویں صدی تک قرآن کی نقل کرنے کا بنیادی رسم الخط تھا، لیکن 12 ویں صدی میں اس کی مقبولیت ختم ہو گئی جب نسخ کی شکل زیادہ عملی ہو گئی۔ اس کے باوجود، یہ غالب شکلوں کے برعکس آرائشی عنصر کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ حروف کی کونیی، لکیری شکلیں وہ واحد چیز تھیں جو کوفک رسم الخط میں مشترک تھیں، اسے استعمال کرنے کے لیے کوئی طے شدہ عمل نہیں تھا[441]۔

خطاطی کا نسخ انداز:

نسخ ایک عربی خطاطی کا انداز ہے جو کوفک کے ساتھ ساتھ پروان چڑھا۔ اس کی مستقل مزاجی، لکھنے اور پڑھنے میں آسانی کے نتیجے میں یہ سب سے زیادہ استعمال ہونے والا رسم الخط اور نوشتہ جات پر عمل درآمد کے لیے سب سے پسندیدہ انداز بن گیا۔ اس نے چوتھی صدی ہجری (دسویں صدی عیسوی) میں اپنے آغاز کے بعد سے قرآن کی تحریر میں ثلث اور کوفک دونوں رسم الخط کی جگہ لے لی تھی۔ چھوٹے افقی تنوں اور درمیانی لکیر کے اوپر

---

[438] Archaeological Survey of India "*The Arabic calligraphy in India*". (n.d). https://docplayer.net/40333530-The-arabic-calligraphy-in-india.html.

[439] Façade of Quwatul Isalm Mosque near Qutub Minar and façade of Adhai Din ka Jhopda Mosque Ajmer, are good examples of Plaited *Kufic* style.

[440] Epitaphs from Baliapatnam (Kerala) and Bhadreshwar (Gujarat) are the earliest example of Suqre Kufi.

[441] John Burton op. cit. p. 37.

اور نیچے تقریباً ایک جیسی گہرائی کے ساتھ، گول حروف اور پتلی لکیریں ہیں اور منحنی خطوط مکمل اور گہرے۔ سیدھے اور عمودی ہیں[442] ،اور الفاظ عام طور پر اچھی طرح سے فاصلے پر ہیں۔

یہ عام مقاصد کے لیے استعمال ہونے والا انداز تھا۔ 10 ویں صدی میں خطاط ابن مقلہ نے نسخ رسم الخط قائم کیا جسے بعد میں 11 ویں صدی کے اوائل میں ابن البواد نے عروج بخشا۔ 13 ویں صدی میں بغداد میں عباسی دور میں اس تحریر نے کاتب یاقوت المتصم کے ہاتھوں اپنے عروج پر پہنچی[443]۔

ناسخ رسم الخط کا تعارف "اسلامی خطاطی کی تاریخ میں نشاۃ ثانیہ کا ایک اہم دور لے کر آیا"[444]۔ نسخ پوری اسلامی دنیا میں پھیل چکا ہے، مصر اور ترکی سے لے کر فارس، افغانستان اور ہندوستان تک بہت سے قابل ذکر خطاطوں نے اس خوبصورت رسم الخط کی ترقی میں اپنا حصہ ڈالا ہے جو اب عام طور پر قرآن لکھنے سے وابستہ ہے۔

قرون وسطیٰ کے بیشتر ہندوستانی سلطنتیں بشمول ترک، خلجی، تغلق، لودھی اور ابتدائی مغل نے اس خطاطی کے انداز کو استعمال کیا۔ اسی طرح مغل سے پہلے کے تمام سکے نسخ کے انداز میں کندہ تھے۔ اب اسے اعلیٰ ترین رسم الخط میں سے ایک شمار کیا جاتا ہے۔

## خطاطی کا ثلث انداز:

ثلث نسخ کی ایک قسم ہے۔ تحریر یا تکمیل میں حروف کی شکل کی پیمائش میں ترمیم کرنے کے لحاظ سے، ثلث عربی خطاطی کی سب سے مشکل شکل ہے۔ عربوں اور دیگر مسلمانوں نے قرآن کی آیات لکھنے اور کاغذ پر دیگر سماجی ضروریات کے لیے ثلث رسم الخط کا استعمال کیا جب تک کہ کوفی رسم الخط نمایاں ہو گیا۔ جب تک کہ ایک اور کرسیو اسکرپٹ کے ظہور نہ ہوا، نسخ، جو قرآن کی آیات کو کاغذ پر لکھنے کے لیے استعمال ہوتا تھا، وہ صرف

---

[442] Danish Moin, op. cit. 2019. p. 16.
[443] Ahmad Syed Barakat, *Introduction to Quranic Script*, 1999. p. 121.
[444] A.R. Siddiqui, *The Story of Islamic Calligraphy*, 1990. p. 12.

قرآن کی آیات کے عناوین لکھنے تک محدود تھا۔ ثلث کو اسلامی عمارتوں پر قرآنی آیات لکھنے کے لیے ڈیزائن کیا گیا تھا اور آج بھی استعمال میں ہے۔ اس نے اسلامی فن تعمیر میں سب سے خوبصورت اور بہترین یادگار نوشتہ کاری والے بینڈ بنائے۔

اموی خلافت کے دوران، ثلث رسم الخط پہلی بار تیار کیا گیا تھا۔ تاہم، یہ نویں صدی کے آخر تک مکمل طور پر قائم نہیں ہوا تھا سیدھی لکیروں کے منحنی خطوط کے تناسب کی وجہ سے، یا محض اس وجہ سے کہ رسم الخط کسی اور نمایاں معاصر رسم الخط کا ایک تہائی سائز تھا، ثلث کی اصطلاح 'ایک تہائی' کی نشاندہی کرتی ہے۔ اس کا استعمال کبھی کبھار ہی قرآن لکھنے کے لیے ہوتا تھا۔ ثلث کی خطاطی کے نوشتہ جات، عنوانات اور عنوانات کے لیے آرائشی رسم الخط کے طور پر بہت زیادہ پیروکار تھے۔ تمام آرائشی اسکرپٹ میں، یہ اب بھی سب سے اہم ہے۔ ثلث رسم الخط کی آرائشی شان پہلے 13 ویں صدی میں کوفیان رسم الخط سے وابستہ تھی۔ ثلث کہیں زیادہ باوقار اور فنکار تھا۔ مساجد کے مرکزی محراب پر آرائشی بینڈوں کے لیے اس کی آرائشی قیمت بہت زیادہ ہے[445]۔ قطب شاہی اور مغل خطاطوں نے اس انداز کو بڑی فراخدلی سے استعمال کیا۔

### خطاطی کا رقعہ انداز:

رقعہ عربی اسم رقع سے آیا ہے، جس کے لفظی معنی ہیں "ایک پیوند یا کپڑے کا ٹکڑا"۔ چونکہ یہ رائلٹی کی درخواست کے لیے اکثر کاغذ کے چھوٹے ٹکڑوں پر لکھا جاتا تھا، اس لیے اسکرپٹ کو یہ نام دیا گیا تھا[446]۔ سب سے خوبصورت رقعہ آرائش میں پایا جاتا ہے، جو ثلث سے زیادہ آرائشی ہے۔ رقعہ ایک عثمانی خطاط کا پسندیدہ رسم الخط

[445] Ahmad Syed Barakat, op.cit. p.123.
[446] https://calligraphyqalam.com/styles/tawqi-*Riqa*.html

تھا، اور اس میں نامور خطاط شیخ حمد اللہ العماسی (متوفی 1520) نے ترمیم کی تھی۔ اسے بتدریج آسان کیا گیا، اور یہ اب پوری عرب دنیا میں ہینڈ رائٹنگ کا ترجیحی رسم الخط ہے[447]۔

رقعہ رسم الخط (چھوٹی چادر) نسخ اور ثلث سے تیار ہوئی ہے۔ یہ روزمرہ کے استعمال کے لیے سب سے زیادہ استعمال ہونے والا اسکرپٹ ہے۔ یہ غیر پیچیدہ اور لکھنا آسان ہے۔ حرف الف کو کبھی بھی خار دار سر کے ساتھ نہیں لکھا جاتا ہے، جب کہ رقعہ کروی اور گھنے چھوٹے افقی تنوں کے ساتھ تشکیل دیا جاتا ہے۔ بعد میں، دوسرے خطاطوں نے رقعہ کو بہتر کیا، اور یہ سب سے زیادہ مقبول اور بڑے پیمانے پر استعمال ہونے والا رسم الخط بن گیا۔ رقعہ دنیا بھر کے مسلم خطاطوں میں ہینڈ رائٹنگ کا سب سے نمایاں رسم الخط بن گیا ہے۔ قرون وسطی کے ہندوستان میں، اوپر بتائے گئے اسکرپٹس نے مقبولیت حاصل کی اور کامیابی کے ساتھ اپنے عہدوں پر فائز رہے۔ عربی خطاطی کی یہ مختلف قسمیں عموماً دیواروں پر، مخطوطہ تحریر میں، تھیم کو بیان کرنے کے لیے چھوٹے پینٹنگز پر، اور مختلف شاعروں کی شاعری میں دیکھی جاتی تھیں۔ مسلمان بادشاہوں کے دور میں یہ کافی مقبول تھے۔ انہوں نے آرائشی مقاصد کے لیے عربی خطاطی کے استعمال کی حمایت اور حوصلہ افزائی کی[448]۔

## خطاطی کا طالق اور نستعلیق انداز:

فارسیوں نے 15 ویں صدی کے آخر میں نستعلیق خطاطی کا انداز تخلیق کیا۔ یہ رسم الخط فارسی خطاط میر علی سلطان التبریزی (متوفی 1416) نے بنایا تھا۔ میر علی، ایک متقی مسلمان، کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ایک خوبصورت نئے خطاطی کے انداز کو تیار کرنے کے ہنر کے لیے تندہی سے دعا کی۔ خواب میں امام علی علیہ السلام نے انہیں اور ان کے سامنے ایک مخصوص پرندے کا مطالعہ کرنے کے لیے دیکھا، اس کے فوراً بعد، ایک

---

[447] Hee Sook Lee Niinioja, *Islamic Calligraphy and Muslim Identity A Case Study of Kuwait*, 2018. Novel and Noble Communications. Helsinki. p. 27.

[448] Malik-Al-Markaz, Buhut Faysal Lil; "*Arabic Calligraphy in Manuscripts: An Exhibition of Arabic calligraphy at the Islamic art Gallery*", Riyad, Saudi Arabia. The Center, 1987. p-142.

اڑتا ہوا گراؤس اس کے خوابوں میں اس سے ملنے آیا، جس نے اسے اس کے پروں کی شکل کے مطابق اپنے خطوط کا نمونہ بنانے کی ترغیب دی۔ نستعلیق کی طاقتور اور مرمری لکیریں، نیز اس کے خوبصورت گول منحنی خطوط کے ساتھ ساتھ، پرواز میں ایک پرندے کو جنم دیتے ہیں۔ نستعلیق کی فصاحت اور ہندسی پاکیزگی اسے ایک غیر معمولی دلکشی عطا کرتی ہے جو اس کی نفاست کو جھٹلاتی ہے۔ اس کی وضاحت اور ہندسی پاکیزگی نستعلیق کو ایک آرام دہ اور پرسکون خوبصورتی دیتی ہے جو اس کے انتہائی نفیس اور سختی سے لاگو ہونے والے اصولوں کو جھٹلاتی ہے[449]۔ منحنی خطوط ایک انتہائی دلکش شکل میں تیار ہوتے ہیں: گول، ہلال، یا بیضوی، جدید ترین انداز کے طور پر۔ اس میں سیدھی تلوار کی شکل میں لمبے، انتہائی نوکیلے اسٹروک ہوتے ہیں[450]۔

ان کے اسلام قبول کرنے اور عربوں کی فتح کے بعد، فارسیوں نے اپنی زبان کے بجائے عربی رسم الخط کا استعمال شروع کیا۔ فارسیوں نے عربی خطاطی میں طالق اور نستعلیق کے اسلوب کو متعارف کرایا۔ نستعلیق لکھنے کا انداز بہت لمبا افقی اسٹروک کے ساتھ بہت ہی کرسیو ہے۔ عرب آج اس رسم الخط کو پسند کرتے ہیں، جو فارسی، ہندوستانی اور ترکی مسلمانوں میں مختلف خطاطی کی شکلوں میں بھی مقبول ہے۔ ایرانی صفوی خطاطوں کا ہندوستان میں اسلامی خطاطی پر خاصا اثر رہا ہے۔ مغل ہندوستان میں اس طرز کے بنیادی سرپرست تھے۔ قرآنی تحریر کے علاوہ مغل نستعلیق کو ترجیح دیتے ہیں[451]۔

## خطاطی کا طغرا رسم الخط:

طغرا ایک عربی لفظ ہے جس کا مطلب ہے "پرندہ" اور طغرا اسی سے ماخوذ ہے[452]۔ طغرا ایک رسم الخط ہے جسے توقیع السلطان (سلطان کا نشان) کہا جاتا ہے، جس میں اللہ کے نام، قرآنی آیات، اور بادشاہ کے نام

---

[449] Y H Safadi, *Islamic Calligraphy*, London, Thames and Hudson. 1978. p. 27.
[450] Hee Sook Lee Niinioja, op.cit. p. 30.
[451] Archeological Survey of India, op.cit. https://docplayer.net/40333530-The-arabic-calligraphy-in-india.html
[452] Ibid.

پرندوں، جانوروں یا ہندسی ڈیزائنوں کی شکلوں میں بنائے جاتے ہیں۔ اس فارم کو ترکی کے عثمانی سلطانوں نے شاہی احکامات اور کاغذات پر اپنے نام اور القاب لکھنے کے لیے استعمال کیا تھا[453]۔ طغرا میں روایتی طور پر سلطان کا نام نیچے سے اوپر لکھا جاتا تھا، اس کے ساتھ سلطان کے لیے ایک پروپیگنڈہ فقرہ بھی اس شکل میں ہوتا تھا جو اوپری بائیں طرف ختم ہوتا تھا، جس میں دو آدھے دائرے والے موڑ کے ساتھ نیچے دائیں طرف ایک پتلی متوازی لکیر میں ہوتے تھے۔ طغرا کو سب سے پہلے خطاطی کے مونوگرام یا دستخط کے طور پر دوسرے شہنشاہ اورہان اول نے بعد کے سلاطین کے دور حکومت میں ڈیزائن کیا تھا، طغرا کو سکوں پر بھی مہر لگایا گیا[454] تھا۔ نتیجے کے طور پر، خاندان کے ہر سلطان نے بڑی محنت سے اپنے طغرا نام بنائے۔ طغرا کا ڈیزائن ہر وقت بتدریج تیار ہوتا رہا، سلیمان دی میگنیفیسنٹ کے دور میں اپنے عروج کو پہنچا۔ اس انداز کو مصری مملوک بادشاہوں نے بھی استعمال کیا تھا، اور اس نے بالآخر سلطنت کے دور میں ہندوستان میں اپنا راستہ بنایا۔ طغرا بصری فن کی ایک منفرد شکل ہے۔ یہ روحانیت اور طاقت کی علامت تھی۔ عربی خطاطی میں بالعموم اور طغرا کے انداز میں بعض حروف کی اپنی شخصیت اور معنی ہوتے ہیں۔ اللہ کا ابتدائی حرف، اسلام میں خدا کا سب سے بڑا نام، الف ہے، عربی حروف تہجی کی اصل۔'... الٰہی عظمت اور ماورائی اصول اس کی عمودی حیثیت کی علامت ہیں[455]۔

ہندوستان میں خطاطی کا طغرا انداز تمام مسلم شاہی خاندانوں میں استعمال ہوتا تھا لیکن بنگال اور جونپور سلطنتوں میں زیادہ نمایاں طور پر استعمال ہوتا تھا۔

---

[453] Hee Sook Lee Niinioja, op. cit. p. 34.
[454] Anchi Hoh. "The Sultans Tughra", *Library of Congress International Collections.* 2021. p. 4.
[455] Nasr Sayyed, *Hussain, Islamic Art and Spirituality*, State University of New York. 1986. pp. 30

سکے پر خطاطی:

اسلامی سکے عام طور پر، اور قرون وسطی کے ہندوستانی سکے خاص طور پر، وہ دوسرے ذرائع تھے جن میں اسلامی خطاطی کے فن کو ترقی ملی۔ 692 ہجری میں، اسلامی خلافت نے عربی میں لکھے ہوئے اسلامی فقروں کے ساتھ بازنطینی عیسائی تصویروں کی جگہ لے کر مشرق وسطی کے سکے کی اصلاح کی۔ ان سکوں پر قرآن بڑے پیمانے پر کندہ کیا گیا تھا، اور ابتدائی اسلامی سکوں میں خطاطی کے کوفک طرز کا استعمال کیا جاتا تھا۔

تاہم، اپنی گرافک سکے (اسلامی سکے) کے متعارف ہونے کے بعد پچاس سال سے زیادہ وقفہ کے دوران، رسم الخط کا انداز آہستہ آہستہ تبدیل ہوتا گیا۔ المامون کے دور میں سکوں پر لکھنے کے انداز کو تبدیل کرنے کی طرف پہلا بڑا اقدام اٹھایا گیا۔ اس کے دور حکومت کے دوران، عربی رسم الخط ایک زاویہ کوفی طرز سے ایک بہتر منحنی خطوط اور منظم کوفی انداز میں تیار ہوا۔ خطاطی میں یہ تبدیلی ماضی سے واضح وقفہ معلوم ہوتی ہے، اور یہ سکوں کے دونوں طرف ظاہر ہوتا ہے۔ المعز الدین اللہ (341-365/953-975)، فاطمی شہنشاہ نے نوشتہ جات کی ترتیب کو تبدیل کیا اور ایک بصری طور پر مختلف کرنسی تیار کی۔ کوفی رسم الخط میں تحریر کے تین مرتکز حلقوں میں شیعہ پیغامات تھے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی فکر خطاطی کی طرف مبذول کرائی اور آہستہ آہستہ وہ سکوں پر نسخ متعارف کراتے ہیں۔ ایوبیوں نے نسخ کے رسم الخط کی پیروی کی اور اسے بڑھایا اور مستقل استعمال کیا۔ بعد میں ایک اور خوبصورت خطاطی طغرا کا انداز نظر آیا۔ طغرا کے انداز میں پہلا سکہ عثمانی حکمران امیر سلیمان (1403-10)65 نے مارا تھا۔

ہندوستانی سکوں پر عربی خطاطی کا پہلا حوالہ سندھ کے امیروں کے سکوں پر نظر آتا ہے[456] اور یہ سکوں کوفک طرز خطاطی میں کندہ کیا گیا تھا۔ اس عرصے کے دوران عربوں نے اپنے سکوں پر کوفی طرز کی خطاطی کے

[456] Tanvir Anjum, "The emergence of Muslim Rule in India: Some Historical Disconnects and Missing Links", *Islamic Studies*, Vol. 46, No. 2, 2007. p. 217-240

ساتھ اسلامی نوشتہ کندہ کیا[457]۔ یہ طرز اسلامی فن کی ایک بڑی شکل بن گئی۔ یہ قرآنی عنوانات، سکوں اور فن تعمیر کے لیے باقاعدگی سے استعمال ہوتا تھا۔ اموی اور عباسی خلفاء نے اپنے سکوں پر جو اصلاحات کیں اس نے خطاطی کے کوفی انداز میں تغیرات کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ عباسی خلیفہ المامون نے کوفی رسم الخط کا ایک مختلف انداز اپنایا تھا جس نے بنیادی طور پر نئے طرز کے عباسی دینار اور درہم کو سابقہ نسخوں سے ممتاز کیا تھا۔ اس قسم کو مشرقی کوفی طرز کے نام سے جانا جاتا تھا کیونکہ یہ قسم مشرقی صوبوں سے طے کی گئی تھی[458]۔ المامون کی سکوں کی اصلاح سے یہ واضح ہو گیا کہ انہوں نے سکوں کو اسلام کے ثقافتی کارندہ کے طور پر قائم کیا[459]۔ اس طرح ہمیں غزنی کے حکمرانوں کے سکوں پر مشرقی کوفی طرز کی خطاطی دیکھنے کو ملتی ہے، جو 10 ویں صدی عیسوی کے آخر میں ہندوستان آئے تھے، معیاری کوفی اور مشرقی کوفی طرز کے امتزاج کے ساتھ سکے جاری کیے تھے[460]۔ غزنی کے حکمرانوں کے سکوں نے قرون وسطی کے ہندوستانی سکوں میں دو لسانی سکوں (دیوناگری اور عربی) کی وجہ سے ایک الگ مقام حاصل کیا، جس میں انہوں نے مشرقی کوفی خطاطی اور دیوناگری رسم الخط کو اپنایا تھا[461]۔

عربی خطاطی نہ صرف طرزِ تحریر ہے بلکہ فن کی ایک شکل ہے جو بتدریج تبدیلیوں اور ترقی کے ساتھ پوری دنیا میں پروان چڑھی۔ سکوں پر کیلیگرافی کبھی بھی کنسونینٹ نہیں تھی اور اس کا اپنا ارتقا اور نشوونما کا عمل تھا، اس لیے ہمیں 'نسخ' پر ایک اور خطاطی کا انداز دیکھنے کو ملتا ہے۔ یہ مصر میں فاطمی دینار کے سکوں پر پہلی بار ظاہر

---

[457] Stefen Heidmen, "Calligraphy on Islamic Coins", Jurgen Wasim Frembgen, (ed), *The Aura of Alif. The Art of Writing in Islam,* 2010. pp. 161-171.
[458] Jere L. Bacharach, *Islamic History Through Coins: An Analysis and Catalogue of Tenth–Century Ikshidid Coinage*. The American University in Cairo Press. New York. 2006. p. 18.
[459] David J Wasserstein, "Coins as agents of Cultural definition in Islam", *Cultural Process in Muslim and Arab Societies; Medieval and Early Modern Periods,* Vol. 14, No. 2, 1993. pp. 303-322.
[460] Danish Moin, "Medieval Indian Coins a Calligraphic Aspect", *Journal of the Numismatic Society of India,* Vol. I, 1996. p. 68-69.
[461] Danish Moin, "Understanding transitions in Indian History in the light of Numismatic evidence", Researching *Transition in Indian History (edit) Radhika Sheshan and Shraddha Kambhojkar*. Routledge India. London. 2018. p. 147.

ہوتا ہے[462]۔ ہندوستانی تناظر میں کوفی طرز التمش کے دور تک جاری رہا، جس نے عباسی خلیفہ اور ہجری سال کے ناموں کو ٹکسال کے ساتھ نافذ کر کے اپنی حکمرانی کو قانونی حیثیت دی۔ سکوں پر نسخ رسم الخط متعارف کرانے کا سہرا بھی التمش کو جاتا ہے[463]۔ ان کے بعد دیگر مملوک حکمراں خلجی اور تغلق تک لودھیوں نے خطاطی کا نسخ انداز استعمال کیا۔ دسویں صدی میں مقبول ترین رسم الخط میں سے ایک نسخ تھا۔ اس قسم کو دہلی اور صوبائی سلاطین کے بعد آنے والے شاہی خاندانوں کشمیر، جونپور، بنگال، مالوا گجرات، مدورائی، بہمنی، قطب شاہی، نظام شاہی اور عادل شاہی نے علاقائی تغیرات کے ساتھ جاری رکھا۔

خطاطی کے نسخ طرز کے علاوہ، ان خاندانوں نے صوبائی سلاطین کے ساتھ سکوں پر مختلف خطاطی کے اسلوب کی پیروی کی تھی۔ تغلق خاندان کے سکوں پر محقق خطاطی کے چند حوالہ جات بھی دیکھے گئے۔ محقق کا معنی ہے "مکمل طور پر احساس، اور "سختی سے اظہار" بھی۔ محقق کوفک سے کم زاویہ دار تھا جس میں اچھی طرح سے لگائی گئی لکیریں تھیں۔ المامون (813-33) کی خلافت کے دوران رسم الخط نے آسان تحریر کے لیے مخصوص گولائی حاصل کی۔ اگرچہ ابن مقلہ نے ترمیم اور افزائش کیا، لیکن اس نے توسیعی اپسٹروک کی اہم خصوصیات کو برقرار رکھا۔ ابن البواب نے محقق کو کمال بنایا، اس کو حوصلہ افزائی کے لیے کم گہرا اور وسیع افقی ذیلی لکیری پنپتی ہے اور شان و شوکت کے لیے زیادہ توسیعی اپسٹروکس دیتا ہے[464]۔

یہ رسم الخط 10 ویں صدی میں تیار ہوا اور 15 ویں صدی میں سید حمد اللہ نے اس کی اصلاح کی اور 17 ویں صدی کے آخر میں، ثلث کو اپنا مقام حاصل ہوا۔ یہ رسم الخط پوری اسلامی دنیا میں قرآن مجید اور فن تعمیر کے

---

[462] Stefan Heidman op. cit. pp. 167.
[463] Danish Moin, op. cit. 2019. p. 19
[464] Hee Sook Lee Niinioja, op. cit. p. 38.

عمدہ نوشتہ جات کو لکھنے کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ اب یہ رسم الخط متروک ہے لیکن عملی طور پر اب بھی "بسم اللہ" لکھنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے[465]۔

ہندوستان میں خطاطی کی ترقی کو مزید فروغ ملا کیونکہ ہندوستانیوں نے اپنے سکوں پر خطاطی کے طغرا انداز کو لاگو کیا۔ طغرہ طرز کا پہلا حوالہ عثمانی حکمران عامر سلیمان (1403-10) کے سکوں پر دیکھا گیا[466]۔ ہندوستانی سکوں پر خطاطی کا طغرا انداز 15 ویں صدی میں کسی وقت متعارف ہوا تھا اور جونپور اور بنگال سلاطین کے حکمرانوں کے سکوں پر اچھی طرح سے دیکھا گیا تھا[467]۔ عادل شاہی اور مغلوں کے چند سکے بھی خطاطی کے طغرا انداز کے ساتھ رپورٹ ہوئے ہیں۔

ہندوستان نے ثقافت، مذہب اور نوشتہ جات کی شکل میں صفوی خاندان کے عظیم اثرات کو تسلیم کیا۔ خطاطی پر بھی اس کا اثر پڑا اور خطاطی کے نستعلیق انداز کو بھی ہندوستانی سکوں پر جگہ ملی[468]۔ خطاطی 16 ویں صدی میں فارس میں تیار ہوئی اور فارسیوں نے اپنی زیادہ تر تحریریں نستعلیق میں کیں۔ نستعلیق کی خوبصورتی اور طاقت موٹی اور پتلی، کھلی اور بند، اور چھوٹے اور لمبے اسٹروک کی متوازن تقسیم، حروف اور حروف کے امتزاج کی خوبصورت شکل میں، اور اس ہم آہنگی اور مطابقت میں ہے جس کے ساتھ حروف اور الفاظ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ خطاطی کی خاص قسم نے فارسی ثقافتی اثر کے زیر اثر علاقوں میں مقبولیت حاصل کی جو عثمانی ترک مصریوں سے لے کر ہندوستان کے مسلمانوں تک پھیلی ہوئی تھی[469]۔ فارس میں نستعلیق کا عظیم دور صفوی دور کا

---

[465] Amjad Parvez, "Origination, Development, and Types of Islamic calligraphy". *Al-Adwa Research Journal, Sheikh Zayed Islamic Centre,* University of Punjab. 2016. p. 3.
[466] Hee Sook Lee Niinioja, op. cit. p. 34.
[467] Sayed Ejaz Hussain, "Symbolism and the state Authority: Reflections from the Art on Indo Islamic Coins", *Indian Historical Review* Sage Publications London. 2013. p. 17-40.
[468] Mahnaz Shayesteh Far, "The impact of the Religion on the Painting and Inscriptions of the Timurid and the early Safavid Period", *Central Asiatic Journal,* Vol. 47, No. 2, 2003. p. 250-293.
[469] Annemarie Schimmel and Barbar Rivolta, "Islamic Calligraphy", *The Metropolitan Museum of Art Bulletin* New Series, Vol. 50, 1992. p. 32.

پہلا نصف تھا جس نے سلطان علی مشہدی اور میر عماد حسینی سیفی جیسے عظیم خطاطوں کو دیکھا۔ اس قسم کی سرپرستی مغلوں نے اپنے سکوں میں کی[470]۔ کشمیر کے سلطان نے اپنے بعد کے دور حکومت میں بھی نستعلیق خطاطی کا استعمال کیا تھا۔

سلطنت دہلی کے عظیم ثقافتی اثرات کو دکن کی سلطنتوں میں بھی دیکھا گیا ہے۔ بہمنی سلطنت کے ابتدائی حکمرانوں نے خطاطی کے نسخ طرز کا استعمال کرتے ہوئے دہلی سلاطین کی طرز پر اپنے سکے جاری کیے۔ بعد میں انہوں نے سکہ بندی کا اپنا انداز متعارف کرایا اور خطاطی کا الگ انداز اپنایا۔ علاؤالدین بہمن شاہ نے خطاطی کے نسخی انداز میں سکے جاری کیے۔ تاہم ان کے جانشینوں نے اپنے سکوں پر نئی خطاطی 'ریحانی' یا بجائے محقق کو اپنایا[471]۔ ریحانی پہلی بار نویں صدی کے دوران تیار ہوا اور غالباً نسخ سے ماخوذ تھا۔ اس کی خصوصیات نسخ، ثلث اور محقق کے ساتھ مشترک ہیں۔ زیادہ نزاکت کے باوجود اس میں ثلث کی کچھ خصوصیات بھی ہیں۔ ریحانی کی ایک اور خصوصیت، ثلث کے مقابلے میں، یہ ہے کہ اس کے عمودی اسٹروک سیدھے اور بڑھے ہوئے ہیں۔ محقق کی طرح ریحانی کے منحنی خطوط تھوڑا زاویہ دار ہیں، تقریباً افقی طور پر بائیں طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یہ رسم الخط محقق کے قریب ہو گیا، جسے ایک بہن اسکرپٹ کے طور پر سمجھا جاتا ہے، لیکن اس نے قلم کے ساتھ تقریبا نصف چوڑا لکھا ہے جتنا کہ محقق کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ریحانی بڑے قرآن کے لیے پسندیدہ رسم الخط تھا اور فارس میں خانید ثانی سلطانوں کے دور میں ترجیح دی جاتی تھی جو مصر کے مملوک سلاطین کے ہم عصر تھے[472]۔ تاہم، اس کے بعد کے حکمرانوں نے خطاطی کے ثلث انداز کو بھی استعمال کیا ہو گا[473]۔

---

[470] Danish Moin, "Decorative Art on Mughal and Sultanate coins", *Numismatic Digest* Vol. 34-35. 2011. pp. 134.
[471] B N Mukherjee," Some Aspects of Art in the coins of the Early Medieval India", *Numismatic Studies* Vol. 7. 2005. p. 84.
[472] Hee Sook Lee- Niinioja, op.cit. 2018. p. 30.
[473] B N Mukherjee, op.cit. p. 88.

بہمنی خاندان کے جانشین بھی پیچھے ہٹنے والے نہیں تھے، اپنی سکوں کی خطاطی کو اپنانے میں بیجاپور کے عادل شاہی نے خطاطی کا طغرا انداز اپنایا اور احمد نگر کے نظام شاہی اور گولکنڈہ کے قطب شاہی نے خطاطی کا نستعلیق انداز اپنایا[474]۔ مغل بادشاہوں نے ان پر خوبصورت خطاطی کے سکے تیار کر کے قرون وسطیٰ کے سکوں میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا۔ ان کا سکہ بنیادی طور پر خطاطی کے نستعلیق طرز کے ساتھ جاری کیا گیا تھا۔

## بہمنی سلاطین کا خطاطی نوشتہ:

دکن عربی اور فارسی نوشتہ جات سے بہت مالا مال ہے جو بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ سکوں سے متعلق ثبوت بھی عربی اور فارسی دونوں نوشتوں پر مشتمل سکوں کی اچھی تعداد کو ظاہر کرتے ہیں۔ سکوں کے نوشتہ جات کی وضاحت پچھلے باب میں کی گئی ہے اس باب میں خطاطی نوشتہ جات، سکے اور حاشیہ نگاری کے تقابلی مطالعہ پر توجہ دی جائے گی۔

صدیوں کے گزرنے کے ساتھ خطاطی نوشتہ جات میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ قلعوں کی عمارتوں، مذہبی عمارتوں، عوامی افادیت کے کاموں وغیرہ کی یاد دلاتے ہیں، جبکہ کچھ میں شاہی احکامات کے متن کی شمولیت دکھتیں ہیں۔ مختصراً، وہ دکن کی تاریخ کے لیے ایک قیمتی ماخذ فراہم کرتے ہیں جس سے وہ تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر نوشتہ جات مذہبی عمارتوں جیسے مساجد اور مقبروں، سیکولر عمارتوں، اور جگہوں جیسے قلعوں، شہر کی دیواروں، گیٹ ویز، محلات، خوشی کے پویلین، باغات، ڈیموں اور پشتہ بندی، اور کارواں سرائیوں اور ثقافتی گھروں جیسے اسکولوں میں پائے جاتے ہیں۔ کچھ اپی گرافس ایسے بھی ہیں جن میں حکومتی اور عوامی سرگرمیوں کے مختلف محکموں سے منسلک انتظامی احکامات ہوتے ہیں۔ ان میں سے کچھ اپی گرافس بادشاہی کی حدود اور غیر منقولہ جائیداد کی نشاندہی کرتے ہیں اور کچھ سڑک کے نشانات کے طور پر کام کرتے ہیں[475]۔

---

[474] Danish Moin, op. cit. 2018. p. 56.
[475] J Horovitz, op. cit. 1910. p. 30-144.

بہمنی اور اس کی موروثی حکومتوں کے حاشیہ نگاری نوشتہ جات بڑی تعداد میں سوائے بیرار کی عماد شاہی اور بیدر کی بارد شاہیوں کے ملتے ہیں۔ یہ ریکارڈس دکن کے بعض علاقوں کی سیاسی صورت حال کے تعین کرنے میں قابل قدر اور قطعی ثبوت فراہم کرتے ہیں[476]۔

کتبے سائز میں بڑے تھے انہوں نے زیادہ جگہ حاصل کی اور عمارت کی بڑی تفصیل پر مشتمل ہے، جبکہ سکے چھوٹے سائز کے تھے اور ان پر صرف چند قابل توجہ نوشتہ کندہ کیا جا سکتا تھا۔ لہٰذا، دونوں بنیادی ماخذ کا تقابلی مطالعہ فطرت میں بہت الگ ہے۔

مسلمان بادشاہ قرآنی آیات کو پتھروں میں استعمال کرتے تھے، تحریر کے آغاز میں، نوشتہ، قرآن کی تلاوت کو مسلمانوں کی طرف سے ایک مستحسن عمل سمجھا جاتا ہے اور یہ ان کی مذہبیت کا ایک اہم حصہ ہے۔ ہندوستان میں، مسلمان قرآن کی تلاوت شوق سے کرتے ہیں، لیکن عام طور پر لغوی معنی کو نہیں سمجھتے ہیں۔ اس کے باوجود، وہ اسے اب بھی ایک عمل کے طور پر دیکھتے ہیں جو تلاوت کرنے والے کو خدا کے قریب لاتا ہے اور اسے یا اس کے الٰہی فضل (برکات) اور نور (نور) کو جیتتا ہے[477]۔ ایک حدیث خاص طور پر ہندوستانی کتبات میں عام ہے حالانکہ یہ دوسرے ممالک کے کتبات میں شاذ و نادر ہی پائی جاتی ہے۔ "جو خدا کے لیے عبادت گاہ بنائے، چاہے وہ قطا پرندے کے گھونسلے کی مانند ہو، اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا"[478]۔

مساجد پر نوشتہ جات ان کی تعمیر کی تاریخ کے ساتھ کندہ کیے گئے تھے اس لیے اسے فن تعمیر کی تاریخ کے لیے ایک قیمتی ماخذ سمجھا جاتا ہے۔ مقبرے کے پتھروں پر لکھے ہوئے نوشتہ جات بھی اکثر تاریخی اہمیت کے حامل ثابت ہوتے ہیں کیونکہ ان میں سے اکثر میں کسی حکمران یا حکمران خاندان کے کسی فرد، اس دور کے مشہور سنت یا دیگر معروف افسانوں کی موت درج ہوتی ہے۔ اس کا معروف حوالہ گولکنڈہ کے قطب شاہی حکمرانوں کے

---

[476] Ibid.
[477] Tahera Qutubuddin, "Arabic in India: A Survey and Classification of its Uses, Compared with Persian". *Journal of The American Oriental Society*, Vol. 127. (No.3), 2007. p. 315-338.
[478] J Horovitz, op. cit. p. 32.

مقبرے ہیں۔ جیسا کہ ان کے مقبروں پر مختصر سوانح لکھی ہوئی ہے جیسے نام تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات۔ وہاں حکمرانوں کے مقبروں کے علاوہ ان کے رشتہ داروں کی قبریں بھی ملتے ہیں۔

حکام کی ایک بڑی تعداد – وزراء، گورنر، کمانڈر، اور محکموں کے ناموں کا بھی ذکر ملتا ہے۔ مختلف سطحوں پر عہدیداروں اور گورنروں کی جانشینی کی فہرستوں میں اہم روابط ان کے ذریعہ پیش کیے گئے ہیں۔ وہ ان اہم عہدیداروں کے نام اور القابات درج کرتے ہیں جن کا تاریخ اور سرگزشت میں ذکر تک نہیں ہے۔ اس طرح ہمیں خلجی، تغلق، بہمنی اور سلطنت کے عہدیداروں کے نام ملتے ہیں جن کے بارے میں ہمیں سوائے ان نوشتہ جات کے اور کچھ معلوم نہیں ہوتا۔

اپی گراف عمارت کے مقاصد کے بارے میں بھی بتاتا ہے، خواہ یہ خیراتی کام کرے، یا عوامی افادیت جیسے مذہبی یا سیکولر مقاصد کے لیے وقف، بندوں اور پشتوں کی تعمیر، ٹینک، کنوئیں، عوامی ریسٹ ہاؤس اور سرائے، سنگ میل وغیرہ۔

Numismatic اور Epigraphy کے درمیان تعلق کو سمجھنے کے لیے درج ذیل اپی گرافک معلومات جمع کی گئی ہیں۔ یہ نوشتہ جات بنیادی طور پر Epigraphia Indo Moslemica اور Epigraphic Indo Arabic فارسی سپلیمنٹ میں شائع شدہ نوشتہ جات اور خطاطی کے مواد کا احاطہ کرتی ہے۔

موجودہ حصے میں بہمنی سلطنت کے نوشتہ جات کا جائزہ لیا گیا ہے، نو حکمرانوں اور ان کے 47 حاشیہ نگاروں کا انتخاب کیا گیا ہے اور حکمران وار مطالعہ کیا گیا ہے۔ مطالعہ میں درج ذیل تفصیلات شامل ہیں: دریافت کی جگہ، مواد، نوشتہ کی زبان اور خطاطی کی قسم اور نوشتہ جات کا تجزیہ۔

سکے کے نوشتہ جات اور اپی گرافک نوشتہ کے درمیان مماثلت اور فرق کا تجزیہ کرنے کے لیے ڈیٹا اکٹھا کیا گیا ہے۔ تقابلی مطالعہ کا تجزیہ کرنے کے لیے، ہم سب سے پہلے سکے سے متعلق نوشتہ کے مواد کا جائزہ لیں گے اور اس کے بعد اپی گرافک نوشتہ کا جائزہ لیا جائے گا۔

**علاؤالدین بہمن شاہ:** 748-760 / 1347-1359

علاؤالدین بہمن نے دہلی کے سلطان علاؤالدین خلجی کی طرز پر سکے جاری کیے تھے۔ اس نے سونے چاندی اور تانبے کے سکے بنائے تھے جن پر مختلف قسم کے افسانے لکھے ہوئے تھے۔ اپنے سونے اور چاندی کے سکوں میں اس نے ایک طرف سلطان الاعظم علاء الدنیا والدین ابو المظفر بہمن شاہ اور دوسری طرف سکندر الثانی یامین الخلفاء ناصر امیر المومنین لکھا ہوا تھا۔ اس نے اپنے تانبے کے سکوں میں ایک چھوٹا سا افسانہ کندہ کیا جس کے ایک طرف علاء الدنیا والدین اور دوسری طرف بہمن شاہ السلطان تھا۔

بہمن شاہ کے افسانے بہت کم تعداد میں شائع ہوئے ہیں۔ تاہم موجودہ مطالعہ میں بہمن شاہ کا ایک نوشتہ تحریر شامل ہے۔

**نوشتہ نمبر 1**

**کتبہ پر تحریر شدہ مواد:**

یہ تحریر زنجیری دروازے گلبرگہ کی مسجد میں ملی[479]۔ اس میں سیف الدولہ شاہ ثالبیہ کی طرف سے سن ہجری 754 (1353ء) میں مسجد کی تعمیر علاؤالدین بہمن شاہ کے دور میں درج ہے۔

[479] E. Denison Ross, Major T. W. Haig, LA, "Inscriptions in Gulbarga", *Epigraphia Indo Moselmica*. 1907-1908, p. 1.

## سکہ اور کتبہ کی تفصیل:

Obverse: سلطان الاعظم علاؤالدین والدین ابو المظفر بہمن شاہ السلطان
Reverse: سکندر الثانی یامین الخلافہ ناصر امیر المومنین۔ تاریخ واضح نہیں ہے۔

Courtesy- Rajgor Auction Catalogue

این مسجد مبارک اللہ تعالی و تبارک بعهد بانی مبانی و قبلہ اقبال سعادات خدایگان سلاطین علأالدنیا والدین ابوالمظفر بهمن شاه عمر اللہ دولتہ بناه امیدوار حضر کبریا سیف الولہ شاه زکریا در شهور سنہ اربع و خمسین ا سبعمأه عمارت کرد تا ابد الاباد آباد باد بحق عامر بیت معمعر و کعبہ مشهو

Epigraph No. 1 (Courtesy EIM 1959-61)

## تحریری تجزیہ:

کتبہ میں کندہ نوشتہ پر حکمران کا انداز 'علاؤالدنیاوالدین ابوالمظفر بہمن شاہ' تھا[480]۔

اس نوشتہ میں سلطان کالقب علاؤالدنیاوالدین ابو المظفر بہمن شاہ کندہ ہے۔ اسی طرح کالقب ہم اس کے سونے اور چاندی کے سکوں پر بھی دیکھ سکتے ہیں جیسا کہ السلطان الاعظم علاؤالدین والدین ابو المظفر بہمن شاہ بحیثیت سلطان[481]۔ اس کے علاوہ خطاطی کے اسلوب میں بھی مماثلت ہے، دونوں، کتبہ کے ساتھ ساتھ خطاطی کے نسخ طرز میں لکھے ہوئے سکے۔

اس کتبہ کے مذہبی مواد میں بتایا گیاہے کہ مسجد اللہ کے نام پر بنائی گئی تھی اور اللہ کی تعریف کے علاوہ کوئی اور مذہبی معلومات نہیں ملتی ہے۔ تاہم، سکوں کے نوشتہ پر یامین الخلافہ ناصر امیر المومنین کا ذکر ہے۔ کتبہ کو

[480] Ibid
[481] Abdul Wali Khan, *Bahmani Coins*, Department of Archaeology and Museums the Govt. of Telangana (reprinted) 2017, Stan Goron and Goenka, op. cit. p. 290-

عربی اور فارسی میں خطاطی کے نسخ انداز کے ساتھ کندہ کیا گیا تھا جبکہ سکوں کا نقشہ عربی زبان میں خطاطی کے نسخ طرز کی طرح لکھا گیا ہے۔ کتبہ میں بلڈر کا نام سیف الدولہ شاہ ذکر یا درج ہے۔

یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ عربی اور فارسی دو مختلف زبانیں ہیں لیکن دونوں زبانوں کا رسم الخط ایک ہی ہے جسے عام طور پر عربی نوشتہ کہا جاتا ہے۔ اس میں خطاطوں کا نام نہیں ہے۔

**محمد شاہ اول:** 760-777 /1359-1375

محمد شاہ اول نے شروع میں دہلی سلطنت کی طرز پر سکے جاری کیے تھے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس نے اپنے سکوں میں کچھ اہم نوشتی تبدیلیاں کیں۔ ان کے سونے اور چاندی کے سکوں پر لکھی ہوئی تحریر میں "سلطان الاحد والزمان حامی ملت رسول الرحمن" کا ذکر ہے۔ اپنے سونے کے سکوں (دینار)[482] میں وہ خود کو محمد حسن بہمنی بھی کہتے ہیں۔ اس کے تانبے کے سکوں پر بھی مختلف قسم کے نوشتہ جات دیکھے گئے جو دہلی سلطنت کے سکوں سے مختلف تھے۔ پچھلے باب میں تفصیلی بحث ہو چکی ہے۔

اس کی نمائندگی مختلف قسم کے نوشتہ جات میں سکوں اور کتبات دونوں میں کی گئی ہے۔ موجودہ مطالعہ میں حکمران کے پانچ حاشیہ نگاروں کا انتخاب کیا گیا ہے اور ان کا یہاں تجزیہ کیا جا رہا ہے۔ یہ نوشتہ جات کئی جگہوں سے جمع کیے گئے تھے جیسے کہ گلبرگہ قلعہ، دولت آباد میں عید گاہ کا محراب، کنویں کی دیوار وغیرہ۔

نوشتہ نمبر 1

**کتبہ پر تحریر شدہ مواد:**

یہ نوشتہ[483] گلبرگہ میں عربی زبان میں کندہ پایا گیا، جس پر نسخ میں خوبصورتی سے خطاطی کی گئی تھی۔ نوشتہ جات بڑی مسجد کی تکمیل کے بارے میں یادگار ہے۔

---

[482] Stan Goron and Goenka, op. cit. p. 292 (BH25)
[483] E. Denison Ross, op. cit. p. 6.

## سکہ اور کتبہ کی تفصیل:

**Obverse:** سلطان الاحد والزمان حامی ملت رسول الرحمن

**Reverse:** ابو المظفر محمد شاہ بن بہمن شاہ السلطان

Courtesy- IIRNS

هذا المسجد احوج عباد اللہ الی رحمتہ ومغفرتہ وبالهامہ اللطیف وتوفیقہ الشریف رفیع بن شمس بن منصور القزوینی فی عهد السلطان المعظم القهرمان المکرم ابی المظفر محمد شاه السلطان بن السلطان شید اللہ ارکان دولتہ داعیا منہ التجنب عن السمعۃ والریا راجیا منہ القبول بالرحمۃ والرضا فی الرابع من شهر الاول سنۃ تسع وستین وسبعمائۃ واللہ اعلم بالصواب

*Epigraph No. 2. Courtesy- EIM 1907-1908*

## تحریری تجزیہ:

موجودہ کتبہ میں حکمران کو مختلف القابات سے نوازا گیا۔ پہلے نوشتہ میں اس کا نام السلطان المعظم القھرمان المکرم محمد شاہ السلطان بن السلطان لکھا ہوا ہے۔

السلطان ایک فارسی عربی لقب ہے جس کا لفظی معنی ہے اسلامی تاریخ کے عباسی دور سے خود مختار حکمرانوں کے لیے اختیار / خود مختاری۔ یہ لقب دہلی کے سلطانوں اور صوبائی سلطانوں نے استعمال کیا تھا۔ تاہم، اس طرز کو پہلے بہمنی سلاطین نے بھی برقرار رکھا تھا۔ محمد شاہ نے جملے کو سکوں پر نہیں کندہ کیا تھا بلکہ اس نے اسے اپنے اپی گرافس پر کندہ کرایا تھا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ افسانوی المعزم القھرمان المکرم نوشتہ میں نئے الفاظ ہیں اور کبھی بھی سکے کے نوشتہ پر نظر نہیں آئے ہیں جبکہ دوسرا عنوان عام طور پر استعمال ہوتا ہے۔

المعظم عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں عزت دار اور عظیم۔ یہ اصطلاح دہلی کے سلطانوں نے اپنے سکوں پر استعمال کی تھی۔ التمش پہلا حکمران تھا جس نے اسے اپنے سکوں پر لکھا اور اس کے بعد اس کے جانشین آئے، جبکہ بہمنی حکمرانوں نے اپنے سکوں پر یہ اصطلاح استعمال نہیں کی تھی، یہ اپی گراف میں اصطلاح کا

پہلا ثبوت ہے۔ القہرمان فارسی زبان کا لفظ ہے جو ہیرو کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ قہرمان قتیل کے نام سے فارسی میں ایک نثر لکھی گئی ہے۔ یہ بہادری اور ایڈونچر کا رومانس ہے[484]۔ یہ فارسی میں ایک مقبول اصطلاح ہے، اور بہمنی سلاطین فارسی زبان کی ثقافت اور ادب کے سرپرست تھے۔ المکرم ایک فارسی عربی لقب ہے جس کا مطلب ہے معزز اور سخی۔ مختلف عنوان مغلوں کے ذریعہ استعمال کیا جاتا تھا۔ اس لیے اس نے یہ تمام القاب اپنے آپ کو ایک عظیم اور طاقتور بادشاہ ظاہر کرنے کے لیے استعمال کیے تھے۔

اس نوشتہ میں ہم دو قسم کی معلومات کا موازنہ کر سکتے ہیں پہلی یہ کہ محمد شاہ اسلام کے سنی عقیدے کے ماننے والے تھے، دوسری ان کی کنیت اور لقب ابو المظفر محمد شاہ تھا۔ ان کے تمام سکوں پر اسی طرح کی کنیت اور لقب کندہ تھے۔ سکوں پر مکمل افسانوں کو پڑھا جا سکتا ہے، ایک طرف محمد شاہ السلطان ابنِ السلطان اور دوسری طرف سلطان الاحد والزمان ابو المظفر[485]۔

اس کے علاوہ خطاطی کے اسلوب میں کنیت اور لقب کی مماثلت نہیں پائی جاتی ہے۔ سکوں پر خطاطی کے ریحانی انداز میں کندہ کیا گیا تھا جبکہ نوشتہ خطاطی کے نسخ انداز میں کندہ تھے۔ یہ تحریر اللہ کی حمد میں لکھی گئی تھی جسے اس کی مہربانی اور بخشش اور رحمت کے ساتھ ساتھ اس کی محبت بھری رہنمائی کی بھی ضرورت ہے۔ اللہ کی حمد وثناء مملکت کی مضبوطی کے لیے ہے۔ مجموعی طور پر وہ اللہ کے لیے اپنی عظیم تقویٰ کو ظاہر کرتا ہے جو مسلمانوں کا سب سے بڑا استون ہے، ''اللہ پر ایمان رکھنا''۔ لہٰذا، سکوں کا کندہ، سلطان الاحد والزمان حامی ملت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تقویٰ کے بارے میں ہمارے گمان کو تقویت دیتا ہے۔

---

[484] Ulrich Marzolph, "Persian Popular Literature in the Qajar Period", *Asian Folklore Studies*, Vol. 60, No. 2, 2001, p. 215-236.
[485] Stan Goron and Goenka, op. cit. p. 292 (BH 27)

نوشتہ نمبر2

## کتبہ پر تحریر شدہ مواد:

یہ نوشتہ [486]مہاراشٹر کے اورنگ آباد ضلع کے دولت آباد میں واقع عید گاہ کے مرکزی محراب میں پایا جاتاہے۔ یہ نوشتہ ثلث حروف سے اور فارسی زبان میں سجاہوا ہے۔ اس میں ذکر ہے کہ نماز گاہ کی تعمیر محمد شاہ کے دور حکومت میں 1359 عیسوی میں الغ قطغل بہرام خان نے کروائی تھی۔

## سکہ اور کتبہ کی تفصیل:

**Obverse:** ابوالمظفر

**Reverse:** ابن بہمن شاہ شاہ السلطان

Courtesy- Numista

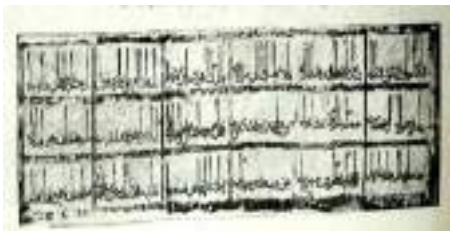

نماز گاہ همایون زعون و فضل الہ بشکل طرفہ در آمد
مدار دنیا سلطان مشرق و مغرب جهان کشاً بعهد ظل الله
بنا نهاد الغ قتلغ زمان و زمین یل محمد شہ ابن شاهنشاه
بماه فرخ شوال و سال معظم بهر امخخان ستاره سپا
هفصد و شست چه مه که سال دگر آورد چهارم
ماه

*Epigraph No. 2. Courtesy- EIM 1964*

## تحریری تجزیہ:

اس نوشتہ میں حاکم کا تذکرہ یوں کیا گیاہے،

[486] A. A. Kadiri, "Inscriptions of the Bahmani's of Deccan", *Epigraphia Indica Arabic and Persian Supplement* (In continuation of Epigraphia Indo Moselmica), 1964, p. 21.

در آمد بعهد ظل اللہ مداردنیا سلطان مشرق و مغرب جهان کشأ محمد شہ ابن شاہنشاہ کا مطلب ہے اللہ کا سایہ، دنیا کا محور، مشرق و مغرب کا حکمران، عالمی فاتح، مرحوم شہنشاہ کا بیٹا محمد شاہ۔

اس نوشتہ میں حکمران کا ذکر خدا کا سایہ، اور مشرق و مغرب کے فاتح کے طور پر کیا گیا ہے، خاص نوشتہ سکہ کے نوشتہ سے میل نہیں کھاتا، لیکن، نوشتہ کا آخری حصہ، محمد شہ ابن شاہنشاہ (شہنشاہ کا بیٹا) کسی طرح سے سکوں کے نوشتہ سے ملتا ہے کیونکہ اس پر محمد شاہ بن بھمن شاہ السلطان، (محمد شاہ بن بہمن شاہ بطور سلطان) لکھا ہوا ہے جو سکوں کے نوشتہ سے ملتا جلتا ہے۔ اس نوشتہ پر عربی الفاظ میں ہجری کی تاریخیں بھی درج ہیں، تاریخ 760 ہجری، اور ہندسوں میں یہی تاریخ محمد شاہ کے تانبے کے سکوں پر بھی نظر آتی ہے۔

اس کے علاوہ خطاطی کے اسلوب میں اس کے حکمرانوں کے ناموں کی مماثلت نہیں پائی جاتی[487] ہے۔ سکے خطاطی کے نسخ انداز میں کندہ کیے گئے تھے جبکہ نوشتہ کے ثلث انداز میں کندہ تھے۔ اس تحریر میں مذہبی معلومات کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

### نوشتہ نمبر 3:

### کتبہ پر تحریر شدہ مواد:

یہ نوشتہ[488] فارسی زبان میں ہے جو گلبرگہ میں خواجہ شیخ محمد سراج الدین جنیدی کے مقبرے کے قریب ایک کنویں کی بیرونی شمالی دیوار سے ملا ہے۔ یہ خطاطی کے نسخ انداز میں کندہ تھا۔ اس میں ترکوں کے امیر ابو محمد تبریزی کی طرف سے 1367 عیسوی میں محمد خلخالی کی اولاد خواجہ کبیر کی نگرانی میں کنویں کی تعمیر کا ریکارڈ ہے۔

---

[487] Goron and Goenka, op.cit. p. 293, (BH 37)
[488] A. A. Kadiri, op.cit. 1964, p. 23.

بہمن شاہ کے بیٹے محمد شاہ کے دور میں۔ بلڈر اور سپر وائزر کے بارے میں اس سے بڑھ کر کچھ معلوم نہیں ہے جو کتبہ میں لکھا گیا ہے۔

## سکہ اور کتبہ کی تفصیل:

**Obverse:** ابو المظفر محمد شاہ

**Reverse:** ابن بہمن شاہ شاہ السلطان

Courtesy- Numista

*Epigraph No. 3. Courtesy, EIM 1964,*

خاصہ آن صاحب جودی کہ بنا کرد زاخلاص
مسجدی را کہ شدہ از برکت طاق بگیہان
----------شہ دھر و سلیمان زمانہ کہ عیان
گشت ز ملکش ہمۂ **ملک سلیمان**
**شاہ دین پرور و دیندار محمد شہ اعظم**
**.....جہانگیر جہان بخش جہان بان**
گشت چون ہفتصد ہشتاد و یک از روی سنین
شد عمارت----------از کرم و رحمت یزدان

## تحریری تجزیہ:

اس نوشتہ پر حکمران اور اس کے والد کا نام درج تھا۔ کتبہ نے اسے اس طرح بیان کیا ہے۔ زمانہ محمد شہ بن بھمن شاہ ھست مہر جہان تاب و سایۂ یزدان وقت کا بادشاہ محمد شاہ ولد بہمن شاہ، اور زمانہ عدل کے عالمی تقسیم کار، خدا کا سایہ۔

بادشاہ کا نام اور لقب ہی کتبہ اور سکے کے درمیان مماثلت ہے۔ دونوں جگہوں پر محمد شاہ بن بہمن شاہ کا لقب کندہ ہے۔ مکمل افسانہ ابو المظفر محمد شاہ بن بہمن شاہ کے طور پر پڑھا جا سکتا ہے[489]۔

[489] Stan Goron a Goenka, op. cit. p. 293, (BH 37).

اس کے علاوہ خطاطی کے اسلوب میں بھی حکمرانوں کے ناموں میں مماثلت پائی جاتی ہے کیونکہ دونوں جگہوں پر خطاطی کے نسخ انداز میں لکھا ہوا ہے۔ پچھلے کتبہ کی طرح اس تحریر میں بھی کسی مذہبی معلومات کا ذکر نہیں ہے۔

## نوشتہ نمبر 4 :

### کتبہ پر تحریر شدہ مواد:

چوتھا نوشتہ مہاراشٹر کے اورنگ آباد ضلع میں خلد آباد میں حضرت برہان الدین کی درگاہ سے ملتا ہے۔ یہ فارسی مصرعہ اور نسخ حروف میں کندہ ہے۔ اس میں محمد شاہ اول کے دور حکومت میں AD 71-1370 میں خان اعظم اسدر خان کے ذریعہ کنویں کی تعمیر کا ریکارڈ ہے۔

### سکہ اور کتبہ کی تفصیل:

**Obverse:** ابوالمغازی

**Reverse:** محمد شاہ

Courtesy- Marudhar Art

شد این بأین بنا لیکن چہ بایین کہ دیگر
هم مناسب نیست یا این
بعهد **دولت شاه محمد** کہ عمرش باد
افزون یا رب آمین
**جهانگیر زمان اسکندر عهد کہ ساید پای**
**تختش فرق پروین**
عز و تمکین

Epigraph No. 4 Courtesy - EIM, 1964

### تحریری تجزیہ :

تحریر میں محمد شاہ اول القابات سے نوازا گیا، بعهد دولت شاه محمد جهانگیر زمان اسکندر عهد کہ ســـاید پای تختش فرق پروین اس وقت کے فاتح اور عمر کے سکندر اور یہ بھی ذکر کرتے ہیں کہ

اس کا پاؤں Pleiades کی پیشانی کو چھوتا ہے۔ اس تحریر سے اس نے پورے دور حکومت میں بادشاہ کی حاکمیت اور برتری کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس بیان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ان کا دور کامیابیوں اور خوشیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اگرچہ اس نے اپنے سکوں پر سکندر کا لقب استعمال نہیں کیا تھا، لیکن اس کا ذکر اس کے اپی گرافک شواہد میں ملتا ہے، جو اس کے دور میں اس کی طاقت کو واضح طور پر بیان کرتے ہیں۔ اگرچہ اس کے چاندی کے سکوں پر فاتح محمد شاہ[490] کے والد 'ابو الغازی محمد شاہ' کے نام سے لکھا ہوا ہے۔ کتبہ میں اسے وقت کا فاتح کہا گیا تھا۔ سکہ اور کتباتی نوشتہ کے معنی میں مماثلت پائی جاتی ہے۔

اس کی مماثلت کے علاوہ خطاطی کے انداز میں بھی مماثلت پائی جاتی ہے۔ سکے اور اپی گراف خطاطی کے نسخ انداز میں کندہ تھے اور کوئی مذہبی معلومات کا ذکر نہیں ہے۔

## نوشتہ نمبر 5

### کتبہ پر تحریر شدہ مواد:

گلبرگہ میں باری مسجد کے مین گیٹ پر نوشتہ دار سلیب لگا ہوا ہے[491]۔ یہ فارسی خطوط میں تھا اور آیت دور سم الخط نسخ اور طغرہ میں لکھی گئی تھی۔ مقالہ میں بتایا گیا ہے کہ ایک مسجد اور ایک کنواں رجب بن جلال نے، جو ایک اعلیٰ عہدے کے عہدے دار تھا، نے 1372ء میں ابو المظفر محمد شاہ کے دور میں تعمیر کروایا تھا۔

---

[490] Stan Goron and Goenka, op. cit. p. 293, (BH 33).
[491] A. Kadiri, op. cit. p. 21

## نوشتہ کی تفصیل:

**اللہ کی تعریفین**
**ظل** اللہ فی الارضین خلیفۃ الرحمن امیر ذو الامن و الامان لاھل الایمان وارث ملک **سلیمان ابو المظفر محمد شاہ السلطان بن السلطان خلد اللی ملکہ و سلطانہ و اعلی امرہ و شانہ این مسجد فرقد سا.**
تاریخ پنجم ماہ ربیع الاول سال بر ھفتصد ھفتاد چھار از ھجرت نبی مختار خاتم المرسلین رسول

*Figure 154 Epigraph No. 5 Courtesy – EIM, 1964*

## تحریری تجزیہ:

کتباتی نوشتہ میں حکمران کالقب درج ہے۔ظل اللہ فی الارضین خلیفۃ الرحمن امیر ذو الامن و الامان لاھل الایمان ملک سلیمان ابو المظفر محمد شاہ السلطان بن السلطان خلد اللہ ملکہ و سلطانہ یعنی تمام جہانوں میں اللہ کا سایہ (موجودہ دنیا اور موت کے بعد کی دنیا) رحمن کا نائب، رہبر جو کہ مومن کے وارث سلیمان کو امن و سلامتی فراہم کرتا ہے، ابو المظفر محمد شاہ سلطان، سلطان کا بیٹا۔

محمد شاہ کے سکے ایک مشترکہ عنوان جیسے ابو المظفر کے ساتھ جاری کیے گئے تھے اور اس کے بعد اعزازی القاب جیسے سلطان الاحد والزمان، بنا دینال لہ، ابو المغازی، الحکیم... اللہ، المواعد بن نصر اللہ، عبد اللہ وغیرہ۔ جبکہ اس نے اپنے آپ کو ظل اللہ فی ارضین یعنی دونوں جہانوں میں اللہ کا سایہ، رحمن کا نائب کہا ہے، وہ اپنے آپ کو مومنین کو امن و سلامتی فراہم کرنے والا رہنما تصور کیا۔

محمد شاہ کے سکوں پر خاص لقب امیر ذو الامن و الامان لاھل الایمان لکھا ہوا ہے، لیکن یہی لقب ان کے جانشین مجاہد شاہ کے سکوں پر کندہ تھا[492]۔

[492] Stan Goron and Goenka, op. cit. p. 295, (BH 52).

بسم اللہ الرحمن الرحیم مسلمان اپنے تمام اعمال کا آغاز اللہ کے نام سے کرتے ہیں جو سب سے زیادہ رحم کرنے والا، سب سے زیادہ مہربان ہے، یہ یاد رکھنا کہ سب کچھ اسی کے لیے ہے اور اللہ کے نام سے اس امید پر شروع کرتے ہیں کہ اس کا اجر و ثواب ملے گا۔

**محمد شاہ ثانی:** 780-799/1378-1397

محمد شاہ ثانی نے سونے چاندی اور تانبے کے سکے جاری کیے تھے۔ اس کے سونے کے سکوں پر لکھا ہوا ہے،"المقطفی بن عوام الرحمن المسترشد باللہ المنان عن ناصر لی الویت الاحسن ابو المظفر محمد شاہ السلطان" جب کہ چاندی کے سکوں پر کندہ ہے،"اناصر الدین دیان الحمی لی اہلل ایمان الواصق بطید الرحمن۔ ابو المظفر محمد شاہ السلطان" اور اس کے تانبے کے سکوں پر ایک اور افسانہ ہے،"محمد محمود عبد محمود"۔

ان کے تین نوشتہ جات کا مطالعہ کیا گیا ہے جو مختلف جگہوں سے جمع کیے گئے تھے جیسے گلبرگہ، عاشور خانہ اور رائچور کی مساجد سے۔ تاہم ان نوشتہ جات میں سکوں کی مشابہت نہیں ہے لیکن کنیت اور لقب ایک جیسے تھے۔ کتبات سے جمع کردہ ڈیٹا کو درج ذیل گروپوں میں درجہ بندی کیا جا سکتا ہے۔

نوشتہ نمبر 1

## کتبہ پر تحریر مواد:

یہ نوشتہ[493] ساگر (نصرت آباد) میں نظر آتا ہے۔ یہ محمد شاہ ثانی کے دور حکومت کا قدیم ترین ریکارڈ ہے اور اس کی تاریخ 793 ہجری ہے۔ اس میں ایک سرائے اور ایک دیوار (شہر کی دیواروں) کی تعمیر کا ریکارڈ ملتا ہے جو بادشاہ کے حکم کے تحت کوتوال کے ذریعہ کروایا گیا تھا جس کا نام مبارک تھا۔ یہ تحریری تختی عاشور خانہ کی

[493] Ghulam Yazdani, "Inscriptions of Shahpur, Gogi and Sagar, Gulbarga District", *Epigraphia Indica Arabic and Persian Supplement* (In Continuation of Epigraphia Indo Moselmica), 1931. p. 9.

طرز کی عمارت کی جنوبی دیوار میں نصب ہے جو حضرت منور بادشاہ کے مزار کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ یہ نوشتہ خطاطی کے نسخ انداز میں لکھی گئی فارسی آیات پر مشتمل ہے۔

## سکہ اور کتبہ کی تفصیل:

**Obverse:** القطفی عوامی الرحمن المسترشد باللہ المنان

**Reverse:** انا صرلی الویت الاحسن ابو المظفر محمد شاہ السلطان

Courtesy: Marudhar Art

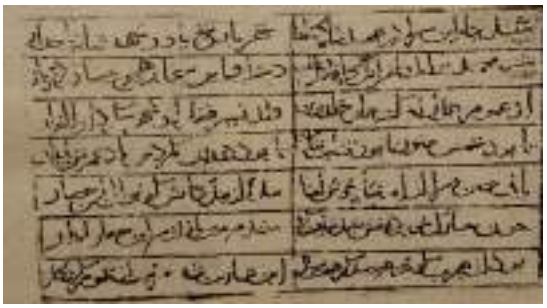

شد بنأ این سرا در عهد شاه کامگار شهریار
تیغ یاور شهنشاه تاجدار
شہ محمد ابوالمظفر آنک کاه فضل
-------دست ار ابر سخایست ----------
از عموم عدل او کشته جهان خلد برین و از
نسیم فضل او شهر سکو دارالقرار

*Epigraph No.6. Courtesy- EIAPS 1931*

## تحریری تجزیہ:

کتبہ میں حکمران کا نام اور لقب درج ہیں۔

در عهد شاه کامگار شهر یار تیغ یاور شهنشاه تاجدار شہ محمد ابوالمظفر۔اس کا مطلب ہے کہ وہ طاقتور بادشاہ اور تلوار چلانے والا اور تاج محمد شاہ ابو المظفر پہننے والا تھا۔ کتبہ میں بہت واضح طور پر حکمرانوں کے نام اور کنیت کا ذکر ہے۔ محمد شاہ ابو المظفر۔ ان کے سونے اور چاندی کے سکوں پر بھی یہی عنوانات نمایاں تھے[494]۔

[494] Goron and Goenka, op. cit. p. 295, (BH 51, BH 52).

مماثلت کے علاوہ، سکوں پر ایک نئی قسم کی خطاطی 'محقق' بھی دیکھی جاسکتی ہے جبکہ اپی گرافس خطاطی کے نسخ انداز میں کندہ تھے۔ مذہبی عقیدے کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔

## نوشتہ نمبر2

### کتبہ پر تحریر شدہ مواد:

یہ نوشتہ [495]حضرت صوفی سرمست کے مقبرے کے قریب تراشی گئی ہے[496] جو ساگر کے شمال میں ایک میل کے فاصلے پر ایک حوض کے قریب واقع ہے۔ اپی گراف فارسی آیت پر مشتمل ہے اور عمارت کی تعمیر کی تاریخ آخری سطر میں درج ہے۔ یہ خطاطی کے نسخ انداز میں کندہ تھا۔

### سکہ اور کتبہ کی تفصیل:

**Obverse:** محمد محمود

**Reverse:** عبد معبود

Courtesy – IIRNS

**در عهد بادشاه جهاندار و تهمن**
**شاه جهان مهمد محمود**

[495] Ghulam Yazdani, op.cit. p. 11.

[496] S K Aruni, "Sagar Provincial Headquarters of the Islamic Deccan", *Bulletin of the Deccan College Post Graduate and Research Institute*, Vol. 56-57, 1996-1997. pp. 219-229.

Epigraph No. 7. Courtesy- EIAPS 1931

## تحریری تجزیہ:

نوشتہ میں حکمران کا نام درج ہے۔بادشـــاہ جهاندار و تهمن شـــاه جهان محمد محمود از نسل شاه بهن و بهمن بادشاہ جہاندار و تہمتن شاہ جہاں محمد محمود شاہ بہمن و بہمن کی نسل سے ہے۔انہوں نے "جہاندار" کا لقب استعمال کیا تھا جو فارسی زبان ہے جس کا مطلب ہے دنیا کا مالک۔ کتبہ میں بادشاہ کا پورا نام محمد محمود ہے جس کی تصدیق اس کے تانبے کے سکے کے نوشتہ جات سے ہوتی ہے[497]۔ ہمارے سامنے اس معلومات کے ساتھ نام کے راز سے نمٹنا مشکل نہیں ہے، کیونکہ لفظ محمد میں بلاشبہ جینیاتی تکمیل ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شہزادہ محمود بہمن شاہ کا فرزند تھا۔ ہیگ[498] نے حکمران کو محمد شاہ ثانی کہا تھا۔

اس کے علاوہ خطاطی کے اسلوب میں بھی اس کی مماثلت پائی جاتی ہے۔ سکوں کے ساتھ ساتھ اپنی گرافس خطاطی کے نسخ انداز میں کندہ تھے۔ مذہبی معلومات کا ذکر نہیں ہے۔

## نوشتہ نمبر 3

## کتبہ پر تحریر شدہ مواد:

یہ نوشتہ[499] گلبرگہ کے شاہ بازار محلہ کی مسجد میں دیکھا گیا ہے جو فارسی نظم میں تھا اور خطاطی کے ناسخ طرز سے مزین تھا۔ اس میں درج ہے کہ مسجد کی تعمیر 11 دسمبر 1379 عیسوی کے درمیان ہوئی تھی۔ اور 9 جنوری 1380ء۔ محمد شاہ ثانی کے دور میں۔

---

[497] Stan Goron and Goenka, op.cit. p. 295, (BH 53).
[498] Haig, *The Cambridge History of India*, Vol. II, 1928. p. 384.
[499] A. A. Kadiri, op. cit. 1964. p. 21.

## سکہ اور کتبہ کی تفصیل:

**Obverse:** المقطفی عوامی الرحمن المستر شد باللہ المنان

**Reverse:** النصیر لی الویات الاحسن ابوالمظفر محمد شاہ السلطان

Courtesy: Marudhar Art

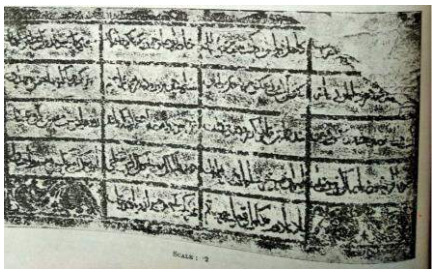

این مسجد مبارک و ----------اهل دین
کز----------بر آسمان زمین
در عهد شهر یاد جهاندار دین پناه سلطان کے
----------جم نگین
شاه جهان محمد کز سعی او شد است ارکان
شرع عالی بنیاد ذو
سنین----------در سال
هفصد و نود و هفت شد تمام میمون مکان از

Epigraph No. 9. Courtesy: EIAPS 1964

## تحریری تجزیہ:

تیسرے کتبے میں حاکم کا ذکر کیا گیا ہے۔

ملک سلیمان شاہ دین پرور و دیندار محمد شہ اعظم --------جہانگیر جہاں بخش جہان بان

ملک سلیمان شاہ دین پرور و دیندار محمد شاہ اعظم جہانگیر جہاں بخش جہاں بان (دنیا کا بادشاہ اور وقت کا سلیمان۔ ایمانی پرورش کرنے والا اور مذہبی ذہن رکھنے والا بادشاہ محمد شاہ، دنیا کو فتح کرنے والا اور دنیا کی حفاظت کرنے والا عظیم حکمران)

ملک سلیمان کا لقب اس نے اپنے سکوں پر استعمال نہیں کیا تھا۔ دونوں اصطلاحات عربی میں تھیں۔ مالک کا مطلب ہے بادشاہ، حاکم اور سلیمان کا مطلب امن والا ہے۔ جہانگیر جہاں فارسی کا لفظ ہے جو دو الفاظ سے بنا

ہے، جہاں کا مطلب ہے دنیا اور گیر کا مطلب ہے قبضہ کرنا۔ اس طرح یہ جہانگیر، دنیا کا فاتح اور معاف کرنے والا بن گیا[500]۔ وہ اپنے آپ کو امن کا حکمران، مذہبی، متقی اور فاتح سمجھتے تھے۔

اپنے سکوں پر اس نے مذہبی القابات استعمال کیے تھے جن میں اللہ پر اس کے ایمان کی نشاندہی ہوتی تھی جیسے المقتفی بی عوامی الرحمن المسترشد بل لہ المنان، النصیر الدین الدیان الحمی لاہلل ایمان الواصق بطید الرحمن، اور بادشاہ کا وہی معنی یا عقیدہ حاشیہ نگاری سے اخذ کیا جا سکتا ہے جیسا کہ اس نے دین پرور و دیندار جیسے الفاظ کندہ کیے ہیں۔

خطاطی کے اسلوب میں کوئی مماثلت نہیں ہے۔ سکے خطاطی کے محقق طرز میں کندہ ہیں جبکہ اپی گرافس خطاطی کے نسخ طرز میں کندہ ہیں۔

**تاج الدین فیروز شاہ:**800-825 / 1397 /1422

تاج الدین فیروز شاہ نے اپنے سونے کے سکوں پر المستنصر باللہ کے عنوان سے الواصق بطید الرحمن ابوالمظفر فیروز شاہ السلطان جیسی مذہبی تحریریں کندہ کی تھیں۔ کلمہ کے ساتھ چند نایاب سکے بتائے جاتے ہیں۔ چاندی اور تانبے کے سکّوں پر مختلف افسانوی داستانیں کندہ تھیں۔

فیروز شاہ کے تین نوشتہ جات کا مطالعہ کیا گیا ہے جو کہ مختلف جگہوں سے جمع کیے گئے ہیں جیسے کہ مساجد، گیٹ آف غربوزہ گمبد گلبرگہ، شاہ ڈونگری مسجد مہاراشٹر اوغیرہ۔ کتبات سے جمع کیے گئے اعداد و شمار کو درج ذیل گروپوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

[500] https://www.definitions.net/definition/jahangir

## نوشتہ نمبر 1۔

### کتبہ پر تحریر شدہ مواد:

تاج الدین فیروز شاہ کا قدیم ترین نوشتہ[501] رائچور ضلع مانوی سے ملتا ہے۔ یہ اپی گراف مسجد کے دروازے کے اوپر لگایا گیا ہے۔ یہ نوشتہ فارسی آیات میں ہے اور نسخ خطاطی میں کندہ ہے۔ دوآب میں بہمنی بادشاہ کی مہم اور ان کی کامیابی کے بارے میں نوشتہ درج ہے۔ اس تحریر میں قلعہ کی فتح کا حوالہ دیا گیا ہے، ظاہر ہے مانوی، ابوالفتح فیروز شاہ بہمنی کی طرف سے، جس نے آگے بڑھ کر مالک صفدر، کو سرداروں کے سردار انچارج بنایا۔

### سکہ اور کتبہ کی تفصیل:

**Obverse:** راضی رضوان محیمنی

**Reverse:** فیروز شاہ بہمنی

Courtesy- IIRNS

[501] A A Kadiri, "Bahmani Inscriptions from the Raichur District", *Epigraphia Indica Arabic and Persian Supplement"* (In continuation of Epigraphia Indo Moslemica), 1961-1962. p. 53.

**هو العلام** بحمد اللہ از حکم پروردگار : ز بتخانہ شد مسجد دین شعار
یعسر شہنشاہ کشور کشاہ: شہ دین پنہ خسرو تاجدار
جوان **ملک فیروز شاہ بھمنی** کہ در باغ دینست ازو نوبہار
**ابو الفتاح شاھی** کہ برپشت امپ بیک عزم دل فلح کرد این حصار
بس از فتح شاھنشاہ این قلعہ یافت **سر سرودان صفدر روزدر**
بنا ساز این سجدبگاہ شریف محمد ظہیر اقھی دین مدا
**بھیصد نہ از ھجرت مصطفا بنا کردہ چون کعبہ این یادگار**

Epigraph No. 10. Courtesy- EIAPS 1961-1962

## تحریری تجزیہ:

حکمران کو لقب سے نوازا گیا۔

عصر شہنشاہ کشور کشاشاہ : دین پناہ خسرو تاجدار عصر شہنشاہ کشور کشا ہ: شہ دین پناہ خسرو تاجدار ابو الفتاح شاہی دنیا کا فاتح، ایمان کی پناہ فیروز شاہ بہمنی، فتح کا باپ۔

اس نے ایک عام کنیہ 'ابو المظفر' کے ساتھ اپنے نام تاج الدنیا والدین کے ساتھ مختلف قسم کے اعزازی القابات کے ساتھ سکے جاری کیے تھے۔ اس نے اپنے آپ کو الواصق بطید الرحمن، المستنصر بل لہ المنان، سلطان العہد و الزمان، رازی رضوان محیمنی، الحکیم بی امیر اللہ اور برغزیدہ باللہ وغیرہ کے القابات سے نوازا۔ اس نے دنیا کے فاتح، شہنشاہ، وہ بادشاہ جو ایمان کی پناہ اور تاج کی بہار کا مالک ہے، جس کی سلطنت جوان (پھل پھول رہی ہے) فیروز شاہ بہمنی کا ذکر کیا ہے، جو دین کے باغ میں تابناک بہار کا سبب ہے۔

فرشتہ اور جدید مورخ رفیع الدین شیرازی، ایچ کے۔ شیروانی، اسے سخی اور پرہیز گار اور بہمنی خاندان کا بہترین سلطان مانتے تھے۔ اس کی پرہیز گاری کا اندازہ اس کے سکوں اور خطوط میں استعمال ہونے والے افسانوں سے لگایا جا سکتا ہے۔ اس اپی گراف میں اس نے دو کنیتیں استعمال کی ہیں – ابو المظفر اور ابو الفتح۔ کنیہ ابو الفتح عام

طور پر اس کے سکوں پر جگہ نہیں پائی جاتی ہے۔ لیکن ابو الفتح کا استعمال اس کی تحریر میں سمجھا جا سکتا ہے کیونکہ اس نے دوآب کی فتح کا جشن منانے کے لیے یہ کنیہ استعمال کیا تھا۔

دونوں ذرائع میں خطاطی کے انداز میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ سکوں اور اپی گرافس میں خطاطی کے نسخ انداز میں کندہ ہے۔

## مذہبی معلومات:

کتبہ کا آغاز اللہ کے نام اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کیا گیا اور کہا کہ یہ گھر سے دین کی مسجد بن گئی۔

## نوشتہ نمبر 2

## کتبہ پر تحریر شدہ مواد :

مہاراشٹرا کے سانگلی ضلع میں میراج کے مومن محلہ میں واقع شاہ ڈونگری مسجد میں فیروز شاہ کا یہ نوشتہ پڑھا گیا تھا[502]۔ یہ نوشتہ عربی اور فارسی آیات میں کندہ ہے اور خطاطی کے نسخ انداز سے اس کی خطاطی کی گئی ہے۔

## سکہ اور کتبہ کی تفصیل:

Courtesy- IIRNS

**Obverse**: سلطان الاحد الزمان الواسق بطیر الرحمن

**Reverse**: ابو المظفر تاجدونیہ وادین فیروز شاہ سلطان

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ لا الہ یا وھاب یا وھاب
الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ----------
سنہ و لا نوم لہ مافی السموات و ما فی الارض
من ذالذی یشفع عندہ الا یا ذنہ یعلم ما بین
یؤدہ حفظھما و **ھوا العلی المعظم**
**السلطان العھد و الزمان تاج الدنیا و الدین ابو**
**المظفر فیروز شاہ السلطان**
فرمأیش بندہ درگاہ خدایگان سھیل سلطانی کوتو و
الپک شھر مشھور

*Epigraph No. 11. Courtesy- EIAPS 1964*

[502] A. A. Kadiri, op. cit. 1964. p. 21.

## تحریری تجزیہ:

دوسرے نوشتہ میں حاکم کالقب ذکر کیا گیا ہے۔

هوا العلی المعظم السلطان العهد و الزمان تاج الدنیا و الدین ابو المظفر فیروز شاه السلطان

علی المعظم السلطان الاحد والزمان تاج الدنیاوالدین ابو المظفر فیروز شاہ السلطان۔

اپنی گراف میں استعمال کیا گیا عنوان اس کے چاندی کے سکوں پر استعمال ہونے والے عنوان سے ملتا جلتا ہے[503]، جس پر السلطان العہد وا لزمان الواثق بطیر الرحمن ابو المظفر تاج الدنیا والدین فیروز شاه السلطان لکھا ہوا ہے۔

سکوں کے نوشتہ جات ریحانی طرز خطاطی میں کندہ کیے گئے تھے جبکہ خطاطی نسخ میں کندہ تھے۔اس لیے خطاطی کے انداز میں کوئی مماثلت نہیں ہے۔

## مذہبی معلومات:

کتبات کا آغاز اللہ کی حمد سے ہوتا ہے کہ وہ قادر مطلق ہے اور اس میں اسماءالحسنہ اور قرآن کی آیات "آیت الکرسی" بھی کندہ ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ لا الہ یا وهاب یا وهاب الا هو الحی القیوم لا تاخذه

سنہ و لا نوم لہ مافی السموات و ما فی الارض من ذالذی یشفع عنده الا یا ذنہ یعلم ما بین ایدیهم

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، ہمیشہ زندہ رہنے والا، تمام موجودات کا قائم رہنے والا۔نہ اسے غنودگی آتی ہے نہ نیند۔جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے پاس شفاعت کر سکے؟وہ جانتا ہے کہ کیا حال ہے اور کیا ان کے سامنے ہے اور جو ان کے بعد ہو گا۔"کتبہ کا اختتام ثالث کے لیے دعا کے ساتھ کیا گیا جو وہاں نماز پڑھتا ہے، قرآن کی تلاوت کرتا ہے۔

---

[503] Stan Goron and Goenka, op. cit. p. 297, (BH 62).

آیت الکرسی کا اقتباس میں ہونا پہلا حوالہ ہے اس سے پہلے ہم نے اقتباس پر انہی آیات کو نہیں دیکھا تھا۔ تاہم، کتبہ کی آیات اور سکوں پر کلمہ شہادت بادشاہ، تاج الدین فیروز شاہ کی نمائندگی کرتے ہیں جو بہمنی خاندان کے سب سے زیادہ متقی حکمرانوں میں سے ایک تھے۔

## نوشتہ نمبر 3

### کتبہ پر تحریر شدہ مواد :

فیروز آباد میں مسجد کے داخلی دروازے پر یہ نوشتہ کندہ ہے[504]، اس میں عربی میں متن موجود ہے۔ اس میں مسجد کی تعمیر کا ذکر ہے۔ متن کا اختتام ثالث اور بنانے والے کے لیے دعا کے ساتھ ہوتا ہے اور اس کے لیے بھی جو اسے منصفانہ حالت میں رکھنے کی کوشش کرتا ہے، جو نماز پڑھتا ہے، وہاں قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور بنانے والے اور ثالث کے لیے دعا کرتا ہے

### نوشتہ کی تفصیل:

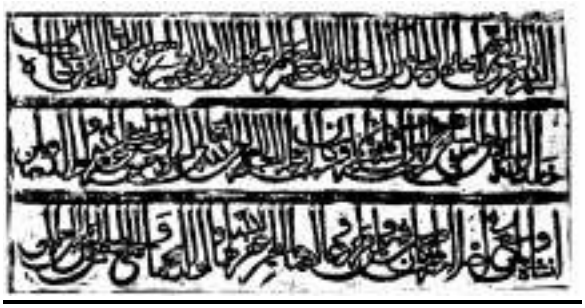

بسم اللہ الرحمن الرحیم انشأ هذا المسجد المبارک **السلطان الاعظم المعظم افضل سلاطین العرب و العجم ابو المظفر تاج الدنیا و الدین فیروز شاہ السلطان خلد اللہ ملکہ و سلطانہ** فی سلخ شهر المبارک رجب سنہ ثمانو ثمانایۃ و کان سبب انشایہ العبد الفقیر الی اللہ تعالی احمد بن حسینی الحصنی کیفے غفر اللہ لہ و لوالدیہ و لمن انشاہ و لمن سع کذا فے اصلاح و لمن کان جلب فیہ و لمن قرأ و دعا لهما بالخیر غفر اللہ لها و لواديهما و لجميع المسلمين آمين يا رب العالمين

Epigraph No. 12. Courtesy: EIAPS 1972

### تحریری تجزیہ:

اس نوشتہ میں حکمران کے القاب درج ہیں۔

[504] Akbaruddin Siddiqi, "Two Unique Inscriptions of the Bahmani Period from Firozabad", *Epigraphia Indica Arabic and Persian Supplement* (In continuation of Epigraphia Indo Moslemica), 1972. p. 39.

السلطان الاعظم المعظم افضل سلاطین العرب و العجم ابو المظفر تاج الدنیا و الدین فیروز شاہ السلطان خلد اللہ ملکہ و سلطانہ السلطان الاعظم المعظم افضل السلاطین العرب و عجم ابو المظفر تاج الدنیا والدین فیروز شاہ السلطان خلد اللہ ملکہ و سلطانہ۔ لقبوں کا مطلب یہ ہے کہ حکمران عرب اور عجم (دیگر اسلامی ممالک) کے سلطان تھے، ابو المظفر (فتح کا باپ) تاج الدنیا والدین (ریاست اور ایمان کا تاج)، فیروز شاہ سلطان، اللہ ان کو اور ان کی بادشاہی و خود مختاری کو ہمیشہ قائم رکھے۔

دہلی کے سلاطین نے سکوں پر سلطان الاعظم المعظم کے القابات کو بہت واضح طور پر استعمال کیا تھا۔ کتبہ میں لکھا ہوا لفظ افضل ایک عالم کے لیے استعمال ہوتا ہے جس کا مطلب ہے سب سے بہتر۔ سلاطین عربی لفظ سلطان کی جمع ہے جس کا مطلب بادشاہ ہے۔ سلاطین کا لقب ہندوستان کے قرون وسطیٰ کے حکمرانوں اور دوسرے ممالک کے مسلم حکمرانوں نے استعمال کیا۔ العجم سے مراد ایران ہے۔ یہ اصطلاح عثمانیوں نے صفوی خاندان کے لیے استعمال کی تھی[505]۔

اس تحریر میں واضح طور پر مسجد کی تعمیر کا کام سلطان کو دیا گیا ہے۔ اس کے سکوں پر[506] بادشاہ کے القاب، تاج الدنیا والدین اور کنیہ ابو المظفر استعمال ہوتے ہیں[507]۔ تاہم، موجودہ نوشتہ میں اس کے لیے بلند آواز والے اوصاف کا مجموعہ بھی استعمال کیا گیا ہے جیسے عظیم ترین اور شاندار سلطان اور عرب و عجم کا رب۔

سکوں کے نوشتہ خطاطی کے ریحانی طرز میں کندہ تھے[508] جبکہ اپی گرافس خطاطی کے طغرا انداز میں کندہ تھے۔ اس لیے خطاطی کے انداز میں کوئی مماثلت نہیں ہے۔

---

[505] https://en.wikipedia.org/wiki/Ajam#:~:text='Ajam%20was%20used%20by%20the,refer%20to%20the%20*Shia*%20Persians.

[506] The Manvi inscription which is in Persian verse uses the Kunya Abul Fath (father of victory) which seems to have been used by the composer in place of Abul Muzaffar (father of victorious) due to exigencies of meter.

[507] H N Wright, *Catalogue of the coins in the Indian Museum*, Calcutta, Vol. II Oxford 1907. p. 199.

[508] Danish Moin, *Islamic Calligraphy on Medieval Indian Coins*, 2019, p. 52.

## مذہبی معلومات:

بسم اللہ الرحمن الرحیم، اللہ کے نام سے، جو سب سے زیادہ رحم کرنے والا، سب سے زیادہ مہربان ہے، یاد رکھنا کہ سب کچھ اسی کے لیے ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ مسلمان عموماً اپنے عمل کا آغاز ان پاکیزہ الفاظ سے کرتے ہیں۔ اللہ کے نام سے شروع اس امید پر کہ کامیاب اجر و ثواب ملے گا۔

## شہاب الدین احمد شاہ اول:825-838/1422-1435

شہاب الدین احمد شاہ اول ایک مذہبی اور متقی حکمران تھا۔ اس نے چاندی اور تانبے میں مختلف قسم کے افسانوں کے ساتھ سکے بنائے۔ چاندی کے سکوں پر ایک ہی افسانہ کندہ ہے، السلطان العدیل البازیل عن ناصر الدین الدیان ابو المغازی شہاب الدنیا والدین احمد شاہ السلطان، جب کہ اس کے تانبے کے سکے چار مختلف قسم کے نوشتہ جات کے ساتھ جاری کیے گئے تھے۔ تحریر کا تفصیلی مطالعہ پچھلے باب میں ہو چکا ہے۔

موجودہ مطالعہ کے لیے دو خطاطی نوشتہ جات کا مطالعہ کیا گیا ہے جو روضہ کی مسجد اور احمد شاہ کے مقبرے سے جمع کیے گئے تھے۔ کتبات سے جمع کردہ ڈیٹا کو ذیل میں درجہ بندی کیا جا سکتا ہے:

### نوشتہ نمبر 1

### کتبہ پر تحریر شدہ مواد :

یہ نوشتہ[509] ساگر کے شہر کی دیواروں میں پایا جاتا ہے۔ وہ تختی جس پر لکھا ہوا ہے اب ساگر کے نواحی علاقے روضہ کی ایک پرانی مسجد کے نمازی مقام میں بنایا گیا ہے۔ یہ نوشتہ فارسی آیات پر مشتمل ہے، جسے محمد فخر

[509] Ghulam Yazdani, 1931-1932. op. cit. p.15.

نے مرتب کیا ہے۔ خطاطی کا انداز نسخ ہے۔ کتبات میں مساجد اور عمارت اور مقبروں کی تعمیر کے بارے میں وضاحت کی گئی ہے۔ اس میں فتح کی آیات اور تاریخ کے ساتھ حکمرانوں کے نام بھی ہیں۔

## سکہ اور کتبہ کی تفصیل:

**Obvers:** سلطان العادل الباذل الناصر الدنیاوالدین ابوالمغازی

**Reverse:** شہاب الدنیاوالدین احمد شاہ السلطان

Courtesy- Marudhar Art

بحمد اللہ ز عین عون علام بامر بادشاہ ملک اسلام
ستودہ حامی شرع حجازی شہابالدین احمد شاہ غازید
بہار باغ بہمن شاہ مغفور خدایا زین چمن چشم خزان دور
زھجرت بود ھیصد و بیست و نہ راست کے این دروازہ سمت کعبہ شد آراست
شد از دارد تعمیر ---این عمارت کہ ھست او کوتوال با عدالت
محمد فحر کین سلک کھر ساحت ز بھر زبور تاریخ پرداخت
الھا این حصار نصرت آباد الی یوم التناد آبادیش --- باد

*Epigraph No. 13. Courtesy- 1931-1932*

## تحریری تجزیہ:

کتبہ میں حکمران کے پورے نام کا ذکر ہے۔

شھاب الدین احمد شاہ غازید بھار باغ بھمن شاہ مغفور خدایا

شہاب الدین احمد شاہ غازی کے ساتھ ساتھ ان کے شجرہ نسب کے بارے میں بھی درج ہے کہ وہ بہمن شاہ کے پھول تھے۔ یہ واضح ہے کہ وہ بہمن شاہ کے بیٹوں میں سے ایک احمد خان کا بیٹا تھا۔ پورا نام اور عنوان چاندی اور تانبے کے نوشتہ کے ساتھ مل کر کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ اس نے اپنے چاندی کے سکوں پر ایک نیا عنوان کندہ

کیا تھا جو اسے زیادہ مذہبی، متقی اور طاقتور بناتا ہے۔ چاندی کے سکوں[510] میں ان کا پورا نام ابو المغازی شہاب الدنیا والدین احمد شاہ السلطان لکھا ہوا ہے جبکہ تانبے کے سکوں[511] میں ان کے دادا الحسن کا نام کندہ ہے۔

سکوں کے نوشتہ جات نسخ کے ساتھ ساتھ ثلث طرز کی خطاطی میں بھی کندہ تھے جبکہ خطاطی نسخ میں کندہ تھے۔ اس لیے خطاطی کے انداز میں معمولی مماثلت پائی جاتی ہے۔ کتبہ اللہ اور اس کے رسول کی حمد سے شروع ہوتا ہے۔

## نوشتہ نمبر 2

بیدر میں احمد شاہ الولی بہمنی کے مقبرے پر نوشتہ کندہ پایا جاتا ہے[512]۔ نوشتہ جات پر طغرا اور ثلث، خطاطی کے انداز سے کندہ ہے۔ اس تحریر میں فتح کی آیات اور بادشاہ کا نام اور تخت پر اس کے الحاق کی تاریخیں بھی شامل ہیں۔

## سکہ اور کتبہ کی تفصیل:

**Obverse:** المستنصر باللہ المنان الواثق بتا ید الرحمن ابو المظفر

**Reverse:** تاج الدنیا والدین فیروز شاہ السلطان ڈبل پینٹا ورق میں

Courtesy: Marudhar Art

[510] Stan Goron and Goenka, op. cit. p. 299, (BH 71)
[511] Ibid, (BH 72).
[512] Ghulam Yazdani, *Bidar Its History and Monuments*, London. 1944, p.114, also EIM, 1925-1926, 21.

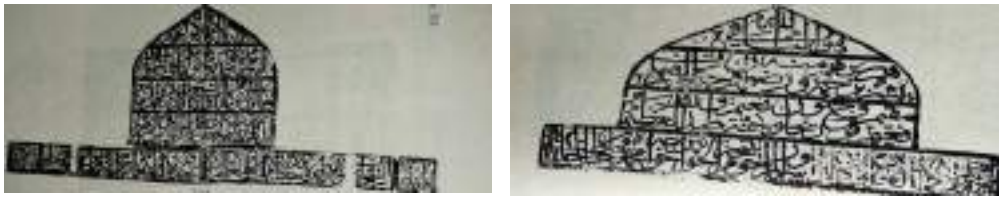

*Epigraph No. 14. Courtesy: EIAPS 1925-1926*

## تحریری تجزیہ:

نوشتہ جات میں حکمران کی بہت تفصیلی معلومات موجود ہیں کیونکہ اس میں نام اور عنوانات درج ہیں۔ حاکم کو القابات سے نوازا گیا، السلاطین السلاطین افضل خلیفۃ اللہ فی العالمین الواثق بطید الرحمن ابوالمغازی شہاب الدنیا والدین احمد شاہ الولی البہمانی کے ساتھ تحریری تجزیے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ امور حکومت 825ھ (1422ء) میں احمد شاہ کو سونپے گئے اور منگل کی رات 839ھ (1436ء) کو ختم ہو گئے۔

ان کے سکوں پر الواثق بطید الرحمٰن کا لقب نہیں ملتا لیکن اس کے چاندی کے سکوں پر ابوالمغازی شہاب الدنیاوالدین احمد شاہ کا دوسرا حصہ ملتا ہے۔ تاہم تاریخ میں وہ احمد شاہ ولی بہمنی کے نام سے مشہور تھے لیکن ان کے سکوں پر 'ولی' کی اصطلاح نہیں لکھی گئی تھی جب کہ یہ ان کی موت کے بعد مقبرے پر لکھی گئی تھی۔

سکوں کا نوشتہ جات خطاطی کے نسخ طرز میں کندہ کیا گیا تھا اور مقبروں کے نوشتہ جات خطاطی کے دو سے زیادہ طرزوں، طغرا اور ثلث طرز خطاطی کے ساتھ کندہ تھے۔ مقبرے پر خطاطی کے نسخ طرز کا کوئی نشان نہیں ہے۔ اس طرح خطاطی کے اسلوب میں کوئی مماثلت نہیں ہے۔ کتبہ اللہ اور اس کے رسول کی حمد سے شروع ہوتا ہے۔

### علاؤالدین احمد شاہ ثانی: 838-862/1435-1457

ان کے سکوں پر مختلف قسم کے نوشتہ جات نظر آتے ہیں۔ سونے کے سکّوں پر ایک طرف السلطان القوی الاسلام جامع الفضل والعادل والاحسن اور دوسری طرف ابوالمظفر علاؤالدنیا والد ین احمد شاہ بن احمد شاہ الولی بہمنی کے آثار ہیں۔ اس کے چاندی کے سکّے پر ایک طرف السلطان الحلیم الکریم الروف

علی عباد اللہ الغنی المحیمنی اور دوسری طرف وہی افسانہ کندہ ہے جو اس کے سونے کے سکوں پر نظر آتا ہے۔ تانبے کے سکوں پر مختلف قسم کی داستانیں کندہ تھیں۔ اس کی تفصیل پچھلے باب میں آچکی ہے۔

موجودہ تحقیق کے لیے تین نوشتہ جات کا مطالعہ کیا گیا ہے، جو مختلف مقامات سے جمع کیے گئے ہیں جیسے کہ مساجد، گیٹ آف غربوزہ گمبد گلبرگہ، شاہ ڈونگری مسجد مہاراشٹر اوغیرہ۔ کتبات سے جمع کیے گئے اعداد و شمار کو درج ذیل گروپوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

## نوشتہ نمبر 1

### کتبہ پر تحریر شدہ مواد :

یہ تحریر[513] شاہ خلیل اللہ کے مزار کے قریب بیدر میں ملتی ہے۔ یہ فارسی آیات میں کندہ تھا اور نسخ حروف میں لکھا گیا تھا۔ یہ سلطان علاؤالدین احمد کے دور حکومت کا ریکارڈ رکھتا ہے، جس میں ناصر خان کے ذریعہ 1446 عیسوی میں ایک خیراتی ادارے کی تعمیر کا ذکر ہے۔ احمد شاہ کے بیٹے علاؤالدین کے دور میں جو بہمن اور فریدون سے اترا تھا۔

### سکہ اور کتبہ کی تفصیل:

Courtesy- Marudhar Art

**Obverse:** السلطان الحلیم الکریم الرؤف علی عباد اللہ الغنی المحیمنی

**Reverse:** ابو المظفر الدنیا والدین احمد شاہ بن احمد شاہ الولی البہمنی

[513] Ghulam Yazdani, "Inscriptions of Bidar", *Epigraphia Indo Moselmica*, 1927-1928. p. 20.

که این بالین موزون مرنب شد برقت معد و میمون
زهجرت بود هیصد سال و پنجه نهم تاریخم ماه رب
بیچین
بعهد بادشاه بو المظفر علاًالدین شاه ربع مسکون
شهنشاه احمد ابن شاه احمد که دست از نصل بهمن و
از فریدون
نیابش کرد مجموع ممالک که قدرش برنرست از اوج
کردون
نصیر ابن علا خانشه کے دارد فضاٰیل بیحد و خیرات
افزون
قبول حق باد این خبرجاری بقاٰ باویش با خلد مقرون

*Epigraph No. 15. Courtesy- 1927-1928*

## تحریری تجزیہ:

پہلی تحریر میں بتایا گیا ہے کہ خیراتی ادارہ احمد شاہ ثانی کے دور میں بنایا گیا تھا،

بعهد بادشاه ابو المظفر علاءالدین شاه ربع مسکون شهنشاه احمد ابن شاه احمد که دست از نسل بهمن و از فریدون بادشاه ابوالمظفر علاؤالدین شاه احمد نسل بهمن۔

کتبہ پر ایک چھوٹا سا نسب نامہ دیکھا گیا وہی نسب اس کے سکوں پر بھی پایا جاتا ہے[514]۔ اس لیے حکمرانوں کے لقبوں میں اس کی مماثلت تھی۔ اس میں خطاطی کے انداز میں بھی مماثلت تھی۔ دونوں نوشتہ جات، سکے اور اپی گرافس خطاطی کے نسخ انداز میں کندہ تھے۔ مذہبی معلومات کا ذکر نہیں ہے۔

[514] Stan Goron and Goenka, op. cit. p. 300, (BH 83).

# نوشتہ نمبر2

## کتبہ پر تحریر شدہ مواد :

گلبرگہ میں مسجد لنگر خانہ کے قریب مقبرے پر علاؤالدین احمد شاہ دوم کی تحریر [515] ملا۔ یہ عربی میں لکھا ہوا تھا۔ نوشتہ جات میں بتایا گیا ہے کہ معروف بزرگ سیدی احمد الکبیر کے شاگرد حاجی زیدہ مراشہ کا مقبرہ شوال 837ھ (434ء) میں علاؤالدین ابو المظفر احمد شاہ ولد احمد شاہ کے دور میں تعمیر کیا گیا تھا۔

## سکہ اور کتبہ کی تفصیل:

**Obverse:** المعتصم بحبل اللہ المنان سمیع خلیل الرحمن ابو المظفر

**Reverse:** علاؤالدنیا و الدین احمد شاہ بن احمد شاہ السلطان

Courtesy- Marudhar art

نوراللہ روحہ وضریحہ فی ایام السلطان الاعظم علاوالدنیاوالدین ابو المظفر احمد شاہ ابن احمد شاہ السلطان نصر اللہ تعالی فی تاریخ شہر شوال المعظم سنہ سبع و ثلاثین و ثمانمایۃ من الھجرۃ النبویۃ علی صاحبھا افضل الصلوۃُ والسلام

*Epigraph No. 16. Courtesy- EIAPS 1964*

## تحریری تجزیہ:

کتبہ نے حکمران کو اس لقب سے نوازا۔

السلطان الاعظم علاو الدنیا و الدین ابو المظفر احمد شاہ این احمد شاہ السلطان نصر اللہ تعالی عظیم سلطان علاؤالدنیا و الدین ابو المظفر احمد شاہ ولد احمد شاہ سلطان۔

[515] A. A. Kadiri, op. cit. 1964. p. 35.

کتبہ میں ذکر کردہ عنوان بالکل اسی طرح کا ہے جیسا کہ اس نے اپنے سونے کے سکوں[516] پر لکھا تھا۔ ایک اور پہلو اقتباس سے نکالا جا سکتا ہے کہ احمد شاہ ثانی نے 837 ہجری سے اپنی حکومت کا آغاز کیا تھا۔ اس طرح، یہ بادشاہ کے الحاق کی تاریخ میں غیر یقینی صورتحال کو دور کرنے میں مدد کر سکتا ہے۔ فارسی مؤرخین کے مطابق احمد شاہ اول کا انتقال 28 رجب ہجری 838ء کو ہوا، جبکہ جدید علماء بیدر میں ان کے مقبرے پر لکھی تحریر کی بنیاد پر 29 یا 30 رمضان 839 ہجری کو ترجیح دیتے ہیں[517]۔ لیکن جیسا کہ ہیگ نے اشارہ کیا ہے، مختلف طریقوں سے 837ھ-839ھ پڑھا جا سکتا ہے۔ بدقسمتی سے یزدانی[518] اور بشیر الدین[519] نے اس تحریر کے متن کو اس کی مثالوں کے بغیر شائع کیا اس لیے سال کے بارے میں قطعی طور پر کہنا مشکل ہے۔ غلام یزدانی کی طرف سے شائع کردہ نوشتہ میں کہا گیا ہے کہ "حکومت کے معاملات۔ 825ھ میں احمد شاہ کے سپرد ہوئے۔ اور 29 رمضان المبارک 839ھ (1436ء)[520] بروز منگل کی رات آپ کی وفات ہوئی۔ اس نے احمد شاہ ثانی کی وفات کی تاریخ بھی فرشتہ کے مطابق 838ھ بتائی تھی اور اسے بظاہر غلط سمجھا جاتا تھا[521]۔ بشیر الدین احمد نے بھی اسی تاریخ کو عربی لفظ میں درج ذیل اپنی گرافس میں نقل کیا ہے۔

روضۃ شریفتہ بسلطان السلاطین ظل اللہ و خلیفۃ فی العالمین الواثق بتاید اللہ القوی الغازی شہاب الدنیا والدین احمد شاہ ولی البھمنی قدس اللہ ارواحہ و ضریحہ و نور مکانہ افوض الیہ امر الا مارۃ فی سنہ خمس و عشرین و ثمانمایۃ[522]

---

[516] Stan Goron and Goenka, op. cit. pp. 300.
[517] Sherwani, op. cit. 1946. p. 210.
[518] Ghulam Yazdani, op. cit. 1947, p. 125.
[519] Bashiruddin Ahmad, *Waqiate-i-Mamlekate, Bijapur,* Agra Matba Mufid Am. 1915. Vol. III, p. 125.
[520] Ghulam Yazdani, Ibid. 1947, p. 125.
[521] Ibid.
[522] Bashiruddin Ahmad, ibid.

دوسری طرف، شیروانی نے احمد شاہ ثانی کی وفات 837ھ شمار کی ہے۔ لیکن بعد ازاں اس نے بھی مذکورہ تحریر کی بنیاد پر سال 839 ہجری کو تاریخ وفات تسلیم کیا ہے۔ تاہم، بہت سے جدید علماء سکوں سے متعلق شواہد کی بنیاد پر 838 ہجری کو احمد شاہ اول کی تاریخ وفات اور احمد شاہ دوم کی حکومت کا آغاز تسلیم کیا[523] ہے۔

سکوں کے نوشتہ خطاطی کے نسخ طرز میں کندہ تھے اور خطاطی کے نوشتہ جات ثلث طرز خطاطی کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس لیے خطاطی کے انداز میں مماثلت نہیں پائی جاتی۔ خطبہ میں دعا لکھی گئی ہے کہ اللہ ان کی روح اور قبر کو منور کرے۔

## نوشتہ نمبر 3

یہ نوشتہ[524] خلد آباد میں بزرگ برہان الدین غریب کے مقبرے کے قریب پرانی مسجد کی جنوبی دیوار سے درج کیا گیا تھا۔ اپی گراف فارسی اور خطاطی کے نسخ انداز میں لکھا ہوا تھا۔ اپی گراف میں مرحوم سلطان احمد شاہ دوم کو دو اولیاء برہان الدین غریب اور زین الدین شیرازی کے مقبروں کے احاطہ میں جامع مسجد تعمیر کرنے کے ارادے کا سہرا دیا گیا ہے، لیکن اس سے پہلے کہ ان کی خواہش ٹھوس شکل اختیار کرتی، وہ انتقال کر گئے۔ چنانچہ یہ مسجد ان کے وارث ظاہر ولی عہد کے حکم سے تعمیر کی گئی جس کا نام، خاص طور پر قابل ذکر ہے، سابقہ ریکارڈ کے قرنفل سلطانائی کے بیٹے پرویز نے اس کی تصریح نہیں کی ہے۔ مسجد 1458ء میں مکمل ہوئی۔

## سکہ اور کتبہ کی تفصیل:

Courtesy- Marudhar Art

**Obverse:** سلطان الحلیم الکریم الرؤف علی عباد اللہ الغنی المحیمنی

**Reverse:** ابوالمظفر الدنیا والدین احمد شاہ بن احمد شاہ الولی البہمنی

---

[523] Stan Goron and Goenka, op. cit. p. 300.
[524] A. A. Kadiri, op. cit. 1964. pp. 38-39.

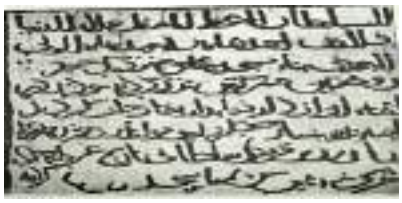

**السلطان الاعظم المعظم علاًالدنیا و الدین احمد شاه بن احمد شاه الولی البهمنی** بناً مسجد جامع لزدیک حضرت روضتین متبر کتین نذر کرده بودنده دراثنا آن از دار فنا بدار بقا رحلت کر دند تا بناً نذر ایشان بحکم **و لیعهد** از دست بنده درگاه یزدانی پرویز قرنفل سلطانی بتاریخ عشر ماه جماد الاخر سنۃ اثنین ستین و ثمنمایہ مسجد جامع تعمیر گردید.

*Epigraph No. 17. Courtesy- EIAPS 1964*

## تحریری تجزیہ:

تیسرا نوشتہ مرحوم سلطان احمد شاہ ثانی کے نام پر ہے۔

السلطان الاعظم المعظم علاءالدنیا و الدین احمد شاه بن احمد شاه الولی البهمنی
سلطان علاءالدنیا والدین احمد شاه ولد احمد شاه الولی بهمنی

کتبہ میں مذکور عنوان وہی ہے جیسا کہ اس نے اپنے چاندی کے سکوں پر لکھا تھا[525]۔ لیکن یہاں قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ اس نے اپنے لیے اعزازی لقب الاعظم اور المعزم استعمال کیا تھا، جو ان کے سکوں پر عام نہیں ہے۔ ولی عہد کی اصطلاح سے یہ بھی مراد ہے کہ جس حکمران نے یہ مسجد بنائی تھی وہ احمد شاہ ثانی کا قانونی وارث تھا۔ یہ نوٹ کرنا انتہائی دلچسپ ہے کہ بادشاہ کی تاریخ وفات کے بارے میں ہلچل مچی ہوئی ہے۔ جیسا کہ نظام الدین احمد نے کہا 21 جمادی الثانی 862 ہجری۔ طباطبہ اس مہینے کو قریب کرتا ہے اور فرشتہ کوئی مہینہ نہیں دیتا۔ بعد میں ایچ کے شیروانی ان اعداد و شمار پر غور کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ احمد شاہ ثانی 18 جمادی الثانی سے پہلے ختم ہو چکے ہوں گے[526]۔ ایسا لگتا ہے کہ مطالعہ کے تحت تحریر اس انکشاف کی تصدیق کرتی ہے۔ متن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ احمد شاہ ثانی مسجد کی تکمیل کی تاریخ 10 جمادی الثانی سے کچھ عرصہ قبل وفات پا چکے تھے۔

سکے اور اپی گراف کے نوشتہ جات خطاطی کے نسخ انداز میں کندہ تھے۔ اس لیے خطاطی کے انداز میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ مذہبی معلومات کا ذکر نہیں ہے۔

---

[525] Stan Goron and Goenka, p. 300 (BH 83, 10.8-11 g)
[526] A. A. Kadiri, op. cit. 1964. p. 38-39.

## علاؤالدین ہمایوں شاہ: 862-866/1458-1461ء

علاؤالدین ہمایوں شاہ کے سکوں پر بڑی دلچسپ تحریریں لکھی ہوئی تھیں۔ ان کے سونے کے سکوں پر ایک طرف سورہ فاتحہ کا ایک حصہ اور دوسری طرف علاو الدنیاوالدین ہمایوں شاہ بن احمد شاہ بن احمد شاہ الولی بہمنی لکھاہوا تھا۔ اس نے المتوکل اللہ القوی الغنی ابو المغازی کے ساتھ سونے کے سکے بھی جاری کیے تھے۔ اس کے تانبے کے سکے تین مختلف تحریروں کے ساتھ جاری کیے گئے تھے۔

حکمران کے بارے میں دو خطاطی نوشتہ جات کا تجزیہ کیا گیا تھا۔ یہ تحریریں گلبرگہ کے باولی قلندر شاہ، پرگی کی جامع مسجد کے مختلف علاقوں سے جمع کی گئیں۔ کتبات سے جمع کردہ ڈیٹا کو درج ذیل گروپوں میں درجہ بندی کیا جاسکتا ہے:

### نوشتہ نمبر 1

### کتبہ پر تحریر شدہ مواد :

یہ دو لسانی (فارسی اور سنسکرت) کا خط ہے[527]، جو گلبرگہ میں باؤلی قلندر شاہ کی دیوار پر لگایا گیا ہے۔ فارسی کا حصہ نسبتاً اچھی قسم کے نسخ رسم الخط میں لکھا گیا تھا، اور سنسکرت کا متن ناگری حروف میں لکھا گیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ ایک قدم کنواں ہمایوں شاہ کے دور میں 1458ء میں تعمیر کیا گیا تھا۔ سنسکرت ورژن میں بلڈر کا نام اجالی دیوی معلوم ہوتا ہے۔

[527] A. A. Kadiri, op. cit. p. 40.

## سکہ اور کتبہ کی تفصیل:

**Obverse:** متوکل علی کرم اللہ وجہہ الثانی
**Reverse:** ہمایوں شاہ بن احمد شاہ الولی البہمنی

Courtesy- M S Kazi

شکر مر خلاق لایق حمد بی اندازہ باد
دین متاع قیمتی و رایگان هر سو بباد
آمده **عهد شه همایون شه بهمن** نزاد
انک در عهدش ذکی ملک فخر راستان

*Epigraph No. 18. Courtesy- EIAPS 1964*

## تحریری تجزیہ:

اس کتبہ میں[528] حاکم کو عہد شہ ہمایوں شاہ بھمن کے زمانے کا لقب دیا گیا تھا جو کہ الحاق کی تاریخ 862 ہجری کے ساتھ بہمن سے اترا تھا۔ ہمایوں شاہ کے تمام سکوں پر ان کا نام لکھا ہوا تھا۔ اسی وجہ سے حاکم کے نام میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ اس تحریر کو ہمایوں شاہ کی ایک سیڑھی کے طور پر سمجھا جا سکتا ہے، جیسا کہ اس میں اس سال کا ذکر ہے، جب وہ تخت پر بیٹھا تھا۔ اس کے سنہ 862 ہجری کے سکے بھی ملے ہیں جس کی وجہ سے اس کے تخت پر فائز ہونے کے سال کے بارے میں کوئی الجھن پیدا نہیں ہوئی۔

سکے اور اپی گراف کے نوشتہ جات نسخ طرز کی خطاطی کے ساتھ ناگڑی افسانوں کے ساتھ کندہ تھے۔ اس لیے خطاطی کے انداز میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ دہلی کے سلاطین نے اپنے سکوں پر دیوناگری افسانوں کا

[528] A. A. Kadiri, op. cit. 1964. p. 40.

استعمال کیا تھا جبکہ بہمنیوں نے اپنے سکوں پر دیوناگری رسم الخط کا استعمال نہیں کیا تھا۔ اسے بہمنی سلطنت میں دیوناگری رسم الخط کا پہلا نوشتی ثبوت سمجھا جاسکتا ہے۔ کتبات پر کسی قسم کی مذہبی معلومات نہیں لکھی گئی تھیں۔

## نوشتہ نمبر2

### کتبہ پر تحریر شدہ مواد :

یہ نوشتہ[529] تلنگانہ کے محبوب نگر ضلع میں پرگی کی جامع مسجد سے ملا ہے۔ متن عربی زبان میں تھا اور کافی اچھے قسم کے نسخ حروف میں خوبصورتی سے لکھا گیا تھا۔ اقتباسات میں ہمایوں شاہ ولد احمد شاہ بہمنی کے دور حکومت میں ستمبر-اکتوبر 1460ء میں شیخ حسن دشیر وانی کے بیٹے علی کی طرف سے ایک مسجد کی تعمیر کا ریکارڈ ہے۔

### سکہ اور کتبہ کی تفصیل:

**Obverse:** التوکل اللہ علقوی الغنی ابو المغازی

**Reverse:** علاؤالدنیا والدین ہمایوں شاہ بن احمد شاہ بن احمد شاہ الولی بہمنی

Courtesy- Marudhar Art

[529] Ibid. p. 41.

ابتداً هذه المسجد **فی العهد و الزمان السلطان العادل ا الاحسان الواثق بتأید الملک الغنی همایون شاه بن احمد شاه الولی البهمنی** الفقیر الی اللہ الربانے علی بن شیخ حسن ذاشر وانے تمت فی ماہ ذی الاحجۃ سنۃ

*Epigraph No. 19. Courtesy- EIAPS 1964*

## تحریری تجزیہ:

دوسرے نوشتہ[530] میں حکمران کے القابات درج ہیں۔ فی العهد و الزمان السلطان العادل ا الاحسان الواثق بتاید الملک الغنی همایون شاه بن احمد شاه الولی البهمنی الفقیر علی اللہ ربانی فی العہد والزمان السلطان العادل الاحسان الواثق بطید الرحمن الثانی ہمایوں شاہ بن احمد شاہ الولی بہمنی۔ حکایات کے معنی ہیں، سلطان کا زمانہ، عدل واحسان کا مالک، اللہ کی حمایت پر بھروسہ، احمد شاہ کے بیٹے، احمد شاہ الولی بہمنی کے بیٹے ہمایوں شاہ۔ اس میں تاریخ 864 ہجری (1460 عیسوی) درج ہے۔

کتبہ اور سکے پر کندہ عنوان تقریباً ایک جیسا ہے، لیکن کتبہ میں اس نے اپنے لیے نئے عنوانات مختص کیے تھے جیسے السلطان العادل االاحسان الواثق بتأید الملک جو ان کے سکوں پر عام طور پر نہیں پائے جاتے تھے۔ تاریخ کو ان کے دور حکومت کا اختتامی نقطہ سمجھا جاسکتا ہے۔

سکوں پر نوشتہ اور اپی گرافس خطاطی کے نسخ انداز میں کندہ تھے۔ اس لیے خطاطی کے انداز میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ مذہبی معلومات کا ذکر نہیں ہے۔

[530] Ibid. p. 41.

## شمس الدین محمد شاہ سوم:1482-1463/887-867

شمس الدین محمد شاہ سوم نے سونے چاندی اور تانبے کے سکے بنائے تھے لیکن افسانوں میں زیادہ تغیرات نظر نہیں آتے۔ زیادہ تر سکوں میں اسے "المتصم باللہ ابو المظفر شمس الدنیا والدین محمد شاہ بن ہمایوں شاہ السلطان خلد اللہ ملاخو" نام کے سٹائل تھے۔

حکمران کے تین کتبات کے نوشتہ جات کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ یہ نوشتہ جات مختلف مقامات جیسے پارک، قلعہ اور دروازے سے جمع کیے گئے تھے۔ کتبات سے جمع کردہ ڈیٹا کو درج ذیل گروپوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

### نوشتہ نمبر1

### کتبہ پر تحریر شدہ مواد:

شمس الدین محمد شاہ سوم کا پہلا نوشتہ[531] جو کہ رائچور کے قلعے سے نکلا جو اصل میں کمانی دروازے سے تعلق رکھتا ہے اور اس وقت اسے کٹی دروازہ کے نام سے دروازے کے اندر لگایا گیا تھا۔ معلومات فارسی زبان میں نسخ میں دی جاتی ہیں۔ نوشتہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس دروازے کی تعمیر ملو خان حافظ نے 1468-69 عیسوی میں سلطان علاؤالدین کے بیٹے ہمایوں شاہ کے بیٹے محمد شاہ کے دور میں کروائی تھی۔ اس میں ڈھانچے کی استقامت اور عافیت کے لیے بھی دعائیں مانگی جاتی ہیں۔

[531] A A Kadiri, "Bahmani Inscriptions from the Raichur District", *Epigraphia Indica Arabic and Persian Supplement* (In continuation of Epigraphia Indo Moselmica), 1961-1962, p. 53

## سکہ اور کتبہ کی تفصیل:

سید ھارخ: المعتصم باللہ (ابو المظفر) شمس الدنیا والدین
الٹارخ: محمد شاہ بن ہمایوں شاہ السلطان (خلد ملکہ)،

Courtesy- Numisbids

*Epigraph No. 20. Courtesy- EIAPS 1961-1962*

**Upper Slab Islamic Creed**

در عهد محمد شاه بن همایون شاه بن سلطان علاؤ الدین بنا کرده خان اعظم ملو خان حافظ سنه ثلاث و سبعین و شمانمایهاین در همیشه در همه عالم کشاده باد دشمن بزیر خاک درین در فتاده باد یا رب مباد این در خالی ز خان چنین اقبال و عز و دولت و شادی مدام باد

## تحریری تجزیہ:

پہلی تحریر میں حکمران کا نام نوٹ کیا گیا ہے۔در عهد محمد شاه بن همایون شاه بن سلطان علاوء الدین محمد شاہ بن ہمایوں شاہ بن سلطان علاؤالدین۔

اس مختصر عنوان میں ہمایوں شاہ نے اپنے دو پیشرو، ایک اپنے والد، ہمایوں شاہ، اپنے دادا علاؤالدین احمد شاہ ثانی کے بعد لکھا ہے۔ حکمران کے استعمال کردہ عنوانات اس کے سکے کے نوشتہ جات کے عنوان سے تھوڑا سا ملتے جلتے تھے۔ سکوں میں اس نے اپنے والد کے نام کے ساتھ اپنا نام لکھا تھا لیکن دادا کا نام نہیں لکھا تھا[532]۔ مندرجہ ذیل کتبات میں اسلام کا پہلا عقیدہ لکھا گیا ہے "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں" جو کسی دوسرے بہمنی حکمران کے کتبہ میں نہیں ملتا۔

[532] Stan Goron and Goenka, op. cit. p. 303. (BH 110)

## نوشتہ نمبر2

دوسرا نوشتہ [533] رائچور قلعہ کے مکی دروازہ کے دروازے سے تھا۔ اس میں کتبہ میں فارسی اور نسخ خطاطی میں تحریر ہے۔ ریکارڈ میں سلطان محمد شاہ کے دور میں اسی ملو خان حافظ کے ذریعے دروازے کی تعمیر کا ذکر ہے۔

## نوشتہ کی تفصیل:

**در عهد سلطان محمد شاه** بنا
کرده خان اعظم ملو خان حافظ
سنه اربع سبعین و ثمانمایه

*Epigraph No. 21. Courtesy: EIAPS 1961-1962*

## نوشتہ نمبر3

اور تیسرا نوشتہ [534] رائچور میں محبوب گلشن نامی پارک میں کندہ پایا جاتا ہے۔ یہ فارسی نثر پر مشتمل ہے اور نسخ حروف میں لکھی گئی ہے۔ کتبہ سے مراد یہ ہے کہ خان اعظم ملو خان حافظ نے 1480-81 عیسوی میں اس ڈھانچے کے معمار کے طور پر جو محمد شاہ کے دور میں تعمیر کیا گیا تھا۔

## نوشتہ کی تفصیل:

**در عهد**
افضل سلاطین
محمد شاه بن همایون شاه
بنا کرد خان اعظم
ملو خان حافظ
سنه خمسة و ثمانینو ثمانیه

Epigraph No. 22. Courtesy: EIAPS 1961-1962

---

[533] A A Kadiri, "Bahmani Inscriptions from the Raichur District", *Epigraphia Indica Arabic and Persian Supplement* (In continuation of Epigraphia Indo Moselmica), 1961-1962, pp. 53
[534] Kadiri, Bahmani Inscriptions from the Raichur District, Epigraphia Indica Arabic and Persian Supplement (In continuation of Epigraphia Indo Moselmica, 1961-1962, pp. 53

کتبات دوم اور سوم میں حکمران کا صرف نام محمد شاہ والد ہمایوں شاہ کے طور پر ذکر کیا ہے اور اسے عظیم ترین حکمران کہا ہے۔ یہ سکوں کی تحریر سے کافی مشابہت رکھتا ہے۔ دونوں سکے اور اپی گرافس خطاطی کے نسخ انداز میں کندہ تھے۔

**محمود شاہ:** 887-924/1482-1518

محمود شاہ نے سونے چاندی اور تانبے کے سکے جاری کیے تھے۔ پہلی دو دھاتوں میں اس کے سکے نایاب ہیں جبکہ اس کے تانبے کے سکے وافر مقدار میں پائے گئے۔ محمود شاہ کے سکوں کے نوشتہ جات کو دو اہم اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ٹائپ ون بیئر دی لیجنڈز، المتوکل علی اللہ القوی الغنی السلطان الاعظم ابوالمغازی محمود شاہ بن محمد شاہ الولی البہمنی جب کہ ٹائپ دو دی لیجنڈز الموید بنصر اللہ المالک الحنان محمود شاہ بن محمد شاہ السلطان۔

پانچ خطاطی تحریروں کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ نوشتہ جات کو مختلف جگہوں سے اکٹھا کیا گیا تھا جیسے کہ مسجد، قلعہ، دیواریں وغیرہ۔ کتبات سے جمع کیے گئے اعداد و شمار کو درج ذیل گروپوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

**نوشتہ نمبر 1**

**کتبہ میں تحریر شدہ مواد:**

محمود شاہ کا قدیم ترین نوشتہ[535] جامع مسجد کے دروازے پر لگایا گیا ہے جسے قطب شاہی خاندان کے بانی سلطان قلی نے اس وقت تعمیر کیا تھا جب وہ صرف بہمنی بادشاہ محمود شاہ کے دور میں قلعہ کے گورنر تھے۔ یہ نوشتہ عربی میں ہے اور خطاطی کے طغرا انداز میں نقش ہے۔

---

[535] Ghulam Yazdani, "Inscriptions in Golconda Fort", *Epigraphia Indica Arabic and Persian Supplement* (In continuation of Epigraphia Indo Moslemica). 1913-1914. p. 47

## سکہ اور کتبہ کی تفصیل:

**Obverse:** المتوکل اللہ القوی الثانی
**Reverse:** محمود شاہ بن محمد شاہ البہمنی

Courtesy- IIRNS

بناء هذا المسجد الجامع فی زمان **السلطان الاعظم المتوکل علی اللہ آلغنی ابی المغازی محمود شاہ بن محمد شاہ البهمنی خلد اللہ ملکہ و سلطانهٖ** و بانیه المبتهل الی اللہ مالک الملک سلطان قلی المخاطب بقطب الملک فی سنه اربع و عشرین و تسعمایة

Epigraph No. 23. Courtesy- EIAPS 1913-1914.

## تحریری تجزیہ:

پہلے کتبہ[536] میں حاکم کو لقب سے نوازا گیا تھا،

الجامع فی زمان السلطان الاعظم المتوکل علی اللہ الغنی ابی المغازی محمود شاہ بن محمد شاہ البهمنی
خلد اللہ ملکہ و سلطانہ

المتوکل علی الله (خدا پر توکل کرنے والا، آزاد) ابوالمغازی محمود شاہ بن محمد شاہ البہمنی خلدالله ملکه۔

نوشتہ میں بادشاہ کے لیے 'البہمنی' کا لقب اس کے سکوں پر نظر آنے والے لوگوں سے ملتا جلتا ہے۔ المتوکل علی اللہ الغنی السلطان الاعظم ابی المغازی محمود شاہ بن محمد شاہ البہمنی کا کتبہ عام طور پر تانبے کے سکوں پر پایا جاتا ہے[537]۔

[536] Ghulam Yazdani, op. cit. 1913-1914. p. 47.
[537] Stan Goron and Goenka, op. cit. p. 306

سکوں کے نوشتہ جات خطاطی کے نسخ انداز میں کندہ کیے گئے تھے جبکہ خطاطی کے نوشتہ جات طغرا کے طرزِ خطاطی میں کندہ تھے۔ اس لیے خطاطی کے اسلوب میں مماثلت نہیں پائی جاتی ہے۔ مذہبی معلومات کا ذکر نہیں ہے۔

## نوشتہ نمبر2

### کتبہ پر تحریر شدہ مواد:

دوسرا نوشتہ[538] بیدر قلعہ کے دوسرے گیٹ وے پر کندہ ہے۔ تحریر کا انداز نسخ اور طغرہ ہے اور فارسی آیات پر مشتمل ہے۔ نوشتہ یہ بتاتا ہے کہ گیٹ وے سیف خان نے 909 ہجری (1503 عیسوی) میں محمود شاہ بن محمد شاہ کے حکم سے بحیثیت سلطان بنوایا تھا۔

### نوشتہ کی تفصیل:

**Obverse:** المتوکل اللہ القوی الغنی السلطان الاعظم
**Reverse:** ابو المغازی محمود شاہ بن محمد شاہ الولی البہمنی

Courtesy: Marudhar Art

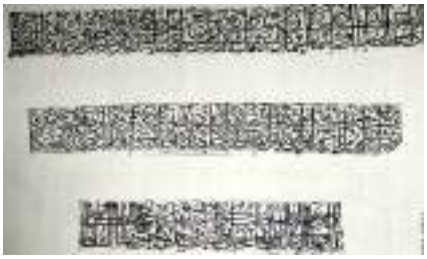

اے آستانت زمین آسمان ملک و دین
آسمانی آسمان گر نقش بندد بر زمین
----------بانی هذا
الباب ایار المخاطب بسفیخان کوتوالبک فی
سنہ تسع و تسعمایہ کتبہ محمود شاہ بین
محمد شاہ السلطان البهمنی

*Epigraph No. 24. Courtesy: EIAPS 1925-1926*

[538] Khwaja Muhammad Ahmad, "Two Inscriptions from Bidar", *Epigraphia Indica Arabic and Persian Supplement* (In continuation of Epigraphia Indo Moslemica) 1925-26. p. 18-19.

## تحریری تجزیہ:

دوسرے کتبے میں حاکم کا ذکرمحمود شاہ بن محمد شاہ السلطان البھمنی کے طور پر کیا گیا ہے۔

محمود شاہ بن محمد شاہ السلطان البہمنی۔

حکمران کا نام اسی طرح پایا گیا جس کا ذکر سکوں کے ساتھ ساتھ اپی گرافس پر بھی ہے۔ خطاطی کی مماثلت بھی تھی۔ سکے اور اپی گرافس خطاطی کے نسخ طرز کے ساتھ طغرا طرز خطاطی کے ساتھ کندہ تھے۔ مذہبی معلومات کا ذکر نہیں ہے۔

## نوشتہ نمبر 3

## کتبہ پر تحریر شدہ مواد:

تیسرا نوشتہ[539] سیدہ سادات کے چشمہ نما چشمہ کی دیوار پر کندہ ہے۔ چشمہ سیدہ سادات کے مزار سے چند گز کے فاصلے پر بریدی مقبروں کے پاس واقع ہے۔ یہ نوشتہ فارسی اور نسخ حروف میں کندہ ہے۔ نوشتہ میں کہا گیا ہے کہ یہ چشمہ، مقدس مقام پر، سید السادات، المخدوم بحیثیت سید حنیف، المتوکل علی اللہ قوی غنی ابوالمغازی شہاب الدین والدین محمود شاہ بن محمد شاہ، الولی بہمنی کے دور میں بنوا گیا۔

حکمران کے نام اور القاب کے ساتھ دو اور اہم نام بھی کندہ ہیں۔ سب سے پہلے سید السادات سید محمد حنیف جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے براہ راست نزول میں ایک مقدس بزرگ ہیں۔ ان کا گھر ترکستان میں گیلان تھا، اس لیے وہ احمد شاہ اول کے دور میں بیدر کی طرف ہجرت کر گئے۔ روایت کہتی ہے کہ ایک معجزے کی کارکردگی نے انہیں بادشاہ اور عوام کے اندازوں میں بلند کر دیا۔ دربار میں اس کا اثر اس حقیقت سے ظاہر ہوتا ہے

[539] Ibid.

کہ محمود شاہ ولید کے الحاق کے وقت بادشاہ کے سر پر تاج رکھنے کو کہا گیا تھا[540]۔ دوسرا نام ایک درویش حسینی مشہدی کا ہے جو سید مرزا مشہدی کا رشتہ دار ہو سکتا ہے جس نے 896 ہجری کی بغاوت میں محمود شاہ کی جان بچائی تھی[541]۔

لکھی ہوئی ٹیبلیٹ کے بارے میں عام عقیدہ ہے کہ اس میں کچھ معجزاتی طاقت ہے کہ وہ بیماریوں اور لوگوں کو نہاتے وقت گولی پر پانی ڈال کر اس سے گرنے والے اسپرے سے دھوتی ہے۔ یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ اس پانی میں سلفر موجود ہوتا ہے اور وہ لوگ جو گٹھیا یا خون کے غسل کی نجاست سے متعلق بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں، اکثر ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

## کتبہ کی تفصیل:

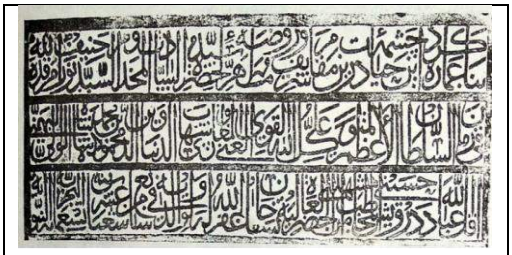

بنا کرد عمارت این چشمہ حیات درین مقام شریف و روضہ مطہر لحضرۃ سید السادات المخدوم السید نوراللہ مرقدفی زمان السلطان الاعظم المتوکل علیٰ اللہ القوی الغنی ابو المغازی شہاب الدنیا والدین محود شاہ بن محمد شاہ الولی البہمنی۔
فی سابع من شعبان سنہ عشر تسعمایۃ الھجریۃ النبویۃ۔

*Epigraph No. 26. Courtesy- EIAPS 1925-26*

## تحریری تجزیہ:

### کتبات کے اوپر کندہ حکمراں:

فی زمان السلطان الاعظم المتوکل علیٰ اللہ القوی الغنی ابو المغازی شہاب الدنیا والدین محود شاہ بن محمد شاہ الولی البہمنی

المتوکل علی اللہ قوی غنی ابوالمغازی شہاب الدنیاوالدین محمود شاہ بن محمد شاہ، الولی بہمنی۔

---

[540] Briggs, op. cit. Vol. II, p. 520
[541] Ibid. p, 532-33

اس کتبہ میں اعزازی القاب وہی تھے جو سکوں میں مذکور ہیں سوائے شاہی لقب شہاب الدین کے۔ اس لیے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ شہاب الدین ان کا شاہی لقب تھا۔ ان کے پیش رو شہاب الدین، علاؤالدین، نظام الدین، شمس الدین جیسے شاہی لقب استعمال کرتے تھے، لیکن ان کے سکوں کو ان القاب کے ساتھ چھوڑ دیا گیا تھا۔

عنوانات کی مماثلت کے ساتھ خطاطی کے انداز میں بھی مماثلت پائی جاتی ہے۔ دونوں ذرائع خطاطی کے نسخ انداز سے کندہ تھے۔ مذہبی معلومات کا ذکر نہیں ہے۔

## نوشتہ نمبر 4

### کتبہ پر تحریر شدہ مواد:

یہ تحریر[542] عربی میں ایک مسجد میں ملتی ہے۔ اپی گراف میں اسماعیل عادل شاہ کے دور میں ایک مسجد کی تعمیر کا ریکارڈ ہے۔ لیکن اس میں محمود شاہ بہمنی کا نام بھی آیا ہے۔

### نوشتہ کی تفصیل:

*Epigraph No. 27. Courtesy-EIAPS 1939-1940*

١۔ قال اللہ تعالی و ان المساجد اللہ فلا تدعوا مع اللہ احدا قد وقع بنأ هذا المسجد الشريف فی عهد خلافة السلطان الاعظم المتوكل على اللہ الغنی محمود شاه بن محمد شاه البهمنی خلداللہ ملکہ و سلطانہ و وزارت الخان الاكرم مجلس الرفيع عادل خان بن عادل خان الغازی ابد اللہ دولتہ و احسانہ ----------

### تحریری تجزیہ:

اس نوشتہ پر حاکم کا عنوان دیا گیا ہے۔

---

[542] K. M. Ahmad, "Inscriptions of Raichur in the Hyderabad Museum", *Epigraphia Indo Moslemica.* 1939-40 *(*edited by Ghulam Yazdani). pp. 15

فی عهد خلافة السلطان الاعظم المتوکل علی اللہ

سلطان الاعظم المتوکل علی اللہ غنی محمود شاہ بن محمد شاہ البہمنی، خدا اس کی بادشاہی کو قائم رکھے۔ اس میں اسماعیل عادل شاہ کا نام معمار کے طور پر بھی درج ہے۔

اس کتبہ میں بہمنی کے محمود شاہ اور عادل شاہی کے اسماعیل عادل شاہ کا نام آیا ہے۔ یہ واضح طور پر اشارہ کرتا ہے کہ یہ نسخہ عبوری دور میں لکھا گیا تھا جس میں سلطنت بتدریج تحلیل ہو رہی تھی۔ بادشاہت بادشاہ سے اس کے گورنروں کو منتقل ہو گئی تھی اور وہ مضبوط ہوتے جا رہے تھے اور شاہی اختیارات سنبھال رہے تھے، اسی دوران وہ اپنے پرانے آقاؤں کا بھی احترام کرتے تھے۔ اس نوشتہ میں محمود شاہ کے نام کے ساتھ جو عنوانات استعمال ہوئے ہیں وہ جزوی طور پر آخری نوشتہ میں استعمال ہوئے تھے۔ اگلے نوشتہ میں محمود شاہ کے نام کے ساتھ شمس الدنیاوالدین کا عنوان غلط استعمال ہوا ہے۔ اسمٰعیل عادل خان کے لیے مجلس رفیع کا لقب ان کے والد محمد سوم نے دیا تھا۔

خطاطی کے انداز میں کوئی مماثلت نہیں ہے۔ سکے خطاطی کے نسخ انداز میں کندہ کیے گئے تھے جبکہ اپی گرافس خطاطی کے ثلث اور طغرا کے طرز پر مشتمل ہیں۔ مذہبی معلومات کا ذکر نہیں ہے۔

## نوشتہ نمبر 5

### کتبہ پر تحریر شدہ مواد:

یہ تحریر[543] فتح برج سے ملی ہے۔ کتبہ عربی میں لکھا ہوا ہے۔ کتبہ محمود شاہ بہمنی کے دور میں فتح برج کی عمارت کی تعمیر کا حوالہ دیتی ہے۔

[543] Ibid. p. 15.

## نوشتہ کی تفصیل:

لا الٰہ الا اللہ محمدﷺ علی ولی اللہ
بنیٰ ھذا المقام الرفیع المسمیٰ ببرج الفتح فی
عھد خلافۃ السلطان الاعظم شمس الدنیا و
الدین محمود شاہ البھمنی
و وزارۃ الخان الاکرم مجلس الرفیع عادل
خان بن العادلخان الغازی
و حکومۃ الملک المکرم نظام الدین احمد
الکرمانی فی شھور سنہ ست عشر و
تسعمایۃ۔

*Epigraph No. 28. Courtesy – EAIPS 1939-1940*

## تحریری تجزیہ:

اس تحریر میں سلطان کو عھدخلافۃ السلطان الاعظم شمس الدنیا و الدین محمود شاہ البھمن سلطان الاعظم عظیم بادشاہ شمس الدنیاوالدین محمود شاہ البہمنی کہا گیا ہے۔ اس میں عادل خان کا نام الاکرم، مجلس رفیع عادل خان بن العدل خان کے نام سے بھی درج ہے۔

کندہ شدہ شیعیت درود اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ نئی تبدیلیوں کے ساتھ نیا خاندان شروع ہوا تھا، لیکن پہلے بہمنی حکمران کو خراج تحسین پیش کرنے اور ایمان ظاہر کرنے کے لیے، انہوں نے محمود شاہ بہمنی کا نام کندہ کیا۔ لیکن انھوں نے جو لقب استعمال کیا ہے وہ غلط ہے، کیونکہ محمود شاہ نے اپنے نام کے لیے شمس الدین کا لقب استعمال نہیں کیا۔ ہمیں اس کا کوئی حوالہ نہیں ملا۔

محمود شاہ کے سکوں پر خطاطی کے نسخ انداز میں کندہ کیا گیا تھا اور اس کے اپی گرافس خطاطی کے ثلث انداز میں مزین تھے۔ خطاطی کے انداز میں کوئی مماثلت نہیں ہے۔

زیادہ تر نوشتہ جات مذہبی معلومات سے محروم تھے لیکن ہمیں حکمران کا حوالہ اسلام کے سنی مسلک کے پیروکار کے طور پر ملتا ہے۔ جبکہ ایک بار شیعہ اثر ورسوخ کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ اقتباس شیعیت کے عقیدے سے

مزین ہے[544]۔ اس سے پہلے بہمنی سلطنت میں شیعہ اثر ورسوخ کا کوئی اور حوالہ نظر نہیں آتا۔ کندہ شدہ شیعت درود اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ نئے خاندان نے اپنے نوشتہ جات میں نئی تبدیلیاں شروع کی تھیں، لیکن پہلے بہمنی حکمران کو خراج تحسین پیش کرنے اور ایمان ظاہر کرنے کے لیے انھوں نے محمود شاہ بہمنی کا نام کندہ کیا۔ لیکن انھوں نے جو لقب استعمال کیا ہے وہ غلط ہے، کیونکہ محمود شاہ نے اپنے نام کے لیے شمس الدین کا لقب استعمال نہیں کیا۔

مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ سکے اور کتبات عام طور پر بادشاہ کے نام اور لقب کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ اپنے مذہبی عقیدے سے متعلق معلومات بھی فراہم کرتے ہیں۔ فن کی اصطلاحات میں ثقافتی اثر ورسوخ کا مشاہدہ خطاطی کے اسلوب کی مدد سے سکوں سے متعلق اور خطاطی دونوں میں کیا گیا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ دونوں جگہوں پر خطاطی اور عنوانات کا ایک جیسا انداز ہے۔

[544] K. M. Ahmad, op. cit. 1939-1940. p. 15.

# باب ششم

# بہمنی سلطنت کے جانشینوں کے سکے اور کتبات: ایک تقابلی مطالعہ

# باب ششم

## بہمنی سلطنت کے جانشینوں کے سکے اور کتبات: ایک تقابلی مطالعہ

اس باب میں بہمنی، عادل شاہی، قطب شاہی، اور نظام شاہی کے جانشینوں کے خطاطی اور سکے کے نوشتہ جات کے تقابلی مطالعہ کیا گیا ہے۔ numismatic اور epigraphy کے درمیان تعلق کو سمجھنے کے لیے درج ذیل تحریری معلومات جمع کی گئی ہیں۔ یہ نوشتہ جات بنیادی طور پر نوشتہ جات اور خطاطی کے مواد کا احاطہ کرتے ہیں۔ متن Epigraphia Indo Moslemica اور Epigraphia Indica عربی فارسی ضمیمہ پر مبنی ہے۔ اس مطالعہ میں بہمنی کے جانشینوں کے سترہ حکمرانوں کا احاطہ کرنے والے 95 اپی گراف شامل ہیں۔ تجزیہ تمام نوشتہ جات کی بنیاد پر کیا گیا ہے لیکن متن میں صرف چند کی مثال دی گئی ہے جبکہ باقی ضمیمہ میں تصدیق شدہ ہیں۔

پچھلے باب کے مقابلے میں اس باب میں اپی گرافس کی ایک بڑی تعداد شامل ہے۔ چونکہ ان خاندانوں کے سکوں کے نوشتہ جات محدود مواد پر مشتمل ہیں جبکہ ایپو گرافس اپی گراف میں بڑے مواد ہوتے ہیں۔ لہٰذا، ہم نے زیادہ تعداد میں نوشتہ جات کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ سکے کے نوشتوں سے موازنہ کیا جاسکے۔ اس طرح، موازنہ بنیادی طور پر عنوان اور مذہبی وغیرہ ہوگا۔

### عادل شاہی خاندان: 895-1097 / 1490-1686

درج ذیل سطور میں میں بحث کے لیے 7 حکمران اور 40 حاشیہ نگاری نوشتہ جات کا انتخاب کیا گیا ہے۔

بیجاپور کا عادل شاہی بہمنی کے جانشینوں میں سے ایک ہے جس پر 1490ء سے 1686ء تک نو سلطانوں نے حکومت کی۔ اس خاندان کے پہلے تین حکمرانوں یوسف عادل خان، اسماعیل عادل خان، ملو عادل خان، اور

ابراہیم عادل شاہ نے نہ تو شاہی لقب اختیار کیے تھے اور نہ ہی اپنے نام پر کوئی سکہ جاری کیا تھا[545]۔ اگرچہ انہوں نے سکے جاری نہیں کیے ہیں، لیکن ملّو عادل خان کے لیے آثاری ثبوت دستیاب ہیں۔ یہ عربی زبان میں رائچور قلعہ میں پایا جاتا ہے۔ اس نوشتہ پر ملو اور اس کے والد اسماعیل کے نام ہیں اور دونوں ناموں کے ساتھ سوائی کا لقب بھی ہے۔

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ پہلے تین عادل شاہی حکمرانوں نے اپنے نوشتہ جات میں کبھی بھی شاہی القابات نہیں لیے۔ تاہم، چوتھے حکمران ابراہیم عادل شاہ نے یا تو 943 ہجری کے آخر میں یا 944 ہجری کے ابتدائی حصے میں "شاہ" کا لقب اختیار کیا تھا[546]۔ ابراہیم عادل شاہ کا ایک نوشتہ مورخہ 943 ہجری ہے جس میں وہ خود کو مجلس رفیع اور عادل خان کہتے ہیں، جب کہ ایک اور نوشتہ [547]مورخہ 944 ہجری میں شاہ کے لقب کے ساتھ ابراہیم کا نام درج ہے۔ مذکورہ بالا بیان نیومس میٹک شواہد سے ثابت ہوا کہ عادل شاہی کے پہلے چار حکمرانوں کے سکے ابھی تک دریافت نہیں ہوئے ہیں۔ علی عادل شاہ اس خاندان کا پہلا سلطان تھا جس کے بارے میں جانا جاتا ہے جو سکے میں صحیح طریقے سے نمائندگی کرتے ہیں۔

اس مطالعہ میں کتبات اور سکے کے نوشتہ جات کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے، پہلے کے کتبات میں بڑے مواد ہوتے ہیں جبکہ سکے محدود مواد کے حامل ہوتے ہیں۔ اس طرح موازنہ بنیادی طور پر عنوان اور مذہبی پیش رفت وغیرہ ہو گا.

---

[545] K. M. Ahmad, op. cit. 1939-40. p. 16.

[546] M Nazim. "Bijapur Inscriptions". *Memoirs of the Archeological Survey of India* No. 49. 1936. pp. 26.

[547] Ibid. p. 47

**ابراہیم عادل شاہ اول:** 941-965،1535-1558

ابراہیم عادل شاہ نے کوئی سکہ جاری نہیں کیا تھا لیکن ہمیں ابراہیم عادل شاہ اول کے آٹھ کتبات کے حوالہ جات ملتے ہیں۔ مندرجہ ذیل مطالعہ شدہ حروف تہجی کے نوشتہ جات میں جن سے ہمیں مذہبی عقیدے کے ساتھ ساتھ بنانے والے کا نام، تاریخ، حکمران کے القاب کے اور کبھی کبھی صرف خاندان کا نام کی معلومات ملتی ہیں۔ موجودہ بحث بنیادی طور پر ابراہیم عادل شاہ کی تحریر پر مرکوز ہوگی۔

نوشتہ نمبر 1

کتبہ پر تحریر شدہ مواد

یہ نوشتہ[548] تلم برج، اندھیری باولی میں عام نستعلیق خطاطی اور فارسی آیات میں کندہ ہے۔ اس میں ابراہیم عادل شاہ اول کے دور میں احمد حاجی گنابادی کی کوششوں سے فصیل کی تعمیر ہوئی تھی۔ تاریخ ایک کرنوگرام میں موجود ہے۔

نوشتہ کی تفصیل:

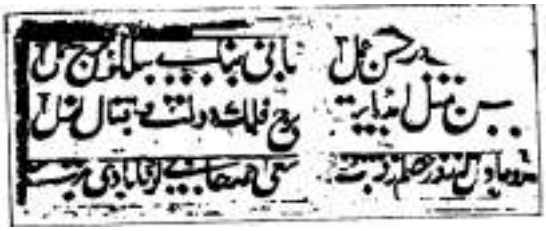

**معمار و قضا چو هست در حسن عمل**
**بانی بنا ے نیلگون برج حمل**
**تاریخ بناش بیدحثل آمده است**
**برج فلک دولت و اقبال ازل**
**بدور خسرو عادل که روز خصم ازو شب**
**شـدبسـعی احمد حاجی گونابادی مرتب**
**شد**

*Epigraph No. 1 Courtesy EIM 1963*

نوشتہ نمبر 2

کتبہ پر تحریر شدہ مواد

[548] A. A. Kadiri, "Adil Shahi Inscriptions from Raichur", *Epigraphia Indica Arabic and Persian Supplement (In continuation of Epigraphia Indo Moslemica*, 1963, p. 62

ابراہیم عادل شاہ اول کا دوسرا نوشتہ[549] خسرو برج کے فصیل کے اگلے حصے پر لگایا گیا تھا۔ خطاطی میں فارسی شاعری ہے جو نستعلیق خطاطی میں پیش کی گئی ہے۔ اس میں ابراہیم عادل شاہ اول کے دور میں فصیل کی تعمیر کا ذکر ہے۔ آخری سطر میں موجود تاریخ کے مطابق تاریخ 49-1548 عیسوی ہے۔

نوشتہ کی تفصیل:

**بستم درین حصار بتوفیق کردگار ؛ برجی که کوته است ازو دست اهل غدر**
**چون سر زند و مطلع او طلعت هلال؛ باشد ز روے مرتبه چون بر سپهر بدور**
**در روزگار عادل دوران تمام شد ؛ آن عادلی که ساخته جا بر سریر صدر**
**چون نسبت رفیع ز قدرش نیست؛ تاریخ او ست برج رفیع بلند قدر۔**

*Epigraph No. 2 courtesy EIM 1963*

نوشتہ نمبر 3

کتبہ پر تحریر شدہ مواد

تیسرا نوشتہ[550] قلعہ کے کٹی دروازے پر لگایا گیا ہے۔ اس میں عربی اور فارسی نثر میں لکھی گئی تحریر ہے جسے خط نسخ میں لکھا گیا ہے۔ اپی گراف کا ایک بڑا حصہ مذہبی متن پر مشتمل ہے جس میں بہت کم تاریخی معلومات ہیں کہ یہ دروازہ 1550 عیسوی میں ابراہیم عادل شاہ اول کے دور میں شمشیر الملک نے تعمیر کیا تھا۔

نوشتہ کی تفصیل:

**نصر من الله و فتح قریب و بشر المومنین لا اله الا اللی محمد رسول الله علی الله فا الله خیرا حافظا و هوا الرحم الراحمین سنه ۹۰۷**
**اللهم صل علی محمد مصطفے و علی المرتضی و الحسن و الحسین و العباد و الباقر و الصادق ا الکاظم و الراضا و التقی و العسکرے و المهدے در عهد همایون سلطان ابراهیم عادلشاه بنا کرده شمشیر الملک غره ماه رمضان سنه خمسین و تسعمایه**

[549] Ibid. p. 63
[550] A. A. Kadiri, op. cit. p. 64

Epigraph No. 3 Courtesy EIM 1963

## نوشتہ نمبر4

### کتبہ پر تحریر شدہ مواد

چوتھا نوشتہ[551] قلعہ کے ٹن دروازے کے درمیانی دروازے کے سامنے طرف درج ہے۔ خطاطی کے نستعلیق انداز میں متن فارسی میں لکھا گیا ہے۔ اپی گراف میں کہا گیا ہے کہ ابراہیم عادل شاہ کے دور میں پنہالہ کی عمارت، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ حکومت کی نشست تھی۔ 954ہجری (1547-48 AD) میں یا تو مرمت کی گئی یا نیا بنایا گیا تھا۔ ملک داؤد آقا کے دور حکومت میں نائب غیبت، یعنی بادشاہ کا نائب تصور کیا جاتا تھا۔

### نوشتہ کی تفصیل:

**بسم الله کذا الرحمن الرحیم هست کلید در گینج حکیم تجدید و تحدیث عمارت دار السلطنت قلعه پناله دو ایام دولت خسروم جهاینانے سلطنت پناهے ابراهیم عادلشاه خلد ملکه فی تاریخ سنه اربع خمسین تسعمایه درکار کرد ملک داود آقا نایب غیبت کاتب سالار بن احمد دبیر**

*Epigraph No. 4 Courtesy EIM 1970-1971*

### تحریری تجزیہ:

کتبہ میں کندہ نوشتہ میں حکمران کو 'ہمایوں سلطان ابراہیم عادل شاہ'[552] کا نام دیا گیا تھا۔ ہمایوں سلطان ابراہیم عادل شاہ اول کے دور میں حاکم کو بادشاہ، زمانے کا عادل، عادل شاہ کا خطاب دیا گیا، اس نے بادشاہ کا لقب دیا، دنیا پر حاکمیت، بادشاہت کی پناہ، ابراہیم عادل شاہ، اس کی بادشاہی ہمیشہ قائم رہے۔ اس طرح کے خطابات صرف کتبات میں پائے جاتے تھے سکوں میں نہیں۔ اس لیے خطابات کا موازنہ ممکن نہیں۔

---

[551] A. A. Kadiri, "Adil Shahi Inscriptions from Panhala", *Epigraphia Indica Arabic and Persian Supplement (in the continuation of Epigraphia Indo Moslemica)*, 1970-1971, p. 69.

[552] A. A. Kadiri, op. cit. 1963. p. 62

زیادہ تر تحریریں عربی میں خدا کی تعریف اور فارسی میں بادشاہ کی تعریف سے شروع ہوتی ہیں۔ Epitaph کو شیعہ درود[553] اور مختصر قرآنی آیات[554] سے سجایا گیا تھا۔ کبھی کبھی یہ پہلی[555] اور دوسری[556] شہادت (اسلام کا عقیدہ) کتبات میں دیکھا جاتا ہے۔

اپی گراف نے عادل شاہی کے اہل کار کا نام برقرار رکھا ہے اور شاہی شخص جیسے عبدر[557] سے منسلک عہدوں کے بارے میں تھوڑی سی معلومات بھی محفوظ کی ہیں۔ نوشتہ میں کچھ عہدوں کا بھی ذکر ہے جیسے دبیر[558] (سیکرٹری) اور نائب غیبت بادشاہ کے نائب۔

ابراہیم عادل شاہ اوّل کے کتبات بہت معلوماتی تھے اور نوشتہ جات بہت عمدہ تھے۔ وہاں خطاطوں اور معماروں کا نام بھی اکثر دستخطوں کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے۔ ان میں احمد حاجی گنابادی[559]، شمشیر الملک، خان ملک[560]، یوسف شاہی عبدر جیسے ناموں کا ذکر کیا گیا۔ سالار ولد احمد دبیر[561] اور داؤد آقا[562]

زیادہ تر نوشتہ جات عربی اور فارسی میں لکھے گئے تھے اور زیادہ تر کتبات کی خطاطی نستعلیق طرز پر مشتمل ہیں اور کچھ کتبات نسخ انداز میں کندہ ہیں۔ تاریخیں بتدریج کرنوگرام میں دی جاتی تھیں اور بعض اوقات تاریخوں کو اعداد و شمار میں بھی لکھا جاتا تھا۔

---

[553] Ibid. p. 64
[554] Ibid
[555] A. A. Kadiri, "Adil Shahi Inscription from Bankapur", *Epigraphia Indica Arabic and Persian Supplement* (In continuation of Epigraphia Indo Moslemica), 1968, p. 45
[556] A. A. Kadiri, op. cit. 1964.
[557] A. A. Kadiri, op. cit. 1970-1971. p. 71
[558] Ibid.
[559] A. A. Kadiri. op. cit. 1963. p. 62
[560] A. A. Kadiri, op. cit. 1968. p. 45
[561] A. A. Kadiri, op. cit. 1970-1971. p. 69
[562] Ibid. p. 71

## علی عادل شاہ اول :1558-1580 / 965-988

ابراہیم عادل شاہ اول کے برعکس، علی عادل شاہ کو ان کے سکے میں اچھی طرح سے دکھایا گیا تھا۔ اس نے اسد اللہ غالب علی ابن ابی طالب کو کندہ کیا۔ اس تحریر پر بادشاہ کا نام نہیں بلکہ شیعہ کے امام اور سنی کے چوتھے خلیفہ حضرت علی کا نام اور لقب درج ہے۔ علی عادل شاہ شیعہ مسلک کے پیروکار تھے۔ شیعہ عقیدے میں علیؓ کو سب سے اعلیٰ خلیفہ مانا جاتا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے عقیدے کو مضبوط کرنے کے لیے اپنے سکوں پر حضرت علیؓ کا لقب کندہ کیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس عقیدے کے مضبوط پیروکار تھے۔

مسیں نے علی عادل شاہ کے بارہ کتبات کا مطالعہ کیا ہے۔ ان تمام کتباب کی تفصیل ذیل میں دی گئی ہے۔ یہ بات دلچسپ ہے کہ بہمنی عادل شاہی حکمرانوں کے برعکس چھوٹے کتبات اور علی عادل شاہ کے چند سکے ہیں جن میں ایک طرف اسد اللہ غالب اور دوسری طرف علی ابن ابی طالب کا ذکر ہے۔ ہندوستان کی سکہ سازی کی تاریخ میں اس مخصوص کتبہ کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ وہ عادل شاہی خاندان میں اسلام کے شیعہ عقیدے کے اثر کو ظاہر کرتے ہیں۔ شیعہ مذہب کو عادل شاہ اول اور دوم نے فروغ دیا تھا اور اس کی تصدیق نیومس میٹک شواہد کی مدد سے بھی کی گئی ہے۔

### نوشتہ نمبر 1

### کتبہ پر تحریر شدہ مواد

اطہر محل میں محفوظ پتھر پر کندہ پہلا نوشتہ[563]۔ یہ فارسی نثر میں تھا اور نسخ طرز کی خطاطی پر مشتمل ہے ۔ اس کا مقصد مسجد امین الملک کی دیکھ بھال کے لیے ہونے والے اخراجات کو پورا کرنے کے لیے پانچ دکانوں کی

[563] S. B. Samadi, "Inscriptions from the archaeological Museum, Bijapur", *Epigraphia Indica Arabic and Persian Supplement* (In continuation of Epigraphia Indo Moslemica), 1955-1956, pp-74

عمارت وقف ہے۔ دکانوں کے بنانے والے، یعنی خان اول جنت خان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ علی عادل شاہ اول (1580-1558) کے دور میں نائب غیبت تھے۔ یہ کتبہ جمعرات 11 ربیع الاول 967ھ کو لکھا گیا ہے۔

نوشتہ کی تفصیل:

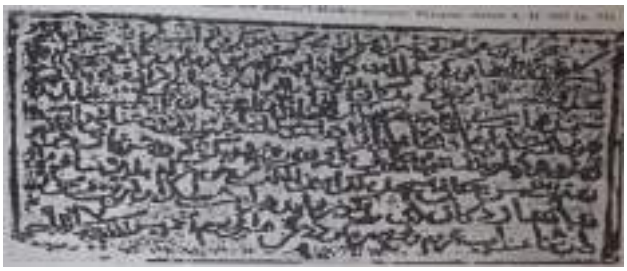

پانچویں سطر میں
**در زمان شاہ علی عادلشاہ خلد ایام دولتہ و سلطانہ جہت روشنائ و آب سبیل**

*Epigraph No. 5 Courtesy EIAPS 1955-1956*

نوشتہ نمبر 2

کتبہ پر تحریر شدہ مواد

دوسرا نوشتہ[564] قلعہ کی مسجد نورنگ دروازے کی جنوبی دیوار میں ملتا ہے۔ اپی گراف کا متن فارسی میں ہے اور خطاطی نسخ انداز میں کندہ ہے۔ ریکارڈ میں طاہر خان کا تذکرہ معمار کے طور پر کیا گیا ہے اور خود علی عادل شاہ کے دور کا حوالہ دیا گیا ہے۔

نوشتہ کی تفصیل:

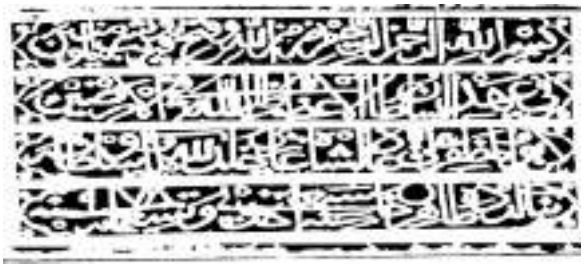

**بسم لله الرحمن الرحيم نصر من الله و فتح قريب و بشر المومنين فی عهد السلطان الاعظم ظل الله فی الار ضين ابو المظفر علی عادلشاه غازی خلد الله ملكه و سلطانه بنا كرده طاهر خان سنه احدے سبعين و تسع مايه سنه۹۷۸**

*Epigraph No. 6 courtesy EIAPS 1963*

نوشتہ نمبر 3

کتبہ پر تحریر شدہ مواد

[564] A. A. Kadiri, op. cit. 1963, pp. 65,

تیسرا اقتباس[565] رائچور کے قلعے کے اندر جامع مسجد کے محراب سے نقل کیا گیا ہے۔ متن عربی میں ہے اور خطاطی کے نسخ اور طغرا انداز میں نقش ہے۔ یہ تحریر بسم اللہ سے شروع ہوتی ہے اور اس پر شیعہ درود اور عقیدہ موجود ہے۔ اس میں تاریخی مواد بھی تھا جس میں علی عادل شاہ کے دور میں 1577-78 عیسوی میں مسجد کی تعمیر کا ذکر تھا۔

نوشتہ کی تفصیل:

پانچویں سطر میں

**در زمان شاه علی عادلشاه خلد ایام دولته و سلطانه جهت روشنائ و آب سبیل**

*Epigraph No. 7 Courtesy EIAPS 1963*

نوشتہ نمبر 4

کتبہ پر تحریر شدہ مواد

چوتھا نوشتہ[566] پنالہ میں امبابائی کے مندر کے قریب سے ملا اور کولہاپور میوزیم میں محفوظ ہے۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا کہ اس کا تعلق اصل میں شیر دروازہ سے تھا[567]۔ شیر کا ایک پورٹریٹ کندہ کیا گیا تھا اور باقی حصے پر فارسی متن، نسخ اور ثلث خطاطی میں کندہ تھا۔ نوشتہ میں درج ہے کہ احمد علی، ولد رعون علی، شمشیر الملک کا خطاب درج ہے۔ علی (I) کے ایک عقیدت مند خادم نے 987 ہجری (80-15790 عیسوی) میں ایک قلعہ تعمیر کیا۔

نوشتہ کی تفصیل:

---

[565] A. A. Kadiri, op. cit. 1963, p. 66
[566] A. A. Kadiri, 1970-1971, p. 72
[567] Gazetteers of Bombay Presidency, Kolhapur, 1886, No. 11, p. 424

**اسد الله الغالب**
**طالبۍعلی ابن اب**
**از دل و جان**
**هست غلام علی احمد**
**علی بن (؟) دو نعلے المخا**
**طب بشمشیر الملک**
**در تواریخ برج این عمارتی که بست که**
**بود و هشتاد و هفت از هجرت**

*Epigraph No. 8 Courtesy EIAPS, 1970-1971*

## تحریری تجزیہ:

تصنیف میں بتایا گیا ہے کہ علی عادل شاہ، عادل شاہی خاندان کے پہلے حکمران تھے جنہوں نے "ابوالمظفر" کا لقب اختیار کیا تھا۔ تصنیف پر یہ عنوان لکھا ہوا ہے، "جہا پناہ ظل اللہ مہر سہ پہرسرفرازی ابوالمظفر علی عادل شاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ[568]"۔ وہ 'شاہ علی جاہ عالم پناہ مہر سہ پہر سرفرازی ابوالمظفر علی عادل شاہ غازی خلد اللہ ملکہ وافضل العالمین[569]' کے نام سے بھی جانے جاتے تھے اور 'الاعظم ظل اللہ فی الارضین[570]' کے نام سے بھی لکھا جاتا تھا۔

گورون کے تصنیف میں استعمال ہونے والی کنیہ 'ابوالمظفر' نے ایک ہی کنیہ کے ساتھ ایک سکہ درج کیا تھا[571]۔ لیکن اس نے سکوں کی مثال نہیں دی اور نہ ہی سکے دیکھے ہیں۔

کتبہ میں حاکم کا نام علی عادل شاہ بادشاہ کے طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ حاکم کو عالی جاہ عالم پناہ مہر سہ پہر سرفرازی ابوالمظفر علی عادل شاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ کا خطاب بھی دیا گیا[572]۔

---

[568] Haig, op. cit. p. 2
[569] Ibid.
[570] A. A. Kadiri, op. cit. 1963. p. 65
[571] Stan Goron and Goenka. op. cit. p. 315.
[572] A. A. Kadiri, op. cit. p. 65

حکمرانوں کے القابات ابھرتی ہوئی زبانوں جیسے فارسی، اردو اور عربی سے بہت زیادہ متاثر تھے۔ تاہم لقب جہاں پناہ اور عالم پناہ فارسی اصطلاحات تھے جس کا مطلب ہے 'دنیا کی پناہ گاہ' اور کائنات کی پناہ۔ مہر سہ پہر اردو کی اصطلاح ہے جس کا مطلب ہے 'مہربانی' اور وقت کی اسلامی تقسیم کی وضاحت کرتا ہے۔ ایک پہر تقریباً تین گھنٹے کے برابر ہوتا ہے اور ایک دن میں آٹھ پہر ہوتے ہیں۔ سرفرازی ایک اور اردو اصطلاح ہے جس کا مطلب ہے ترقی۔ظل الله فی الا رضین اور افضل العالمین اور عربی لفظ تھے جس کا مطلب ہے ''دونوں جہانوں میں خدا کا سایہ'' اور دنیا کا سب سے افضل و برتر۔

حاکم کو ایک نئے لقب سے عالی جاہ اور جام جاہ سے مخاطب کیا گیا۔ بادشاہ کے لیے یہ اعلیٰ ترین اتھارٹی کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہونے والی اصطلاحات تھے۔ ان تمام بلند پایہ القابات کے ساتھ وہ اپنے آپ کو ابوالمظفر اور غازی سمجھتا تھا جس کا مطلب ہے محافظ کا باپ اور فاتح کا باپ۔ اپنے کتبہ کے آخری حصے میں اس نے خدا سے اپنی بادشاہی اور خاندان کی بھلائی کے لیے دعا کی ہے۔ یہ عنوان سب سے پہلے دہلی سلطنت کے بعد کے حکمرانوں کے سکوں پر دیکھا گیا اور بابر، ہمایوں اور اکبر کے جاری کردہ مغل سکوں کی مقبولیت کی وجہ بھی یہی تھی۔ اگرچہ عادل شاہی خاندان کے سکوں پر دعا کندہ نہیں پائی گئی۔ یہ خطاب کے تسلسل کے طور پر نوٹ کیا گیا تھا۔

اس کا ایک کتبہ[573] اس دروازے سے ملا تھا جسے شیر دروازہ کہا جاتا ہے۔ شیر کا ایک پورٹریٹ کندہ کیا گیا تھا جبکہ بقیہ حصے پر فارسی متن کے ساتھ نسخ اور ثلث طرز کے خطاطی کے ساتھ کندہ کیا گیا تھا جس میں علی ولد ابی طالب، اسد اللہ الغالب درج تھا۔

## کتبات اور سکے کے نوشتہ کی تفصیل:

[573] A. A. Kadiri, op. cit. 1970-1971, p. 72

Obverse: اسد الله الغالب

Reverse :علی ابن ابی طالب

Courtesy: Marudhar Art

**سد علی ابن ابی طالبا**
**از دل و جان**
**هست غلام علی احمد**
**علی بن (؟) دو نعلے المخا**
**طب بشمشیر الملک**
**در تواریخ برج این عمارتی که بست که**
**بود و هشتاد و هفت از هجرت**
**الله الغالب**

Courtesy, 1970-1971

شیر دروازہ کے اپیی گراف پر استعمال ہونے والا خاص خطاب ان کے تانبے کے سکوں میں بھی دیکھا گیا ہے جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ اس پر ابو المظفر اسد اللہ غالب علی ابن ابی طالب لکھا ہوا ہے[574]۔ لہٰذا اس کے کتبہ پر بھی توجہ دی گئی ہے۔ سکوں کے ساتھ ساتھ کتبہ علی عادل شاہ اول کے ایمان کی واضح طور پر وضاحت کرتی ہے۔ اس نے اپنے جذبات اور ایمان کی عکاسی کرتے ہوئے ایک دھاڑتے ہوئے شیر کی تصویر کشی کی تھی، تاکہ کتبہ میں لکھے گئے عنوان کے حقیقی معنی کو ظاہر کیا جا سکے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ شاید حکمران خود کو اپنے دور کا "شیر" سمجھتا ہو۔

سکوں پر طغرا خطاطی انداز میں کندہ کیا گیا تھا جب کہ کتبہ کے نوشتہ جات نسخ اور ثلث خطاطی میں کندہ تھے۔ حکمران کے لقب کے مطابق سکوں اور خطاطی میں مماثلت پائی جاتی ہے اور بعض خطاطی میں مماثلت نہیں پائی جاتی۔ یہ نوشتہ بڑی حد تک پاکیزہ قرآنی آیات پر مشتمل ہے اور بادشاہ اور اس کی بادشاہی کی تعریفیں ہیں۔ وہ شیعہ مسلک کے پیروکار تھے۔ انہوں نے ایک مصرعے میں حضرت علی کا ذکر کیا ہے۔ اس نے علی کو معجزات کا مظہر قرار دیا[575]۔ یہ آیات علی عادل شاہ اول کے دور میں شیعہ عقائد کی مقبولیت کا ثبوت تھیں۔ وہ اپنے آپ کو

[574] Stan Goron and Goenka. op. cit. p. 315
[575] T.W. Haig, op. cit. 1907-1908. p. 4

علی کا غلام تصور کرتا تھا[576]، اور اس میں احمد علی کا نام بھی موجود ہے، اس لیے اسے احمد کہا جا سکتا ہے۔ ریگنل نام جو اس کے سکوں پر نہیں پایا جاتا تھا۔ ان کے سکوں پر علی کا نام بھی لکھا ہوا ہے۔

علی عادل شاہ سخی حکمران تھے، کیونکہ وہ اسلام کے تمام ماننے والوں کا احترام کرتے ہیں چاہے وہ شیعہ ہوں یا سنی۔ ان کے بہت سے تصنیفات شیعہ اور سنی عقیدے کے مظاہر کے ساتھ کندہ تھے۔ تصنیفات پر سنی عقیدے کی عکاسی پر غور کیا جا سکتا ہے، جسے گورنر یا کسی اہلکار نے جاری کیا ہو۔

ابراہیم عادل شاہ کی طرح خطاطوں نے بھی علی عادل شاہ اول کے عہدہ داروں جیسے نائب غیبت[577] (بادشاہوں کے نائب) کے نام کو برقرار رکھا۔ باباجی ضابط خان گورنر کی غیر موجودگی میں احسن آباد گلبرگہ کے لیفٹیننٹ (بادشاہوں کے نائب) تھے۔ باباجی کا لقب بہت ہی عجیب نوعیت کا ہے اور شاید اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ضابط خان ایک تبدیل شدہ ہندو تھا۔ خان اعظم جنت خان علی عادل شاہ اول (1558-80) کے ماتحت ایک اور نائب غیبت ہیں۔ نائب کامگار[578] (نائب) علی عادل شاہ اول کے دور میں کام کرنے والا ایک اور عہدہ ہے۔

کتبات میں خطاطوں اور معماروں کے ناموں کا ذکر ہے۔ علی عادل شاہ اول کے نوشتہ میں کچھ نام درج ہیں جن میں عزت خان[579]، ضابط خان (باباجی ثابت خان)[580]، حاجی عماد خان[581]، خان اول جنت خان (نائب غیبت) طاہر خان جیسے نام شامل ہیں[582]، شمس الدین[583] (نائب کامگار)، اور نعمت اللہ، نہاوند کے خواجہ اسماعیل کرد خراجی کے بیٹے [584]. وغیرہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں

---

[576] A. A. Kadiri, op. cit. 1970-71. p. 72
[577] . W. Haig, op. cit. 1907-1908). p. 3
[578] A. A. Kadiri, op. cit. 1970-1971, p. 72,
[579] Major T.W. Haig, op. cit. p. 4
[580] Ibid.
[581] Ibid.
[582] A. A. Kadiri, op. cit. 1963. p. 65,
[583] A. A. Kadiri, op. cit. 1970-1971, p. 72,
[584] Ghulam Yazdani, "Inscriptions of Bijapur Kings, Ali Adil Shah I and Ibrahim Adil Shah II, From Naldrug, Nizams Dominions", *Epigraphia Indica Arabic and Persian* Supplement (In continuation of Epigraphia Indo Moslemica), 1917-1918, p. 1

تصنیف میں تعمیر کنندہ کا شجرہ نسب بھی درج کیا گیا ہے کہ احمد علی ولد ران علی کے عنوان سے شمشیر الملک علی کا ایک عقیدت مند خادم میں نعمت اللہ نہاوند کے خواجہ اسماعیل کرد خیر جی کے بیٹے تھے[585]۔ اس میں ایک ماہر سوار اور فاتح نائب 'شمس الدین' کا نام بھی درج ہے جس نے برجِ قدرت (مقام کا گڑھ)[586] تعمیر کیا ۔ زیادہ تر نوشتہ جات عربی اور فارسی زبانوں میں لکھے گئے تھے۔ تیرہ نوشتوں میں سے چھ نوشتوں میں خطاطی کا انداز واضح نہیں ہے۔ چونکہ علی عادل شاہ کے زیادہ تر کتبات نسخ، طغرہ، نستعلیق اور ثلث میں ہیں۔ اس لیے یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ یہ خطاط خطاطی کے اس طرز میں سے کسی ایک کا استعمال کر رہے ہوں گے۔ اس دور میں عربی ہندسوں میں تاریخ اور بعض اوقات یہ عربی الفاظ میں بھی پائی جاتی تھی۔ فارسی الفاظ میں تاریخوں کے ساتھ علی عادل شاہ اوّل کے نوشتہ جات بھی منقول ہیں۔

**ابراہیم عادل شاہ ثانی:**1627-1580 / 1037-988

ابراہیم عادل شاہ نے صرف تانبے کے سکے جاری کیے تھے جس میں ایک ہی لیجنڈ "غلام مرتضیٰ علی ابراہیم ابلا بالی" تھا۔ حکمران کے بارے میں پندرہ مصرعوں کا مطالعہ کیا گیا تھا۔

**نوشتہ نمبر 1**

**کتبہ پر تحریر شدہ مواد**

حیدر آباد میوزیم میں رائچور کے علی برج سے نظر آنے والا پہلا نوشتہ[587] ہے۔ اس میں قرآن مجید اور فارسی اشعار کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اسکرپٹ ثلث ہے۔ یہ نوشتہ بیان کرتا ہے کہ برج ابراہیم عادل شاہ کے دور حکومت میں اس کے ایک غلام خواص خان نے بنایا تھا۔

**نوشتہ کی تفصیل:**

---

585 Ghulam Yazdani, op. cit. p. 1
586 A. A. Kadiri, op. cit. 1970-1971. p. 72
587 K. M. Ahmad, op. cit. 1939-1940, p. 18

**بسم الله الرحمان الرحیم**
**نصر من الله و فتح قریب و بشر المومنین یا محمد یا علی بدور شاه ابراهیم عادل بنأیْ برج کرد آن مرد عاقل غلام شه خواص خان به ششماهتمامش کرد آن دانای آگاه چو از خان بد محب سرور غالبنهاد آن برج را نام علی ابن ابی طالب----------**

*Epigraph No. 9 courtesy EIM 1939*

## نوشتہ نمبر2

## کتبہ پر تحریر شدہ مواد

دوسرا نوشتہ فارسی زبان میں رائچور قلعہ فصیل کا بتایا گیا ہے[588]۔ فصیل کے نوشتہ سے مراد یہ ہے کہ اسے ملک ریحان اور ملک یاقوت نے ابراہیم عادل شاہ دوم کے دور میں تعمیر کیا تھا۔ ملک یاقوت اور ملک ریحان رائچور کے انچارج تھے۔ لیکن معاصر تاریخ میں ان افراد کا کوئی واضح حوالہ نہیں ملتا۔

## نوشتہ کی تفصیل:

**نهایت برج گشت ز توفیق احد : بامدادی شفیعے ما محمددر عهد ابراهیم عادل شاه معظم : که ابتدا این برج گشت پایه محکمزعون همت ملک و یحان صاحب : بنا کردند برجے ملک یاقوت نایب که تاریخس یکهزار و هچده هجرة**

*Epigraph No. 10 Courtesy EIM 1939-1940*

## نوشتہ نمبر 3

## کتبہ پر تحریر شدہ مواد

[588] K. M. Ahmad, op. cit. 1939-40, p. 19

تیسرے نوشتہ[589] میں خطاطی کے نستعلیق طرز میں فارسی لیجنڈ میں کندہ ایک فصیل کا ذکر ہے۔ اس میں ابراہیم عادل شاہ دوم کے دور میں تعمیر ہونے والے فصیل کے بارے میں معلومات درج ہیں۔

## نوشتہ کی تفصیل:

**جو هر درج کرامت اختر برج کمال:**
**آفتاب اوج حشمت سایه لطف اله**
**شهسوار عرصه ابراهیم عادل شاه**
**:والی والا جناب دوارے دوراں پناه**

*Epigraph No. 11 Courtesy EIM 1939-1940*

## نوشتہ نمبر4

## کتبہ پر تحریر شدہ مواد

کونٹیوانا بلاد جاٹھر ریاست میں ایک مسجد کی دیوار سے چوتھا نوشتہ تھا[590]۔ یہ فارسی زبان میں اور خطاطی کے نسخ انداز میں تھا۔ کتبات میں ابراہیم عادل شاہ ثانی کے دور حکومت میں 1000 ہجری میں ایک عبدر خان کی طرف سے مسجد کی تعمیر کا ریکارڈ ہے۔(1592ء)۔

## نوشتہ کی تفصیل:

**الله محمد علی**
**وان المساجد لله فلا تدعوا**
**مع الله احدا**
**بنا کرد این مسجد در زمان**
**ابراهیم عادلشاه**
**بنده کمترین ابدا و خان ؟**
**سنه الف من الهجرية**

*Epigraph No. 12 Courtesy EIM 1939-1940*

---

[589] Ibid. 20
[590] Shamsuddin Ahmad, "Five Inscriptions from Bijapur, District", *Epigraphia Indo Moslemica*, 1939-1940, p. 33

## تحریری تجزیہ:

حکایتوں پر حاکم کالقب ''ہمایوں عرفائے اقدس اعلیٰ ابراہیم عادل شـــاہ خلد اللہ ملکہ و سـلطانہ[591]'' ہے۔ وہ غازی کے نام سے بھی جانے جاتے تھے[592]۔ ایک کتبہ میں انہیں ''تاج الدنیا والدین ابوالمظفر ابراہیم عادل شـــاہ'' کہا گیا ہے[593]۔ اس نے اپنے آپ کو م عظم، ملک عقاب الامم ثم خلیل اللہ سلطان ابراہیم عادل شاہ کہا[594]۔ در زمان سلطنت شاہ عالی جاہ مہر سہ پہرجلالت بدور منیر عدالت سـامی خلیل اللہ ابوالمظفر ابراہیم عادل شـاہ[595]۔ اس کتبہ میں بادشاہ کے دورِ حکومت کو 'عالی جاہ ابوالمظفر ابراہیم عادل شاہ دوم' کہا گیا ہے۔ یہ دیکھا جائے گا کہ متن میں ابراہیم ثانی کے مکمل القاب کا حوالہ دیا گیا ہے جس میں ایک عالیہ بھی شامل ہے جو اس بادشاہ کے تمام ریکارڈوں میں نہیں ملتا۔

حکمرانوں کے القاب فارسی اور عربی کا مجموعہ تھے، ہمایوں فارسی اصطلاح ہے جس کا مطلب ہے 'خوش نصیب'۔ عرفائے اقدس اعلیٰ عربی اصطلاحات ہیں جس کا مطلب ہے ''سب سے بڑا اور مقدس ترین شخص''۔

یہ تمام نوشتہ جات کتبات میں پائے گئے۔ اس کے سکّوں میں مختلف قسم کے نوشتہ جات نہیں ملتے لیکن یہ خاص قسم کے کتبوں تک محدود ہے۔

سکوں اور نوشتوں میں مذہب ایک اہم جز رہا ہے۔ اسے ابراہیم عادل شاہ ثانی کے سکوں اور کتبات پر بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ اس نے اللہ[596]، محمد اور حضرت علی کی تعریف میں قرآنی آیات کندہ کی[597]، یہاں تک کہ

---

[591] Haig, op. cit. p. 5
[592] Ibid.
[593] Ibid.
[594] Ibid. p. 21
[595] A. A. Kadiri, 1968, p. 41-50
[596] Haig, op. cit. p. 7
[597] K M Ahmad, op. cit.

اس نے ایک برج کا نام علی ابن ابی طالب برج رکھا[598]۔ علی عادل شاہ کے اکثر کتبے قرآنی آیات کے ساتھ کندہ تھے، اس کے علاوہ انہوں نے ایک کتبہ میں آیت الکرسی بھی کندہ کی تھی[599]۔

کتبات پر معمار کا ذکر بڑی اہمیت کا حامل ہے، جیسے باباجی ضابط خان[600]، محمد حیدر[601]، بڑا ملک ولد ملک صندل[602]، خواص خان[603]، شیخ علاؤ الدین ولد شمس خیاط[604]، عبدار خان، ملک ریحان اور ملک یاقوت[605]۔ ملک یاقوت اور ملک ریحان رائچور کے انچارج تھے۔ لیکن معاصر تاریخ میں ان افراد کا کوئی خاص حوالہ نہیں ملتا۔ یہاں تک کہ کتبات سے بھی دونوں نائب کے تعلقات کو سمجھنا ممکن ہوا، ملک یاقوت، ملک ریحان کے داماد تھے۔ ان کی طرف سے تعمیر کردہ کتبہ بہت خوبصورت پھولوں اور ڈیزائن کے ساتھ سجایا گیا تھا. یہ ان کے فن تعمیر کے ذوق کو ظاہر کرتا ہے یہاں تک کہ اس کا خطاطی کا انداز بھی بہت عمدہ ہے۔ ایک چھوٹا سا گیٹ یوسف عادل قندیلدار نے بنوایا تھا[606]۔ معمار یوسف علی قندیلدار کا ذکر عصری ریکارڈ میں نہیں ملتا۔ وہ ابراہیم عادل شاہ دوم کے دربار کا اہلکار تھا۔ اس کے نام کے ساتھ عرف بھی لگا ہوا تھا۔ تین چار نوشتہ جات میں ان کا نام درج تھا یعنی وہ شاہی دربار میں روشنی کے انتظامات کا انچارج تھا۔

کتبات فارسی اور عربی زبانوں میں کندہ تھے۔ پندرہ کتبوں میں سے چار کتبوں کا خطاطی اسلوب سمجھ میں نہیں آتا۔ تاہم، بقیہ خطوں میں ثلث، نستعلیق، اور نسخ طرز خطاطی کا استعمال کیا گیا ہے۔ تاریخیں عربی ہندسوں اور الفاظ میں درج تھیں۔ ایک کتبہ اپنی تاریخ کے لحاظ سے بہت دلچسپ ہے[607] ۔ اس میں 23-24

---

598 Ibid.
599 A. A. Kadiri, op. cit. 1968, p. 41-50
600 Haig, op. cit. p. 6.
601 Ibid.
602 Ibid. p. 7
603 K M Ahmad, op. cit. p. 18
604 Shamsuddin Ahmad, op. cit. p. 33
605 Ibid.
606 A. A Kadiri, op. cit. 1963. p. 61
607 Ibid. p. 70

1+300+40+10+30+1+70+200+90+100+50+10+50+3+10+1+1+50+2)

0+40+300+10+4 کا ذکر ہے = 1032 ہجری (1622-23 عیسوی) کے اعداد ایک دوسرے کو جوڑتے ہیں، ان کو جوڑنے سے یہ 1032 ہجری بنتی ہے، اس سے پہلے اس قسم کی تاریخ کا کوئی اور حوالہ نہیں ملا۔ چند خطاطوں میں تاریخوں کا ذکر شاعرانہ انداز میں کیا گیا ہے۔ تاریخ کا نظام حروف ابجد کے نظام کے ساتھ وابستہ ہے۔

**محمد عادل شاہ:** 1037-1068/1627-1657

محمد عادل شاہ نے زیادہ تر سکے تانبے کے جاری کیے تھے لیکن چند سونے کے سکے بھی درج ذیل فارسی نوشتہ کے ساتھ بتائے جاتے ہیں، جہان زین دو محمد گرفت زینت جاہ یکے اوپر اور دوسری طرف محمد مرسل دوم محمد شاہ[608] کندہ ہے۔ موجودہ مطالعہ کے لیے اختصار کے ساتھ تین نوشتہ جات کا انتخاب کیا گیا ہے۔ ذیل میں ان پر بحث کیا جارہا ہے۔

**نوشتہ نمبر 1**

**کتبہ پر تحریر شدہ مواد**

محمد عادل شاہ کا پہلا نوشتہ فارسی زبان میں گھریالی برج (گھڑی بنانے والوں کی فصیل) سے ملا ہے[609]۔ یہ مزار سلطان محمد عادل شاہ کے دور میں تعمیر کیا گیا تھا۔

**نوشتہ کی تفصیل:**

---

[608] G H Khare, op.cit. p.130.

[609] Major T.W. Haig, "Inscriptions in Gulbarga", *Epigraphia Indo Moslemica* (edt) E.Denison Ross, pp. 7, 1907-1908

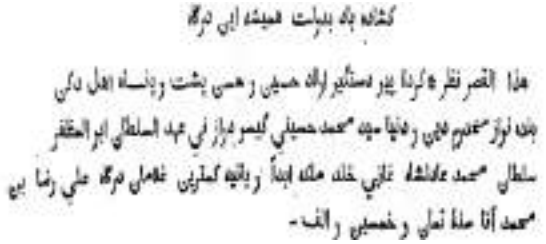
كشاده باد بدولت همیشه این درگاه
هذا القصر نظر کرده پیدر دستگیر اولاد پشت و پناه اهل دکن حسین و حسن بنده نواز مخدوم دین و دنیا سید محمد گیسو دراز فی عهد السلطان ابو المظفر سلطان محمد عادلشاه غازی خلد ملکه ابداً و بانیه غلامان درگاه علی رضا بن محمد آقا سنه ثمان و خمسین و الف

**کشاده باد بدولت همیشه این درگاه هذا القصر نظر کرده پیدر دستگیر اولاد پشت و پناه اهل دکن حسین و حسن بنده نواز مخدوم دین و دنیا سید محمد گیسو دراز فی عهد السلطان ابو المظفر سلطان محمد عادلشاه غازی خلد ملکه ابدا و بانیه غلامان درگاه علی رضا بن محمد آقا سنه ثمان و خمسین و الف**

*Epigraph No. 13 Courtesy EIM 1907-08*

## نوشتہ نمبر2

## کتبہ پر تحریر شدہ مواد

دوسرا نوشتہ فارسی زبان میں کالا پہاڑ برج (سیاہ پہاڑی کی فصیل) میں ملا ہے[610]۔ اس میں محمد عادل شاہ کو خشکی اور سمندر کے حکمران کے طور پر بیان کیا گیا ہے، جس سے دکن کو بہت عزتیں اور شان ملی۔

## نوشتہ کی تفصیل:

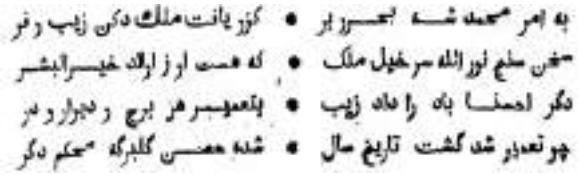
به امر محمد شه بحروبر • کزو یافت ملک دکن زیب و فر
سخن سنج نورالله سرخیل ملک • که هست او ز اولاد خیرالبشر
دگر احسنا باد را داد زیب • بتعمیر هر برج و دیوار و در
چو تعمیر شد گشت تاریخ سال • شده حصن گلبرگه محکم دگر

**به امر محمد شه بحروبر کزو یافت ملک دکن زیب و فر --- دگر احسناباد را داد زیب بتعمیر هر برج و دیوار و در چو تعمیر شد گشت تاریخ سال شده حسن گلبرگه محکم دگر**

*Epigraph No. 14 courtesy EIM 1907-1908*

## تحریری تجزیہ:

کتبات میں سلطان کو مختلف خطابات کے ساتھ کندہ کیا گیا تھا جو بنیادی طور پر اس کے سکوں پر نظر نہیں آتے تھے۔ ان پر سلطان ابوالمظفر سلطان محمد عادل شاہ غازی خلد الله ملکه لکھا ہوا ہے[611]۔ یہاں تک کہ اسے بہ امر محمد شاہ بحروبر کزو یافت ملک دکن زیب وفر خشکی اور سمندر کا حکمران کہا جاتا تھا، جس

[610] Major T.W. Haig, "Inscriptions in Gulbarga", *Epigraphia Indo Moslemica* (edt) E.Denison Ross, pp.7, 1907-1908
[611] Ibid

سے دکن کو زیب و زینت حاصل تھی[612]۔ تاہم ان کے سکوں پر فارسی شعر لکھا ہوا ہے جس میں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی ہے اور اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تشبیہ دینے کی جرأت کی ہے۔ حالانکہ اس کتبہ پر اس دور کے علمائے کرام نے سوال کیا تھا۔ اگرچہ ان کتبوں میں کلمہ وغیرہ جیسی کوئی مذہبی معلومات موجود نہیں ہے لیکن اس میں گیسو دراز کی تعریف لکھی گئی ہے جو بادشاہ اور لوگوں کی نظر میں ایک روحانی شخصیت رہے ہیں۔

مقبروں کے کتبات میں لکھنے والے اور معمار کے نام ذکر کیے گئے ہیں جیسے علی رضا ولد آقا اور سید حسین ولد فتح اللہ۔ نوشتہ میں کاتب کا نام سید حسین ولد فضل اللہ لکھا گیا ہے[613]۔ وہ عادل شاہی دور کے بہترین خطاطوں میں سے ایک تھے اور یہ کہ انہوں نے اپنے فن میں بہت اعلیٰ معیار حاصل کیا تھا۔ حروف اتنے باریک ہیں کہ آئینے کی طرح چمکتے ہیں۔

یہ نوشتہ عربی اور فارسی زبانوں کے مرکب تھے۔ کتبات کے کچھ نوشتہ جات فطرت کے لحاظ سے بہت خام ہیں۔ اس لیے خطاطی کا انداز سمجھ میں نہیں آیا۔ تاریخوں کا تذکرہ عربی الفاظ اور ہندسوں اور تاریخ نویسی میں کیا گیا تھا۔

**علی عادل شاہ ثانی:** 1068-1083 / 1657-1672

علی عادل شاہ ثانی نے اپنے آپ کو "علی بہادر کا خادم" کہتے تھے اور زیادہ تر تانبے کے سکے جاری کیے تھے۔ اور سونے کے چند سکے، چاندی میں لارین ایک سادہ کتبہ 'علی عادل شاہ بادشاہ' کے نام سے بھی تھا۔ حکمران کے بارے میں دو کتبوں کا مطالعہ کیا گیا تھا۔

---

[612] Ibid
[613] K. M. Ahmad, op. cit. 1939-40 p. 21

## نوشتہ نمبر1

### کتبہ پر تحریر شدہ مواد

خسرو برج سے نظر آنے والا پہلا نوشتہ[614] جواب حیدرآباد میوزیم میں محفوظ ہے، فارسی زبان میں تھا۔

اس تحریر میں علی عادل شاہ دوم کے دور میں آقا خسرو کے ذریعہ خسرو برج کی تعمیر کا ریکارڈ ہے۔

### نوشتہ کی تفصیل:

**بدور شاہ دین پرور علی عادل شہ جمجاہ**
**مہیا کرد این برجے آقا خسرو غلام شاہ**
**چون جستم سال تاریخس رسید از خاطرم**
**ناگاہ کہ برج خسروی باشد کزین حرفم شوی**
**آگاہ سنہ ۱۰۸۱ ھ**

*Epigraph No. 15 Courtesy EIM 1939-1940*

## نوشتہ نمبر2

### کتبہ پر تحریر شدہ مواد

شاہ پور سے ملنے والا دوسرا نوشتہ[615] فارسی زبان میں کندہ ہے۔

### نوشتہ کی تفصیل:

[614] Ibid. p. 22,
[615] Z. A. Desai, "Inscriptions from the state museum Hyderabad", *Epigraphia Indica Arabic and Persian Supplement* (In continuation of Epigraphia Indo Moslemica), 1959-1960, pp. 27

**بعهد سلطنت سلطان علی عادلشاہ ثانی در عمل ۔مملکته ملک عبد المحمد شیخ ابو الحسن ابن قاضی عبد العزیز قرشی ؟ تعمیرساخت۔۔ ۱۰۷۸ ھ**

*Epigraph No. 16 EIAPS 1959-1960*

## تحریری تجزیہ:

علی عادل شاہ کے تصانیف میں معمار کے ناموں کا ذکر آقا خسرو[616] کے نام سے کیا گیا ہے اور علی عادل شاہ ثانی (II) کے دور میں قاضی عبد القریشی کے بیٹے شیخ ابو الحسن عبد المحمد[617] کے حکم سے یہ کتبے عربی اور فارسی زبانوں میں کندہ تھے۔

## سکندر عادل شاہ: 1083-1097 / 1672-1686

سکندر عادل شاہ نے خود کو سلطان سکندر قادری سنہ خسرو گیتی ستن کہہ کر اپنے زیادہ تر سکے تانبے کے اور چند سکے سونے کے جاری کیے تھے۔ یہاں دو نسخہ جات کا انتخاب کیا گیا ہے جن کی مثال ذیل میں دی گئی ہے۔

### نوشتہ نمبر 1

### کتبہ پر تحریر شدہ مواد

سکندر عادل شاہ کا پہلا نوشتہ[618] ایک پتھر پر ملا جسے فیل برج یا 'ہاتھی فصیل' کہا جاتا ہے۔ فارسی زبان میں تھا۔ یہ فصیل سکندر عادل شاہ نے اپنے ابتدائی دور حکومت میں بنایا تھا۔

---

[616] K. M. Ahmad, op. cit. 1939-40. p. 22
[617] Z. A. Desai, Ibid, p. 27
[618] Major T.W. Haig, op. cit. p. 11

نوشتہ کی تفصیل:

بسم الله الرحمن الرحیم
الملک لله
در ارایل جلوس سلطان سکندر عادلشاه قادری الغازی بن علی عادلشاه بحکم آصف زمان خواصخان وزیر حکومت در سنه ثلاث ثمانین الف بنده کمترین درگاه سیدی سنبل ملک عنبر صوبهدار و حواله دار عمارت این برج فلک شکوه که مسمی به سکندر برجست نمود سنه ۱۰۸۴ھ

*Epigraph No. 17 Courtesy EIM 1907*

نوشتہ نمبر2

کتبہ پر تحریر شدہ مواد

دوسرا نوشتہ قلعہ کے سکندری دروازے کے اگلے حصے پر ملا جو سید عبدالحسینی کی درگاہ کے قریب واقع ہے۔ یہ فارسی میں اور خطاطی کے ناسخ انداز میں تھی۔ متن میں درج ہے کہ یہ دروازہ سلطان سکندر قادری کے دور میں بادشاہ کے غلام آقا خسرو نے 1673-74ء میں تعمیر کروایا تھا۔

نوشتہ کی تفصیل:

در زمان خسرو سکندر قادرے شد مهیا کار این دهلیز باصنعتگرے
چون تامل کردم از تاریخ آن گفتا خرد کو در فرخ و زین تاریخ ختمس بنکرے

*Epigraph No. 18 courtesy EIAPS 1963*

تحریری تجزیہ:

اس نوشتہ میں حکمران کے مکمل لقب کا ذکر سلطان سکندر عادل شاہ قادری الغازی بن علی عادل شاہ کے طور پر کیا گیا ہے[619]۔ ایک اور کتبہ میں میں انہیں خسرو سکندر قادری کہا گیا تھا[620]۔

سکندر عادل شاہ کے کتبوں سے واضح ہوتا ہے کہ وہ علی عادل شاہ کا بیٹا تھا اور قادری سلسلۂ کا پیروکار بھی تھا جو اس وقت ابھر رہا تھا۔

## کتبہ اور سکوں پر تحریر شدہ مواد کی تفصیل:

Obverse: سلطان سکندر قادری صاحب

Reverse: خسرو گیتی ستن

Courtesy Marudhar Art

**در ارایل جلوس سلطان سکندر عادلشاہ قادری الغازی بن علی عادلشاہ بحکم آصف زمان خواصخان وزیر حکومت در سنہ ثلاث ثمانین الف بندہ کمترین درگاہ سیدی سنبل ملک عنبر صوبہدار و حوالہ دار عمارت این برج فلک شکوہ کہ مسمی بہ سکندر برجست نمود سنہ ۱۰۸۴ھ**

Courtesy- EIM 1907-1908

**در زمان خسرو سکندر قادرے شد مہیا کار این دھلیز باصنعتگرے چون تامل کردم از تاریخ آن گفتا خرد کو در فرخ و زین تاریخ ختمس بنکرے**

---

[619] Major T.W. Haig, op. cit. 1907-1908. p. 12.
[620] A. A. Kadiri, op. cit. 1963. p. 77

بادشاہ کے القاب وہی تھے جو اس نے اپنے تانبے کے سکوں پر لکھے تھے[621]۔ لہٰذا حاکم کے خطاطی اور طرزِ خطاطی کے اعتبار سے دونوں پہلوؤں میں مماثلت نظر آتی ہے۔

فصیلوں اور دروازوں کے بنانے والے ملک عنبر کے بیٹے صدیقی سنبل، صوبیدار اور حولدار[622]، آقا خسرو تھے[623]۔ کتبوں میں ایک سے خطاط کا نام غائب ہے[624]، لیکن شاعرانہ انداز میں خطاط کے نام کا اشارہ ملتا ہے۔ وہ نام میں سکندر ہے اور معیار میں بھی سکندر ہے۔Epigraphs کے ذریعے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ حکمران نے خود نوشتہ کندہ کیا تھا۔ خطاطی نوشتہ جات بنیادی طور پر عربی اور فارسی زبانوں میں لکھے گئے تھے۔ خطاطی کے نسخ نسخ اور ثلث طرز خطاطی سے کندہ تھے۔

**گولکنڈہ کا قطب شاہی خاندان:** 895-1098 / 1489-1687

موجودہ حصے میں قطب شاہی کے کتبوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ زیادہ سے زیادہ چھ حکمرانوں اور ان کے پینتیس کتبوں کے نوشتہ جات کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ قطب شاہی خاندان کا نوشتہ جاتی تجزیہ تمام نوشتہ جات کی بنیاد پر کیا گیا ہے لیکن متن میں صرف چند ایک کی مثال دی گئی ہے۔ باقی اپنڈکس میں تصدیق شدہ ہیں۔

قطب شاہی خاندان 1489-1687 میں بہمنی سلطنت کے ٹوٹنے سے قائم ہوا۔ اس پر آٹھ سلطانوں کی حکومت تھی۔ پہلے حکمران سلطان قلی قطب شاہ کے سکے ابھی تک نہیں ملے تھے لیکن جمشید قطب شاہ کے چند سکے شائع ہوئے ہیں۔ ماضی قریب میں سبحان قلی قطب شاہ اور ابراہیم قطب شاہ کا تانبے کا سکہ شائع ہوا ہے۔ تاہم اس خاندان کا اصل سکہ محمد قطب شاہ کے دور سے شروع ہوا۔

---

621 Stan Goron and Goenka, op. cit. p.319.
622 Ibid
623 A. A. Kadiri, op. cit. 1963, p. 77,
624 A. A. Kadiri, op. cit. 1970-1971, p. 67,

قطب شاہی خاندان کتبہ جاتی نوشتہ جات سب سے پہلے حکمران سلطان قلی قطب شاہ کے دور سے دیکھے گئے تھے۔ اس کے علاوہ ابراہیم قطب شاہ محمد قلی قطب شاہ، محمد قطب شاہ، عبداللہ قطب شاہ اور ابوالحسن قطب شاہ کے کتبات بھی شائع ہو چکے ہیں۔ یہ بات دلچسپ ہے کہ جمشید قطب شاہ اور سبحان قلی قطب شاہ کے بارے میں اب تک کوئی ثبوت نہیں ملا ہے۔

سکے کے نوشتہ اور کتبہ کے نوشتہ کے درمیان مماثلت کا تجزیہ کرنے کے لیے ڈیٹا اکٹھا کیا گیا ہے۔ دکن کے دوسرے سلاطین کی طرح قطب شاہی خاندان کے سکوں کے نوشتہ کا مواد بہت معمولی ہے اور اس کے کندہ کاری کا مواد سیاق وسباق کے لحاظ سے بڑا بھی ہے۔

## سلطان قلی قطب شاہ:

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ سلطان قلی قطب شاہ غالباً موجودہ مطالعہ کے لیے اس خاندان کا پہلا حکمران تھا جو اپنے آقاؤں ''بہمنی سلطنت'' کے احترام میں نہ سکے جاری کیے تھے اور نہ ہی ان کے نام پر خطبہ دیا تھا۔ تاہم ہمیں قلی قطب شاہ کے تین نوشتہ جات کا حوالہ ملتا ہے۔

### نوشتہ نمبر 1

### کتبہ پر تحریر شدہ مواد

مقبرے سے یہ نوشتہ ملا، جو عربی میں کندہ ہے اور اس میں نسخ طرز کی خطاطی کا استعمال کیا گیا ہے۔ پہلے دو بینڈ میں تخت والی آیت ہے۔ تیسرا بینڈ شیعہ درود پر مشتمل ہے جسے تختی والی آیت کے ساتھ تمام قطب شاہی قبروں پر دہرایا جاتا ہے تاکہ مرحوم کی روح کو سکون ملے۔ قبر کے دامن میں تین سطروں میں مرنے والے بادشاہ کا نام، لقب اور موت کی صحیح تاریخ کندہ ہوتا تھا۔

## نوشتہ کی تفصیل:

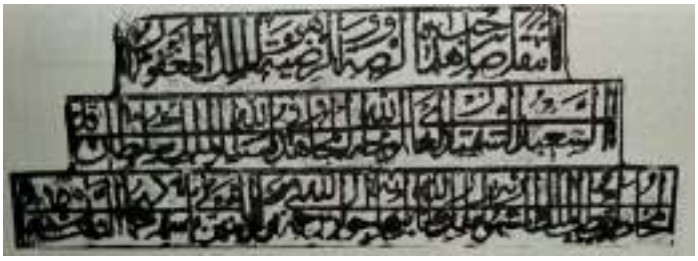

انتقل صاحب هذه الروضة الرضية و هوالملک المغفور السعيد الشهيد الغازی لوجه الله المجاهد فی سبيل الله الملک سلطان قلی المخاطب بقطب الملک المشهور به بری ملک انار الله برهانه الیٰ جوار رحمة الله فی يوم الا ثنين ثانی شهر جمادی الثانية فی سنه ۹۵۰ھ

*Epigraph No. 19 courtesy EIAPS 1915-1916*

## نوشتہ نمبر2

## کتبہ پر تحریر شدہ مواد

یہ نوشتہ[625] کرشنا ضلع کے بیزواڈا کے قریب کونڈاپلی میں ملک پورم روڈ کا بتایا گیا ہے، خطاطی کے نسخ انداز میں عربی اور فارسی زبان میں کندہ ہے۔ اسی پتھر میں تیلگو کتبہ بھی کندہ ہے۔ ریکارڈ میں حضرت خضر کے نام پر لنگر کے قیام اور دو گاؤں کے وقف کا ذکر ہے۔ کورور، اور کھدر آباد، اور مذکورہ لنگر کی دیکھ بھال کے لیے کچھ آمدنی کا انتظام۔

[625] Z. A. Desai, "Qutub Shahi Inscriptions from Andhra state", *Epigraphia Indica Arabic and Persian Supplement* (In continuation of Epigraphia Indo Moslemica), 1953-1954, p. 23

لعنته الله علی القوم الظالمین بســم
الله الذی ---
المراد آنکه بتاریخ سنه احدی ثلثین
تسعمایه بندگان حضرت مسند عالی
ملک قطب الملک خلد ظلاله العالی
بر کفار فتحموضوع کوردو و
خضرآباد حوالی بذیل خرج لنگر

*Epigraph No. 20 Courtesy EIAPS 1953*

## نوشتہ نمبر 3

## کتبہ پر تحریر شدہ مواد

تیسرا نوشتہ[626] اروکلا گھر کے قریب ایک پتھر پر کندہ کیا گیا تھا جو عربی اور فارسی زبانوں میں کندہ تھا۔ یہ نوشتہ خطاطی کے نسخ انداز میں بنایا گیا ہے۔ اس میں درج ہے کہ ملک قطب الملک نے کونڈاپلی کا قبضہ حاصل کرنے کے بعد انڈی سانتاسن کم نام سے جانا جاتا تھا ساتھ ہی اس نے ٹیکس معاف کرنے کا حکم دیا تھا، اس کے بعد اس نے سختی سے ہدایت کے ساتھ معافی کا دوبارہ حکم دیا کہ ٹیکس کو قیامت تک معاف کر دیا جائے۔ یہ 29 ربیع الثانی 1538ء کو لکھا گیا۔

هو الغنی بتاریخ ۲۹ ماه ربیع الاول
سنه ۹۴۰ تحریر یافت
که بندگان حضـرت خداوند مســند
عالی و منصب معالی الغ الکرم
ملک قطب الملک خلد ایام دولته و
زید جلاله به طرف تانگ جهت
اسلام----------کوندپلی

*Epigraph No. 21 Courtesy EIAPS 1953-54*

## تحریری تجزیہ:

[626] Ibid.

سلطان قلی قطبل نے اپنے آپ کو بادشاہ کے طور پر نامزد نہیں کیا بلکہ خود کو مسندِ اعلیٰ[627]، منصبِ معالی[628]، کے طور پر ذکر کیا جو اسے اس کے بہمنی حاکم نے عطا کیے تھے۔ اس میں بادشاہی کا کوئی بھی خطاب ہی نہیں پایا جاتا ہے۔ سوال کیا جاتا ہے کہ جب قطب الملک نے اپنی حاکمیت کا اعلان کیا تھا اس وقت اس نے 918ھ /1512ء تک اپنی آزادی کا اعلان نہیں کیا تھا۔ سلطان قلی کی قبر پر ان کا نام اور لقب ملک سلطان قلی کے نام سے درج ہیں قطب الملک جسے بڑے ملک (عظیم شہزادہ[629]) کے نام سے جانا جاتا ہے جو شاید ہی شاہی لقبوں سے تعبیر کیا جاسکے۔هوالملک المغفور السعید الشهید الغازی لوجه الله المجاهد فی سبیل الله الملک سلطان قلی۔

کتبات سے یہ واضح ہو گیا کہ 931 ہجری اور 945 ہجری کے اواخر میں ان کا کسی بھی شاہی لقب کے ساتھ ذکر نہیں کیا گیا ہے، سلطان قلی باضابطہ طور پر ایک بڑے رئیس تھے جو کہ تلنگانہ کا مجازی حکمران ہونے کے باوجود بادشاہ نہیں تھے۔

قبر کے کتبوں میں، حکمران کو السعید الشہید الغازی، خوش نصیب شہزادہ، خدا کی خاطر خدا کی راہ میں جدوجہد کرنے والا شہید اور جنگجو کہا جاتا تھا۔ بادشاہ کا لقب جیسا کہ کتبہ "المجاهد فی سبیل الله الغازی لوجه الله" میں دیا گیا ہے اس بیان کی تصدیق کرتا ہے جو عصری تاریخوں میں میدان جنگ میں ان کے جوش کے بارے میں دیا گیا ہے۔ شہید "الشـــهیـد" کے لقب سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک شہید کے طور پر مرے جو مسلمانوں کے لیے انتہائی خوش کن انجام ہے۔ اس نوشتہ میں بادشاہ عرفی کا نام بڑے ملک بھی ملتا ہے، جو کسی بھی معاصر تحریر میں نہیں ملتا۔

---

[627] Ibid. p. 25
[628] Ibid. p. 25
[629] Ghulam Yazdani, op. cit. 1915-1916. p. 19

کتبات کا آغاز شیعی درود اور تختی آیات سے کیا گیا تھا۔ کبھی حضرت علی کی مدح سرائی سے شروع ہوتا ہے۔ اکثر کتبات میں مصنف اور معمار کے ناموں کا حوالہ ملتا ہے لیکن سلطان قلی قطب الملک یا بڑے ملک کے کتبات میں ایسا کوئی حوالہ نہیں ملا۔

زیادہ تر کتبات فارسی اور عربی زبانوں میں لکھے گئے تھے، اور بعض اوقات دو زبانوں ؛فارسی اور عربی بھی لکھے جاتے تھے۔ لیجنڈ خط نسخ میں کندہ ہیں۔

**ابراہیم قطب شاہ**957-988ھ،1550-1580ء

سلطان قلی قطب الملک یا بڑے ملک کے دور کے بعد دو اور حکمران جمشید قطب شاہ اور سبحان قطب شاہ نے خاندان پر حکومت کی۔ ان کے چند سکے ایک ہی قسم کے لیجنڈ کے ساتھ رپورٹ کیے گئے تھے۔ جمشید قطب شاہ نے اپنے سکوں پر سلطان جمشید قطب شاہ ضرب محمد نگر گولکنڈہ لکھا ہوا تھا۔ سبحان قلی قطب شاہ نے اپنے سکوں پر سبحان قلی قطب شاہ سلطان ضرب محمد نگر گولکنڈہ سنہ لکھا تھا۔ جمشید اور سبحان قلی قطب شاہ کی طرح ابراہیم قطب شاہ کے سکے بھی کم ہی ملتے ہیں۔ تاہم،فلوس جائز ابراہیم قلی سعادت مند علی گولکنڈہ کے ساتھ تانبے کے چند سکے دیکھے گئے ہیں۔ سکوں کی نوشتہ بیان کرتی ہے کہ حکمران اسلام کے شیعہ مسلک کا پیروکار تھا کیونکہ اس نے حضرت کی تعریف کی اور اپنے سکوں پر اپنے ایمان کا اعلان کیا۔

مختلف مقامات جیسے گولکنڈہ کے مقبرے، پنگل ٹینک (نلگنڈہ)، جلاد برج وغیرہ سے چار نوشتہ جات کا مطالعہ کیا گیا ہے۔

نوشتہ نمبر 1

کتبہ پر تحریر شدہ مواد

یہ نوشتہ[630] گولکنڈہ کے مقبروں سے بتایا جاتا ہے۔ خطاطی عربی زبان میں ہے اور خطاطی کے نسخ اور طغرا کے انداز میں ہے۔ تصنیف میں شیعی عقیدہ اور قرآنی آیت شامل ہے۔ اس نوشتہ پر متوفی بادشاہ کا نام اور اس کی موت کا سال درج ہے۔

نوشتہ کی تفصیل:

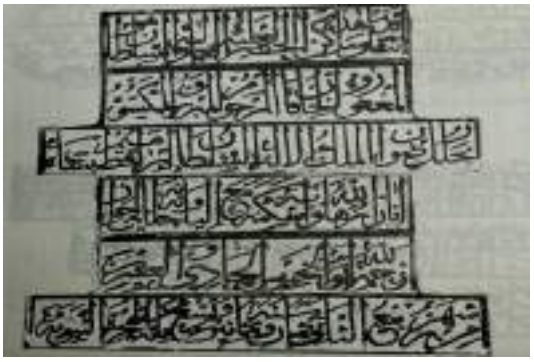

**قد انتقل ساكن هذه الحضيرة العالية و هو السطان المغفور وا الخاقان المرحوم المبرور المكسو بحلل رضوان الملک الاله السلطان ابراهيم قطبشاه انار الله برهانه واسكنه مع اولیآه جنانه الى جوار رحمةالله يوم الخميس الحادى و العشرين من شهر ربيع الثانى سنه ثمان و ثمانين و تسع مأة من الهجرة النبوية**

*Epigraph No. 22 Courtesy EIM 1915-1916*

نوشتہ نمبر2

کتبہ پر تحریر شدہ مواد

دوسرا نوشتہ[631] جلاد برج، نیا قلعہ اور گولکنڈہ سے دیکھا گیا تھا۔ یہ عربی زبان میں تھی اور خطاطی کے ثلث انداز میں۔ مسجد میں درج ہے کہ اسے ملا خیالی نے تعمیر کیا تھا، جو ابراہیم قطب شاہ کے درباری شاعروں میں سے ایک تھے۔

نوشتہ کی تفصیل:

[630] Ghulam Yazdani, Ibid. p. 19

[631] Khwaja Muhammad Ahmad, "Some new inscriptions from the Golconda Fort", *Epigraphia Indica Arabic and Persian Supplement* (In continuation of Epigraphia Indo Moslemica), 1937-1938, p. 47

**و ان المساجد الله فلا تدعوا مع الله احدا اصدق الله مننت**
**یزد واکه در دران شاه دین پناه**
**قطب عالم شاه ابراهیم آن**
**نیکوشرشت**

*Epigraph No. 23 Courtesy EIM 1937-1938*

تیسرا نوشتہ[632] آندھرا پردیش کے ضلع نالا کنڈہ میں ملتا ہے۔ یہ فارسی زبان میں اور خطاطی کے نسخ طرز میں تھا۔ اقتباسات بتاتے ہیں کہ ان میں سے ایک مسجد کو بیت ابراہیم قطب شاہی (ابراہیم قطب شاہ کا گھر) کے طور پر نامزد کیا گیا تھا، جو 1576-77 میں تعمیر کی گئی تھی۔ کتبے میں مسجد بنانے والے کا نام درج نہیں ہے۔ اس کا متن شیعوں کا پہلا عقیدہ اور پیغمبر کی روایت پر مشتمل ہے۔ اس میں یہ بھی درج ہے کہ خدا کی مرضی سے تعمیر ہونے والی اس مسجد کا نام ابراہیم قطب شاہ کا گھر تھا اور یہ 984 ہجری تھی۔ (77-1576 عیسوی)

## نوشتہ کی تفصیل:

**دائیں پینل میں:**
این مسجد معموده بنأ شد از خواست الهی نام نهاده شد بیت ابراهیم قطبشاهی

**وسط پینل میں پیغمبر کی روایت:**
فی المسجد احبط الله من عمل ببکة سبعین سنه

*Epigraph No. 24 Courtesy EIAPS 1966*

## تحریری تجزیہ:

[632] M. K. Khan, "Inscriptions of the Qutub Shahi kings", *Epigraphia Indica Arabic and Persian Supplement (In continuation of Epigraphia Indo Moslemica*, 1966, pp. 27

زیر بحث تحریر قبروں میں نظر آتی ہے اور اسی لیے یہ درود و دعا سے بھری ہوئی ہے۔ سلطان قلی قطب شاہ اور ابراہیم قطب شاہ کے قبروں کے نوشتہ جات میں انارالله برہانه کے آخری حصے میں مشترکہ عنوان کے ساتھ دیکھا گیا[633]۔

انارالله برہانه کالقب سب سے پہلے محمد بن تغلق نے اپنے والد کے نام پر جاری کردہ سکوں پر استعمال کیا تھا جس کا مطلب ہے اللہ اس کے ثبوت کو روشن کرے۔ لہذا یہ قبرستان کے پتھر میں کندہ دعا ہے تاکہ اللہ اس کی روح کو روشن کرے۔

اس کے ساتھ ہی وفات پانے والے بادشاہ نے السلطان المغفور و الخاقان المرحوم المبرور المکسوبحیل الرضوان الملک الله السلطان ابراہیم قطب شاہ کالقب دیا تھا۔

ابراہیم قطب شاہ نے ایک قلعہ کی مرمت کروائی اور ایک پتھر لگا کر ابوالمظفر سلطان قطب شاہ (ابراہیم) [634] کا لقب اختیار کیا۔ خاص نسخہ تیلگو ورژن میں بھی لکھا گیا تھا جس میں بادشاہ کا لقب سریمان مہامد الیسوارابراہم قطبو ساراجیمو سیاما گانوری تھا[635]۔

فارسی متن میں اس کا نام ابراہیم غائب ہے، لیکن اس نے ابوالمظفر سلطان قطب شاہ کے کتبات میں جو لقب استعمال کیا تھا اس کی تلفظ کی گئی ہے اور تیلگو میں ان کا نام ابراہیم واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ دونوں نوشتہ جات میں مذکور تاریخیں مختلف ہیں، یہ تیلگو ورژن کی تاریخ ہو سکتی ہے جسے غلط طور پر رکھا گیا ہے۔ ابراہیم قطب شاہ کے درباری شاعروں میں سے ایک ملاخیالی نے حکمران کو شاہ دین قطب عالم شاہ ابراھیم بادشاہ کہا تھا جو ایمان کا

633 T.W. Haig, op. cit. 1907-1908. p. 17.
634 Ghulam Yazdani, op. cit. 1925-1926. p-.23
635 Ibid.

محافظ ہے اور دنیا کے لیے ایک قطب ستارے کی مانند ہے جو کہ نیک فطرت بادشاہ ابراہیم ہے[636]۔ اس طرح سکوں کے نوشتہ جات اور کتبات کے نوشتہ جات بالکل مختلف ہیں۔

کتبات کا آغاز شیعہ درود اور تختی آیات سے ہوا[637]۔ کبھی اس کا آغاز حضرت علی کی مدح سرائی سے بھی ہوتا ہے اور بعض اوقات یہ متن پہلے شیعہ کلمہ (پہلا عقیدہ) پیغمبر کی روایت پر مشتمل ہوتا ہے[638]۔

اکثر کتبات میں ہمیں مصنف اور معمار جیسے ملا خیالی کے ناموں کا حوالہ ملتا ہے[639]، لیکن سلطان ابراہیم قطب شاہ کے تصنیف میں ہمیں کوئی حوالہ نہیں ملا۔

عربی خطاطی کے نسخ، طغرا، اور ثلث خطوں کا استعمال کر کے عربی، فارسی اور تیلگو زبانوں میں کتبات کندہ کیے گئے تھے۔

**محمد قلی قطب شاہ:** 988-1020/1580-1611

قطب شاہی میں سکوں کی روایت اصل میں محمد قلی قطب شاہ کے دور سے شروع ہوتی ہے۔ اس نے سونے کے بہت چھوٹے سکے جاری کیے تھے جن میں اس نے محمد قلی یا فخر علی یا قلی لکھا تھا۔ اس کی مرکزی کرنسی بنیادی طور پر تانبے میں جاری ہوئے تھے جس کو دو بڑی نوشتہ جاتی اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے، پہلی قسم تنبیہی مصرعے کے ساتھ اور دوسری قسم کے اوپر والے حصے پر حکمران کا نام اور الٹے طرف ٹکسال کا نام کندہ ہوتا تھا۔

انتباہی مصرعے پر لکھا ہے، پیوسته بلعنت الٰہی بتیر ده فلوس شاہی؛ عدل محمد قلی قطب شاہ ضرب دارالسلطنت گولکنڈہ۔ دوسری قسم پر قلی محمد سلطان قطب شاہ سنہ لکھا ہوا ہے۔

---

[636] Khwaja Muhammad Ahmad, "Some new inscriptions from the Golconda Fort", *Epigraphia Indica Arabic and Persian Supplement* (In continuation of Epigraphia Indo Moslemica), 1937-1938. p. 47.

[637] Ghulam Yazdani, "Inscriptions in Golconda Tombs", Epigraphia *Indica Arabic and Persian Supplement* (In continuation of Epigraphia Indo Moslemica), 1915- 1916, p. 19.

[638] M. K. Khan, op. cit.

[639] Khwaja Muhammad Ahmad, op. cit. p. 47

اس مطالعہ میں محمد قلی قطب شاہ کے پانچ نوشتہ جات شامل ہیں جو مختلف مقامات پر پائے جاتے ہیں جیسے مقبرے، مغل پورہ، خزانہ بلڈنگ، بالا حصار قلعہ وغیرہ۔

## نوشتہ نمبر1

## کتبہ پر تحریر شدہ مواد

پہلا نوشتہ[640] گولکنڈہ کے مقبروں میں پایا گیا جو فارسی خطاطی نسخ اور طغرا میں لکھا گیا تھا۔ یہ شیعہ مسلک اور قرآنی آیت 16 باب سوم طغرا انداز پر مشتمل ہے۔ نوشتہ میں بادشاہ کے نام کا ذکر ہے۔

## نوشتہ کی تفصیل:

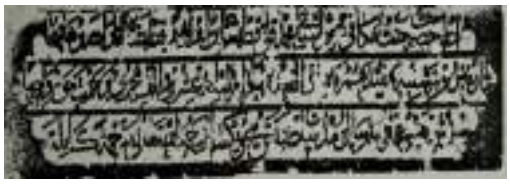

**اعلیٰ حضرت جنت مکانی عرش اٰشیانی محمد قلی قطبشاہ بنابراهیم قطبشاہ انارالله برهانهما بتاریخ روز شنبه هفتدهم ماه ذی لقعده الحرام سنه ۱۰۲۰ عشرین و الف هجری برحمت حق واصل شد سن شریفش چهل و نه سال و مدت سلطنتش سی و یک سال رحمه الله تعالی رحمة کاملة**

*Epigraph No. 25 Courtesy EIM 1915-16*

## نوشتہ نمبر2

## کتبہ پر تحریر شدہ مواد

دوسرا نوشتہ خزانہ بلڈنگ گولکنڈہ سے ریکارڈ کیا گیا، یہ فارسی میں اور نستعلیق خطاطی میں تھا۔ اس میں محمد قلی قطب شاہ کا ایک فرمان ہے، جس میں ایک بزرگ خاندان کو 30 بیگھہ زمین دینے کا ریکارڈ ہے۔ یہ صرف بادشاہ کے لیے خاندانی نام قطب الملک کا حوالہ کے ساتھ ہے۔ یہ دیکھا جائے گا کہ سلیب کے اوپری حصے پر تین جہتی نقش کندہ کیا گیا ہے، جو شاہی خطوط کی بعض اقسام پر پائے جانے والے ہاتھ کے نشان کی علامت ہے۔

---

[640] Ghulam Yazdani, op. cit. 1915- 1916, p.31

نوشتہ کی تفصیل:

**چون یک قطعه زمین بموجب فرمان محمد قلی قطب الملک ارا ضی سی بیگه زمین باسم سیادت پناه**

*Epigraph No. 26 Courtesy EIAPS 1966*

نوشتہ نمبر 3

کتبہ پر تحریر شدہ مواد

تیسرا نوشتہ میدک کے قلعہ بالا حصار سے درج ہے۔ ریکارڈ فارسی میں ہے اور خطاطی کے ثلث انداز میں ہے۔ اپی گراف میں درج ہے کہ میدک کی فصیل محمد قلی قطب شاہ کے دور میں ربیع اول، 1011 (اگست-ستمبر 1602) میں مکمل ہوا تھا اور اسے احمد نے تعمیر کیا تھا۔

نوشتہ کی تفصیل:

**بنا کرد احمد بتاریخ ربیع الاول ماه ؛ دو ایام، سلطان محمد قلی قطب شاه ؛ هجرة محمد علیه الصلوة علیه السلامهزاد و شش پنج سالو ماه برج میدک شد تمام**

*Epigraph No. 27 courtesy EIAPS 1966*

## تحریری تجزیہ:

قبر کے نسخے میں انہیں بے انتہا تعریفوں اور لقب سے نوازا گیا، محمد قلی قطب شاہ بن ابراہیم قطب شاہ انار اللہ برہانہ[641]۔ اپنے سکوں میں اس نے اپنے باپ دادا کا ذکر نہیں کیا،(محمد قلی قطبشاہ بن ابراہیم قطبشاہ) لیکن تصنیف میں اس نے اپنے والد کے نام کے ساتھ ان کے ہمہ وقتی لقب انار اللہ برھانہ کا اضافہ کیا تھا۔ جیسا کہ ایک قبر میں کندہ ہے، اس سے ان کی تاریخ وفات، ذوالقعدہ 17 ہجری واضح ہوتی ہے۔ 1020 (24 جنوری 1612)۔ اس کی عمر 49 سال تھی اور اس کی حکومت کی طوالت 31 سال تھی۔

کتبات میں انہیں سب سے زیادہ مہربان سلطان، سب سے بڑے خود مختار، سلطان محمد قطب شاہ[642] اور ابوالمظفر محمد قلی قطب شاہ[643] کے حقدار کے طور پر موسوم کیا گیا ہے۔ خدا اس کی بادشاہی کو قائم رکھے۔ ابوالمظفر محمد قلی قطب شاہ کا لقب اس نے اپنے تانبے کے سکوں پر استعمال کیا تھا[644] اور دلچسپ بات یہ ہے کہ کتبات اور دارالسلطنت کی جگہ وہی حیدرآباد ہے۔

اس تحریر میں شیعہ عقیدہ اور شیعہ درود اور قرآن کی آیت طغرا کے انداز میں لکھی گئی ہے[645]۔ کتبات میں کندہ کار اور معمار کے ناموں کا ذکر ہے جیسے محمد ولد حسین، الفخار شیراز[646] اور احمد[647]۔

محمد قلی قطب شاہ فنون لطیفہ اور فن تعمیر اور شاعری کے بھی بڑے سرپرست تھے۔ انہوں نے فارسی، تیلگو اور دکنی میں شاعری کی۔ لیکن کتبات زیادہ تر فارسی میں کندہ تھے اور کچھ عربی میں پائے گئے۔ ان کے دور

---

641 Ghulam Yazdani, op. cit. 1925-1926. p. 25.
642 M. K. Khan, op. cit. p. 27
643 Ghulam Yazdani, op. cit. p. 25.
644 Stan Goron and Goenka, op. cit. 2002. p. 339
645 Ghulam Yazdani, op. cit. p. 31
646 Ghulam Yazdani, op. cit. p.31
647 M. K. Khan. op. cit. p. 27.

حکومت میں خطاطی کے فن نے بھی کافی ترقی کی، کیونکہ اس کے کتبات میں خطاطی کے مختلف اسلوب جیسے کہ نسخ طغرا، نستعلیق اور ثلث وغیر بہت نمایاں ہیں۔

**محمد قطب شاہ:** 1020-1035/1611-1626

محمد قطب شاہ نے ایک ہی نوشتہ کے ساتھ تانبے کے سکے جاری کیے تھے جس پر "ابوالمظفر محمد قطب شاہ سلطان ضرب دارالسلطنت شہر حیدرآباد" کندہ ہے۔

سکے اور حاشیہ نگاری کے نوشتہ جات کا موازنہ اور تجزیہ کرنے کے لیے محقق نے مختلف جگہوں پر پائے جانے والے تین طرح کے کتبات مثلاً مقبرے، مسجد اور فصیل وغیرہ کا انتخاب کیا گیا ہے۔

**نوشتہ نمبر 1**

**کتبہ پر تحریر شدہ مواد**

بادشاہ کا پہلا نوشتہ[648] گولکنڈہ کے مقبروں سے درج کیا گیا ہے۔ یہ فارسی زبان میں تھا اور خطاطی کے نسخ اور طغرا کے انداز میں لکھی گئی تھی۔ اس نسخے پر شیعہ عقیدہ اور قرآنی آیات کے ساتھ اس کی موت کی تاریخ بھی کندہ ہے۔

**نوشتہ کی تفصیل:**

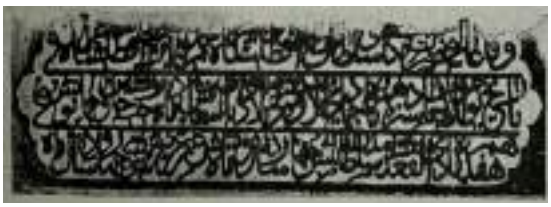

**و فات علیحضرت جنت مکانی سلطان محمد قطبشاہ بن میرزامحمد امین بن ابراھیم قطبشاہ فی تاریخ یوم الاربعا سیودھم ماہ جمادے الاولیٰ سنہ ۱۰۳۵ ولادت بسعادتش درماہ رجب سنہ ۱۰۰۱ جلوس ھمایونش فی ھفدھم ماہ ذی القعد سنہ ۱۰۲۰ مدت سلطنتش چھاردہ سال رشش ماہ عمر عزیزش سی سال و دہ ماہ۔**

*Epigraph No. 28 courtesy EIM 1915-16*

[648] Ghulam Yazdani, op. cit. 1915- 1916, p. 32

## نوشتہ نمبر2

## کتبہ پر تحریر شدہ مواد

دوسرا نوشتہ [649] میان مسک کے مقبرے سے درج ہے جبکہ یہ بھی فارسی میں تھا اور اس کی خطاطی واضح نہیں ہے۔ اس میں محمد قطب شاہ کے دور میں 1035 ہجری (1625 عیسوی) میں ایک عمارت کی تعمیر کا ریکارڈ ہے۔

## نوشتہ کی تفصیل:

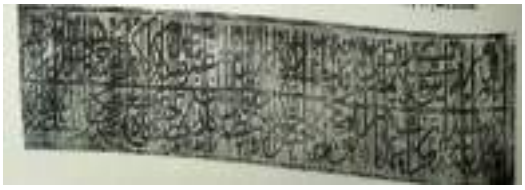

**حمد لله و المنة که باتمام رسید این عمارت فایض النور مسمی بجادر خانه حضور نامدار حسب الحکم شاه اعظم خقان معظم ابوالمظفر محمد شاه خلد ملکه ابدا یمبلغ یکهزار چهار صد هن رایج دارالسلطنته سلطانگر حرسه الله تعالی عن کل شر و الخطر بتاریخ شهر محرم و سنه خمس ثلاثین بعد الف**

*Epigraph No. 29 Courtey EIM 1917-18*

## تحریری تجزیہ:

بادشاہ کے اپنے مقبرے میں ہمیں محمد قطب شاہ کا شجرہ نسب معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اس نے ذکر کیا تھا کہ وہ محمد قطب شاہ کا بیٹا تھا، مرزا محمد امین (ابراہیم قطب شاہ کا سب سے چھوٹا بیٹا) ابراہیم قطب کا بیٹا تھا[650]۔ شاہ یہ نسخہ ان سے متعلق تمام شکوک وشبہات کو بھی دور کرتا ہے، جیسا کہ اس میں تاریخ پیدائش، تخت نشین ہونے، اس کے دور حکومت، اس کی موت کے وقت اور اس کی عمر کا ذکر ہے۔

---

[649] Ghulam Yazdani, op. cit. 1917-1918, p. 43-56
[650] T.W. Haig, op. cit. 1907-1908. p. 26

محمد قطب شاہ کی بیٹی کلثوم کی قبر پر حاکم کو مرجومن نور اللہ[651] کا لقب دیا گیا۔ یہ لقب ہندوستان کے کسی حکمران نے استعمال نہیں کیا۔ یہ عربی اور فارسی اصطلاحات کا مجموعہ ہے جس کا مطلب ہے اللہ اپنا نور عطا فرمائے۔

ایک کتبہ میں ابوالمظفر محمد قطب شاہ فاتح کے والد کے طور پر ڈیزائن کیا گیا تھا خدا اس کی بادشاہی کو قائم رکھے[652]۔ کتبات میں استعمال ہونے والا خطاب وہی ہے جو اس کے تانبے کے سکوں میں مذکور ہے[653]۔ سکوں پر لکھا ہوا عام طور پر ایک بہت ہی چھوٹے لیجنڈ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے کیونکہ سکے کا فلان چھوٹا ہوتا ہے، اس لیے سکے کا نوشتہ مختصر ہونا چاہیے۔ کتبات عام طور پر بڑے نوشتہ کے ساتھ کندہ ہوتے ہیں کیونکہ ان میں بڑے افسانوں کو ایڈجسٹ کرنے کے لئے کافی جگہ ہوتی ہے۔ لہٰذا، اپی ٹاپ میں عام طور پر بادشاہ کے لیے ایک بلند آواز اور بڑا لقب لکھا جاتا ہے۔

**عبداللہ قطب شاہ:** 1035-1083/1626-1672

عبداللہ قطب شاہ نے بنیادی طور پر تانبے کے سکے جاری کیے تھے۔ سکوں کے نقوش کی بنیاد پر اس کے سکوں کو دو بڑی اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

ٹائپ I جس کے ایک طرف عبداللہ سلطان بادشاہ غازی اور دوسری طرف ضرب دارالسلطنت حیدرآباد لکھا ہوا ہے۔

ٹائپ II کو عام طور پر valedictory statement type coins کے نام سے جانا جاتا ہے جس میں انہوں نے کہا تھا کہ "ایک طرف خاتمه بالخير ولسعاده اور دوسری طرف دارالسلطنت ضرب حیدرآباد۔ ان سکوں کا اچھی طرح مطالعہ کیا جا رہا ہے۔

---

[651] Ghulam Yazdani, op. cit. 1915-1916. p. 19.
[652] Ghulam Yazdani, op. cit. 1917-1918. p. 43-56
[653] Stan Goron and Goenka, op. cit. 2002. p. 340.

عبداللہ قطب شاہ کے کتبات کی اچھی خاصی تعداد شائع ہوئی ہے موجودہ مطالعہ کے لیے پندرہ کتبات کا انتخاب کیا گیا ہے۔ یہاں تین کی مثال دی گئی ہے اور باقی کو اپنڈکس میں دکھایا گیا ہے۔ عبداللہ قطب شاہ کے تصانیف میں بادشاہ اور اس کی سلطنت کے مختلف پہلوؤں کو بیان کیا گیا ہے۔

نوشتہ نمبر 1

کتبہ پر تحریر شدہ مواد

یہ نوشتہ عبداللہ قطب شاہ کے مقبرے میں فارسی زبان میں اور خطاطی کے نسخ انداز کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ قبر کی کندہ کاری کو مذہبی نصوص اور قرآنی آیات سے سجایا گیا ہے۔ عبداللہ قطب شاہ کی وفات کی تاریخ بتانے والا نوشتہ۔

نوشتہ کی تفصیل:

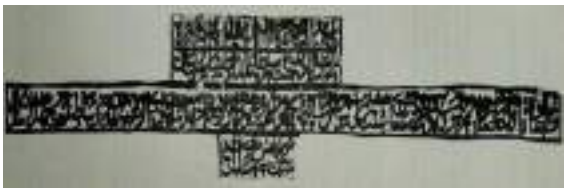

تاریخ وفات بادشاہ جنت بارگاہ سلطان عبدالله قطبشاہ بن محمد قطبشاہ یوم الحد سیم ماہ محرم سنه ۱۰۸۳ و ولادت باسعادتش بیست و هشتم شهر شوال سنه جلوس همایونش یوم الربعا چهاردهم ماه جمادی الاولی سنه ۱۰۳۵ مدت سلطنتش چهل و هشت سال سن سریفش

*Epigraph No. 30 Courtesy EIM 1917-1918*

نوشتہ نمبر 2

کتبہ پر تحریر شدہ مواد

دوسرا نوشتہ[654] گولکنڈہ قلعہ سے درج کیا گیا تھا۔ تحریر عربی میں ہے۔ تحریر کا انداز نسخ ہے لیکن نوشتہ کا ایک حصہ بیضوی اور گول طغرا آلات میں ترتیب دیا گیا ہے جو کافی خوشنما ہے۔ بعد کے قطب شاہی حکمرانوں کے

[654] Ghulam Yazdani, "Inscriptions in Golconda Fort", *Epigraphia Indica Arabic and Persian Supplement ( In continuation of Epigraphia Indo Moslemica)*, 1913-1920, Director General Archaeological Survey of India, Jan path, New Delhi, 1987, pp. 47

دور میں مغلوں کے حملے کا خطرہ ہمیشہ موجود رہتا تھا، اس لیے انہوں نے قلعے کی مضبوطی کے لیے وسیع تر اصلاحات کیں۔

## نوشتہ کی تفصیل:

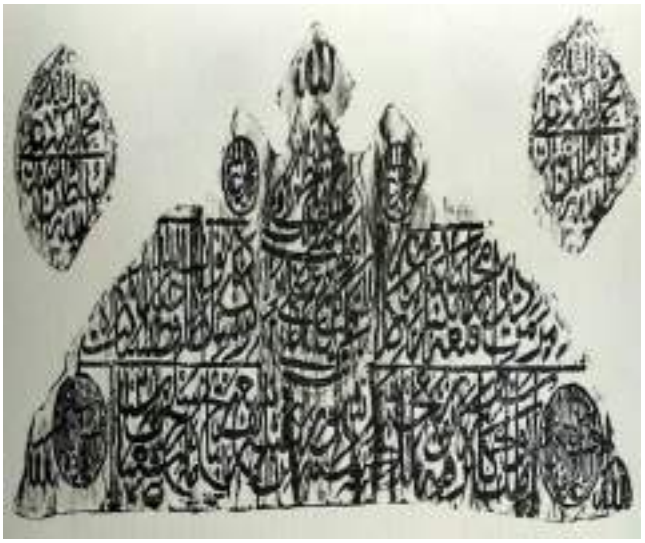

*Epigraph No. 31 Courtesy EIM 1917-1918*

لله

*سب ایک دائرہ میں*

الله محمد علی مدد سلطان عبدالله
الله محمد علی
ناد علیه مظهر العجایب تجده
عوناللک فی العوایب
کل هم و غم سـینجلی بولا یتک یا علی
لا فتی الا علی لا سیف الاذوالفقار

*یہ سب حاشیہ میں ہے*

مرمت دیوار قلعه محمد نگر درکار
ملـک یوسـف کارگرفتـه ملـک نور محمد
کرد سـلطان نواب عبدالله قطبشـاه گشت
شـهور سـنه تسـع و عشـرین و الف
بتاریخ سلخ ماه شعبان سنه

## نوشتہ نمبر 3

## کتبہ پر تحریر شدہ مواد

تیسرا نوشتہ[655] موسیٰ برج سے درج ہے، یہ نوشتہ فارسی میں ہے اور نسخ میں کندہ ہے۔ اس نوشتہ میں ایک پر تشدد جنگ اور ایک اہم افسر میر میران کی موت کا ذکر ہے۔ نوشتہ جات میں مذکور ایک اور تاریخی شخصیت موسیٰ خان ہے[656]۔ یہ نوشتہ وزیر اور کمانڈر اِن چیف دونوں کو نامزد کرتا ہے۔ اس تحریر کا تیلگو میں ایک ہم منصب بھی ہے جسے راؤ صاحب ایچ کرشناساستری نے سمجھا اور ترجمہ کیا تھا۔

---

[655] Ghulam Yazdani, op. cit. p. 52.

[656] In the war of succession which ensued on the death of Abdullah Qutub Shah (1083 AH) Musa khan supported the claim of Abul Hasan.

## نوشتہ کی تفصیل:

قایم کرده و نقب را نزدیک این برج تا بخندق رسانید چون درینچا۔ برج کرچک بود امّا حکم جهانمطاع عالم مطیع خسرو زمان شهنشاه درران السلطان العادل ظل الله ابو المظفر ابو المنصور ابو الغازی سلطان عبدالله قطب شاه بدستور الوزأ فی زمان مقرب

Epigraph No. 32 Courtesy EIM 1913-1914

## تحریری تجزیہ:

قبر کے کتبہ میں عبد اللہ قطب شاہ کا مختصر تعارف ہے، جس میں ان کی پیدائش، تخت نشین ہونا، موت، حکومت کرنا وغیرہ سے متعلق ہے[657]۔

حکمران عبد اللہ قطب شاہ کو نواب،خسرو زمان شهنشاه درران السلطان العادل ظل الله ابو المظفر ابو المنصور ابو الغازی سلطان عبدالله قطب شاه بدستور الوزأ فی زمان مقرب کہا جاتا تھا۔

اس دور کے شہنشاہ عادل سلطان، خدا کا سایہ ابو المظفر ابو المنصور ابو الغازی سلطان عبد اللہ قطب شاہ شاہی دربار کے وزیر و پر اعتماد کرنا بھی کندہ ہے[658]۔اسے در زمان خلافة سلشة بادشاه بادشاه جم جاه ملایک سپاه ظل اله سلطان عبدالله قطب شاه[659] خلد الله ملکه لوگوں کی پناہ گاہ کے نام سے بھی پکارا جاتا تھا، خدا کا سایہ سلطان عبد اللہ قطب شاہ[660]۔

---

[657] T.W. Haig, op. cit. 1907-1908. p. 33
[658] Ghulam Yazdani, op. cit. p. 47
[659] The title of Sultan Abdullah given here as the same as those given in the Ambar Kahna, "Inscription of Golconda fort", *Epigraphia Indo Moslemica*, 1913-1914, p.57
[660] Z. A. Desai, op. cit. 1953-54. p. 23

ایک نسخہ دولسانی- تیلگو اور فارسی میں کندہ پایا جاتا ہے[661]۔ فارسی میں بادشاہ کو بادشاہ جم جاہ ملایکہ سپاہ ظل الہ سلطان عبد اللہ قطب شاہ[662] خلد اللہ ملکہ کہا جاتا تھا۔ جم جاہ ملایک سپاہ ظل اللہ سلطان عبد اللہ قطب شاہ جب کہ تیلگو ورژن[663] میں ان کا لقب 'ہجراتی المپنا سلطانو عبد اللہ کٹو پو سہارا جو گارو' تخت گولکنڈہ کا ہے۔

نواب کی اصطلاح مختلف ہندوستانی زبانوں میں استعمال ہوتا ہے جیسے ہندی، اردو اور بنگالی وغیرہ۔ اس کی اصل عربی سے ہے، نائب کا اعزازی جمع، یا نائب۔ نواب کی اصطلاح اکثر شمالی یا جنوبی ہندوستان میں کسی بھی مسلمان حکمران کے لیے استعمال ہوتی تھی۔ لیکن وہ دکن کا پہلا سلطان تھا جس نے شاہ کے ساتھ نواب کا خطاب بھی اختیار کیا۔ خسرو اور سالشا کی اصطلاح فارسی کی اصطلاح تھی جو کہ حاکم کو ظاہر کرنے کے لیے بھی استعمال ہوتا تھا۔ جم جاہ ایک اور فارسی اصطلاح ہے جو بادشاہ کی تعریف میں استعمال ہوتی ہے جس کا مطلب ہے شاندار اور سخی[664]۔ اسے خدا کا سایہ بھی کہا جاتا تھا۔ ان تمام القابات کے ساتھ اس نے مملکت کی بھلائی کے لیے خدا سے دعا بھی کندہ کی تھی۔ دعائیں عام طور پر قطب شاہی خاندان کے حکمرانوں کے کتبوں میں پائی جاتی ہیں۔

یہ اقتباس کافی تاریخی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ یہ قطب شاہی نقطہ نظر سے 1066 ہجری میں اورنگ زیب کے بیٹے شہزادہ محمد کے ذریعہ گولکنڈہ کے محاصرے کا بیان دیتا ہے۔ (1656ء)۔ اس نوشتہ میں ایک پر تشدد جنگ اور ایک اہم افسر میر میراں کی موت کا ذکر تھا۔ نوشتہ جات میں مذکور ایک اور تاریخی شخصیت موسیٰ خان ہے[665]۔ یہ نوشتہ وزیر اور کمانڈر اِن چیف دونوں کو نامزد کرتا ہے۔

---

[661] Ghulam Yazdani, op. cit. 1937-1938. p.52-59.
[662] The title of Sultan Abdullah given here as the same as those given in the Ambar Khana, "Inscription of Golconda fort". *EIM*, 1913-1914, p.57
[663] Ghulam Yazdani, op. cit. 1937-1938. p. 52-59.
[664] https://www.rekhtadictionary.com/meaning-of-Jam-Jaah
[665] In the war of succession which ensued on the death of Abdullah Qutub Shah (1083 AH) Musa khan supported the claim of Abul Hasan.

اس تحریر میں شیعہ کلمہ (عقیدہ) اور قرآنی آیات[666] آیت الکرسی[667] اور نعت علی[668] اور اسماء الحسنیٰ[669] شامل ہیں۔ یہ آیات اہل تشیع مصائب سے نکلنے کے لیے پڑھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ علی جیسا کوئی سپاہی نہیں، ذوالفقار[670] جیسی کوئی تلوار نہیں۔

کتبات میں کندہ کار اور معمار کے ناموں کا ذکر کیا گیا ہے جیسے کہ ملک یوسف ملک نور نے محمد نگر قلعہ[671] کی دیواروں کی مرمت کی نگرانی کی۔ میر میران کے نام سے ایک افسر کی موت کا تذکرہ اور نوشتہ جات میں مذکور ایک اور تاریخی شخصیت موسیٰ خان ہے[672]۔ یہ نوشتہ وزیر اور کمانڈر اِن چیف دونوں کو نامزد کرتا ہے۔ اس میں تبریزی میں لطف اللہ الحسینی[673]، محمد علی، میر علی، میر علی جان مشہدی[674] کے بیٹے جیسے خطاطوں کے نام کا ذکر ہے۔ اس میں فصیل، باغات کے معمار کے نام کا بھی ذکر کیا گیا ہے، جیسا کہ دھر مچار[675]، خیرت خان[676] اور میر جملہ[677] معروف قطب شاہی جنرل، جنہوں نے کرناٹک میں قطب شاہی حکومت قائم کی تھی۔

اس میں اس شاہی افسر کا نام درج ہے جس نے مسجد تعمیر کی تھی، میر حسین اشرفی مازندرانی، سید، کامن کے اشرافیہ حوالدار[678] وغیر۔

---

666 Ghulam Yazdani, op. cit. 1915- 1916, p. 40

667 Z. A. Desai, "Qutub Shahi Inscriptions from Andhra state," *Epigraphia Indica Arabic and Persian Supplement* (In continuation of Epigraphia Indo Moslemica), 1953-1954, p. 30.

668 Ghulam Yazdani, op. cit. 1987, p. 47

669 Ghulam Yazdani, Some Muslim Inscriptions from the Madras Presidency and Orissa, Epigraphia Indica Arabic and Persian Supplement (In continuation of Epigraphia Indo Moslemica), 1937-1938, p. 52-59

670 A name of Ali's sword. This word mostly found in Shiite literature.

671 Ghulam Yazdani, op. cit. 1987, p. 47

672 In the war of succession which ensued on the death of Abdullah Qutub Shah (1083 AH) Musa khan supported the claim of Abul Hasan.

673 Ghulam Yazdani, op. cit. 1917-1918. p. 43-56

674 M. K. Khan, op. cit. 1966, p. 27

675 Ghulam Yazdani, op. cit., 1987, pp. 52.

676 Ibid.

677 Ghulam Yazdani, Some Muslim Inscriptions from the Madras Presidency and Orissa, Epigraphia Indica Arabic and Persian Supplement (In continuation of Epigraphia Indo Moslemica), 1937-1938, p- 52-59

678 Z. A. Desai, "Qutub Shahi Inscriptions from Andhra state", *Epigraphia Indica Arabic and Persian Supplement* (In continuation of Epigraphia Indo Moslemica), 1953-1954, p. 23

محمد قطب شاہ کے دور میں عربی، فارسی اور تیلگو زبانیں کتبات میں لکھنے کے لیے استعمال ہوتی تھیں۔ انہوں نے خطاطی میں نسخ، نستعلیق، ثلث اور طغرا کے انداز اپنائے تھے۔

**ابوالحسن قطب شاہ:** 1672-1687 / 1083-1098

ابوالحسن قطب شاہ نے اپنے سسر کی طرح سکہ کو نوشتہ اور وزن دونوں لحاظ سے جاری رکھا ہے۔ یہ اکثر تاریخ 1095 کے ساتھ کندہ ہے اور اس تاریخ کی بنیاد پر اسے ابوالحسن قطب شاہ سے منسوب کیا گیا ہے اور اسی طرح کے سکے 1068 کے ساتھ عبداللہ قطب شاہ سے منسوب کیے گئے ہیں۔

دروازوں، مساجد وغیرہ سے ملنے والے حکتباب کے ذریعے حکمران کے بارے میں دو نسخہ جات کا مطالعہ کیا گیا تھا۔

**نوشتہ نمبر 1**

**کتبہ پر تحریر شدہ مواد**

بادشاہ کا پہلا نوشتہ[679] مشرقی گیٹ وے، میاں مشک حیدرآباد کے مقبرے سے نکلا ہے۔ کتبہ میں حکمران اور بارہ اماموں کے نام ہیں۔

**نوشتہ کی تفصیل:**

مشرقی گیٹ وے پر نوشتہ:

[679] Ghulam Yazdani, "Inscriptions of the Qutub Shahi kings in Hyderabad City and Suburbs", *Epigraphia Indica Arabic and Persian* Supplement (In continuation of Epigraphia Indo Moslemica), 1917-1918. pp. 43-56

ایک دائرہ میں بارہ اماموں کا نام کندہ ہے اور بیچ میں

مودی که بتاٰید ---- حق دکن است محب
قطب بجان علی ابوالحسن است

*Epigraph No. 33 Courtesy EIM 1917-1918*

نوشتہ نمبر2

کتبہ پر تحریر شدہ مواد

دوسرا نوشتہ[680] شیخ پیٹ، گولکنڈہ میں واقع سرائیوالی مسجد سے نوٹ کیا گیا ہے۔ یہ فارسی نظم اور عربی نثر میں تھا اور نسخ خطاطی میں لکھا گیا تھا۔

اس میں مذہبی اور قرآنی نصوص درج کرنے کے ساتھ، لکھنے والے کا نام اور تاریخ بھی الفاظ اور اعداد دونوں میں درج تھی۔ یہ مسجد 1089 ہجری (1678-1679 AD) میں یا اس سے پہلے بادشاہ ابوالحسن کے دور میں تعمیر کی گئی تھی۔

نوشتہ کی تفصیل:

و بعهد جها ندار فرخ لقا
و بنا کرد مسجد بنام
خدا کتبه حسن علے
الف
هشتاد نه سنه ۱۰۸۹

*Epigraph No. 34 Courtesy EIAPS 1973*

[680] Z. A. Desai, and SS Hussain, "Two new Qutub Shahi Inscriptions from Golconda", *Epigraphia Indica Arabic and Persian Supplement* (In continuation of Epigraphia Indo Moslemica), 1973, p. 58

ابوالحسن قطب شاہ کے تصانیف میں بادشاہ کے بہت سے پہلو بیان کیے گئے ہیں۔ یہاں ان کا تجزیہ کیا جا رہا ہے۔

## تحریری تجزیہ:

دونوں کتبوں میں صرف ابوالحسن کا نام قابل فہم ہے۔ لیکن بد قسمتی سے، سکے یا کتبات پر کوئی خطاب نہیں ملا۔

کتبات میں انہوں نے شیعوں کے بارہ اماموں کے نام کندہ کرنے کا حکم دیا تھا۔ کتبات میں کندہ کار اور معمار کے ناموں کا تذکرہ کیا گیا ہے جیسے کہ ابوالحسن کے کتبات میں کندہ کار کا صرف ایک نام 'حسن ابن علی' نظر آتا ہے۔ عربی اور فارسی زبانوں میں خطاطی کے خوبصورت اسلوب، شکستہ رسم الخط، نسخ اور ثلث اور طغرا کے ساتھ کتبات کندہ کیے گئے تھے۔

## احمد نگر کی نظام شاہی خاندان

موجودہ حصہ نظام شاہی خاندان کا احاطہ کرتا ہے۔ اس میں نوشتہ جات کا تجزیہ کرنے اور نیو مس میٹک کے ساتھ موازنہ کرنے کی کوشش کی جائیگی۔ یہ نوشتہ جات Epigraphia Indo Moselmica اور Epigraphia Indo Arabic فارسی ضمیمہ سیریز 1907-1975 سے منتخب کیے گئے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ 3 حکمران، مرتضیٰ نظام شاہ اول، (973-997ھ / 1565-1588)، برہان نظام شاہ دوم، (1000-1003ھ / 1591-1595ء) اور برہان نظام شاہ سوم (1019-1041ھ) / 1610-1631) کا مطالعہ کیا گیا تھا، جس میں دس کتبات کو بطور شواہد شامل کای گیا ہے۔

نظام شاہی خاندان بہمنی سلطنت کی منتشر طاقتوں میں سے ایک تھا۔ اس پر 1490-1636 AD تک چودہ بادشاہوں نے حکومت کی۔ اس خاندان کے تمام حکمرانوں کی نمائندگی ان کے سکوں میں نہیں ملتی ہے صرف ان

کے سکوں میں چار کی نمائندگی پائی جاتی ہے۔ مرتضیٰ نظام شاہ اوّل پہلا بادشاہ تھا جس کے بارے میں جانا جاتا ہے کہ وہ سکے جاری کئے تھے اور انہیں یہ اعزاز بھی دیا جاتا ہے کہ انہوں پہلا نوشتہ کتبہ جاری کیا تھا۔

اس میں بنیادی طور پر سکوں کے نوشتہ اور کتبات کے نوشتہ کے درمیان مماثلت کا تجزیہ کرنا ہے۔ یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ سکے کے نوشتہ کا مواد بہت مختصر ہے جبکہ کتبات کے نوشتہ کا مواد سیاق وسباق کے لحاظ سے بڑا ہے۔

**مرتضیٰ نظام شاہ اول:** 973-997/1565-1588

نظام شاہی حکمرانوں کو بالعموم اور مرتضیٰ نظام شاہ کو خاص طور پر تانبے کے سکوں میں دیکھا گیا ہے۔ لیکن مرتضیٰ نظام شاہ کے بارے میں بھی جانا جاتا ہے کہ انہوں نے شیعہ شہادہ کے ساتھ سونے کے سکے جاری کیے تھے۔ ان کے تانبے کے سکوں پر ضرب مرتضیٰ نگر فِی شُہورِ سنہ لکھا ہوا ہے۔ اسے تاریخ کی مدد سے حاکم سے منسوب کیا جاتا ہے۔ چار مصری نوشتہ جات ملے ہیں اور ان کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ قندھار، جامع مسجد، چاندنی برج وغیرہ میں قلعہ کی دیوار پر نقش کندہ کیا ہوا تھا۔

**نوشتہ نمبر 1**

**کتبہ پر تحریر شدہ مواد**

مرتضیٰ نظام شاہ اول کا پہلا نوشتہ[681] قندھار کے قلعے کی مغربی دیوار پر کندہ کیا گیا تھا۔ یہ خط نسخ میں کندہ تھا۔ اس میں مرتضیٰ نظام شاہ اول (1565-86 عیسوی) کے دور میں پولاد خان اور غوری خان کے ذریعے بعض فصیلوں اور دیواروں کی تعمیر کا ریکارڈ موجود ہے۔

---

[681] Ghulam Yazdani, "Inscriptions in the fort at Qandhar, Nanded district" *Epigraphia Indo Moslemica*, ,1919-1920, p.22.

نوشتہ کی تفصیل:

بدور همایون شهنشاه مرتضا سنه اربع و سبعین و
تسعمآه این بهانج زپولاد خان چاکرشه ولا

در در شه مرتضا
ز غوریخان شد بنا

*Epigraph No. 35 Courtesy EIM 1919-20*

نوشتہ نمبر2

کتبہ پر تحریر شدہ مواد

دوسرا نوشتہ [682] دیوان احمد کی مسجد کے حوض کے قریب تراشی ہوئی ملی ہے۔ یہ نوشتہ فارسی میں ہے اور خط نسخ میں کندہ ہے۔ اس نوشتہ میں احمد نگر کے بادشاہ مرتضیٰ نظام شاہ کا نام درج ہے جس نے 973-996 ہجری تک حکومت کی۔ اس میں معمار حاجی آقا کا نام بھی درج ہے۔ اس دور کی کسی تاریخ میں حاجی آقا کا نام نہیں ملتا۔

نوشتہ کی تفصیل:

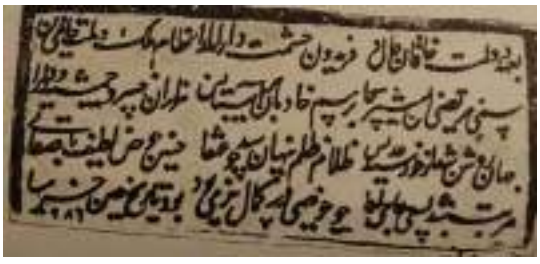

بعهد دولت خاقان عادل فریدون حشمت دارا مد
نظام ملک و ملت حامی دین سمی مرتضی آآن
شیر هیجا
---
---
مرتب شدبسعی حاجی آآقا ۹۸۶

*Figure 155 Epigraph No 61. EIAPS 1933-1934*

[682] M Nazim, "Inscriptions from the Bombay Presidency", *Epigraphia Indica Arabic Persian Supplement,* 1933-1934, p. 20.

## نوشتہ نمبر 3

## کتبہ پر تحریر شدہ مواد

تیسرا نوشتہ[683] احمد نگر میں ارہائی گنبد کے قریب ایک مسجد کا بتایا گیا ہے۔ تحریر فارسی میں ہے۔ اس تحریر میں بادشاہ کا نام نظام شاہ اور معمار کا نام بساط خان کے طور پر درج ہے جو بادشاہ کا وفادار خادم ہے۔ نوشتہ میں لکھا ہے کہ بساط خان نے مسجد اور گنبد کی روشنی کے لیے باغ کی زمین بطور انعام دی تھی۔

## نوشتہ کی تفصیل:

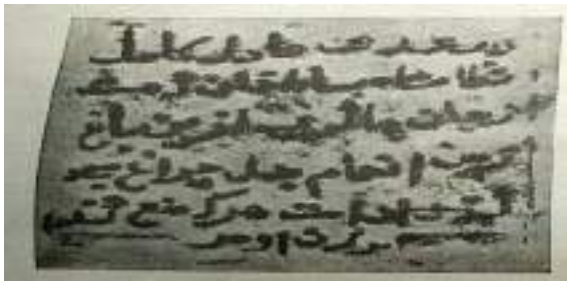

**در عهد شاه عادل کامل نظام شاه**
**بساط خان که هست از جان چاکری**
**----------**
**----------**
**هرکه منع کند برزن او خر -**

*Epigraph No. 36 Courtesy EIM 1939-40*

## تحریری تجزیہ:

زیادہ تر نوشتہ تاریخ اور حکمران کے نام کے بغیر جاری کیے گئے تھے۔ اس میں صرف خاندان کے نام 'نظام شاہ' کا ذکر ہے۔ تاہم چند کتبات میں حاکم کا ذکر مرتضیٰ نام اور تاریخ کے ساتھ کیا گیا ہے[684]۔ ایک کتبہ میں مرتضیٰ کو ابوالغازی نظام شاہ اور شاہ عالم مرتضیٰ نظام شاہ سلطانی کے نام سے پکارا گیا ہے[685]۔ ذیل میں دی گئی

[683] C H Shaikh, "Some unpublished Inscriptions from Ahmednagar", *Epigraphia Indica Arabic Persian Supplement* ,1939-1940, p. 30.
[684] Ghulam Yazdani, op. cit. 1919-1920. p-20
[685] GhulamYazdani, op. cit. 1927-1928. p. 18

تصویر میں حاکم مرتضیٰ کے نام کے ساتھ حضرت علی اور شیعہ درود بھی شامل ہے[686]۔ شیعہ درود کو عادل شاہی کے کتبات میں بھی دیکھا گیا تھا لیکن شیعہ کلمہ صرف نظام شاہی خاندان کے سکوں پر نوٹ کیا گیا ہے۔

Obverse میں سلطان مرتضیٰ نام فی شہورِ سنہ کے اوپر

Reverse محمد رسول اللہ کی جگہ شیعہ کلمہ علی ولی اللہ شامل کیا گیا

Courtesy: Bhavesh Busa Coin collector

نوشتہ دو حصوں میں ہیں جن میں سے نچلے الفاظ میں 993ھ تاریخ ہے۔

**بنا شد خدا و محمد علی اولیاً**
**بدور همایون شهنشاه مرتضا سنه اربع و**
**سبعین و تسعمأه این بهانج زپولاد خان**
**چاکرشه ولا**

*EIM 1919-1920*

اس تحریر نے مؤرخین کے اس بیان پر مہر ثبت کر دی کہ وہ شیعہ پیروکار تھا۔ کندہ کتبوں میں واضح طور پر محمد، علی اور ان کے اولیاء کا ذکر ہے۔ ان کے سونے کے ایک سکے پر شیعہ شہدا اور حکمران کا نام مرتضیٰ لکھا ہوا ہے۔ سکوں کا نوشتہ اور کتبہ کا نوشتہ ایک جیسا ہے۔ خطاطی کے اسلوب میں اختلاف ہے۔ سکے پر خطاطی کا خوبصورت نستعلیق انداز میں کندہ کیا گیا تھا اور کتبوں میں خط نسخ کے انداز میں کندہ کیا گیا تھا۔

کتبات کا آغاز شیعہ درود اور تختی آیات سے کیا گیا تھا۔ اس کا آغاز بعض اوقات حضرت علی کی مدح سرائی سے بھی ہوتا تھا۔ اس میں پولاد خان اور غوری خان کے سرپرست [687] کے نام سے بعض فصیلوں اور

---

[686] Ghulam Yazdani, "Inscriptions in the fort at Qandhar, Nanded district H E H the Nizam dominions" , *Epigraphia Indo Moslemica*, pp-22., 1919-1920
[687] Ghulam Yazdani, op. cit. 1919-1920, p.20.

دیواروں کی تعمیر کا ریکارڈ ہے، افلاطون خان، محمود علی خان یا محرر ہشی[688]، کے بارے میں کوئی معلومات اکٹھا نہیں کر سکے۔ چاندنی برج محمد ابن حسین رومی نے تیار کیا تھا، جو بیجاپور[689] کی مشہور ملک میدان بندوق کے مینو فیکچرر تھے۔ اور آخر کار بیدر میں ایک عمارت ملی جس کا محراب مرجان فرہاد خانی[690]، 983ھ (1575-1576ء) نے تعمیر کیا تھا۔ اس کے زیادہ تر نوشتہ جات فارسی میں اور خط نسخ میں کندہ تھے۔

## برہان نظام شاہ ثانی 1595-1591 / 1003-1000

مرتضیٰ نظام شاہ اول کی طرح اس نے بھی سونے کے چند سکوں کے ساتھ تانبے کے سکے جاری کئے۔ ان کے سونے کے سکے شیعہ شہادہ کے ساتھ اور تانبے کے سکے جاری کیے گئے تھے جن میں ایک ہی افسانہ لکھا گیا تھا،

"ضرب دارالسلطنه برہان آباد فی شہور سنه احدی و الف"۔

انتور میں برہان نظام شاہ ثانی کی صرف ایک کتبہ کا مطالعہ اور تجزیہ کیا گیا ہے۔

### نوشتہ نمبر 1

### کتبہ پر تحریر شدہ مواد

یہ نوشتہ[691] انتور میں پایا گیا ہے۔ یہ فارسی میں کندہ اور نستعلیق خطاطی میں تھا۔ اس نوشتہ میں مشرق میں ناگپور اور جالنا، شمال میں انتور اور برہان پور، جنوب میں دولت آباد اور احمد نگر اور مغرب میں میہوان اور چالس گاؤں کا ذکر ہے۔ اس میں ہجری تاریخ 1004 ہجری بھی ہے۔ اور ریکارڈ ہے کہ یہ ستون برہان نظام شاہ کے دور میں کھڑا کیا گیا تھا۔

---

688 A.A. Kadiri, Nizam, Shahi inscriptions from Galna, Epigraphia Indica Arabic and Persian Supplement (In continuation of Epigraphia Indo Moslemica, 1967, p. 43

689 Ghulam Yazdani, "Inscriptions of Bidar". *Epigraphia Indica Arabic and Persian Supplement* (In continuation of Epigraphia Indo Moslemica). 1927-1928. p. 18

690 Ibid. p. 18

691 Ghulam Yazdani, op. cit. p-12.

## نوشتہ کی تفصیل:

ستون کے مشرقی جانب
در زمان حضرت برهان نظام شاه فی شهور سنه الف
شرف راه ناگاپور و جالناپور
ستون کے جنوبی جانب : جنوب راه دولت آباد و احمد نگر
ستون کے مغربی جانب : راه مهون و چالیسکام
ستون کے شمالی جانب: راه انتور و برهانپور

*Epigraph No. 37 Courtesy EIAPS 1927-1928*

## تحریری تجزیہ:

اس ستون پر صرف برہان نظام شاہ کا نام اور تاریخ درج ہے۔ سب سے پہلے کتبات میں بھی صرف برہان نظام شاہ دوم کے نام کا ذکر ملتا ہے۔ چونکہ نظام شاہی کے زیادہ تر سکے مرتضیٰ یا برہان کے نام پر جاری کیے گئے تھے۔

## کتبات اور سکے کے نوشتہ کی تفصیل:

Obverse :ضرب دارالسلطنت برہان آباد

Reverse: فی شہور سنہ احد و الف تاریخ کے ساتھ

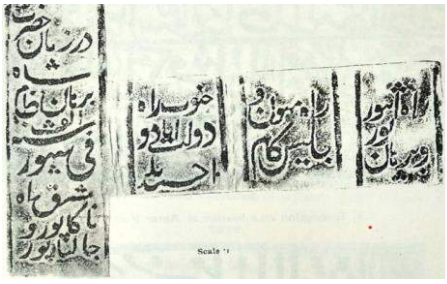

**در زمان حضرت برهان نظام شاه فی شهور سنه الف**
**شرف راه ناگاپور و جالناپور**
**جنوب راه دولت آباد و احمد نگر**
**راه مهون و چالیسکام**
**راه انتور و برهانپور**

Courtesy: Mintage world

اس طرح، دونوں بنیادی ماخذوں پر کندہ نام ایک جیسے ہیں۔ تصنیف میں تاریخ 1000 ہجری بتائی گئی ہے جیسا کہ ان کے تانبے کے سکوں[692] میں کندہ ہے۔ دونوں کتبوں کا طرز تحریر ایک جیسا ہے۔ نوشتہ جات کو خطاطی کے نستعلیق انداز میں خوبصورتی سے تراشا گیا تھا۔ مرتضیٰ نظام شاہ کی طرح برہان نظام شاہ کے چند سونے کے سکے بھی شیعہ شہادہ کے ساتھ جاری کیے گئے۔ ابھی تک، شیعہ شہادہ کے ساتھ کوئی کتبہ نہیں ملا ہے۔

**برہان نظام شاہ سوم :**1610-1631 / 1019-1041

برہان نظام III سے پہلے مرتضیٰ نظام شاہ دوم تھا جو نظام شاہی خاندان پر حکومت کر رہا تھا اور اس کے بارے میں جانا جاتا ہے کہ وہ تانبے کے سکے جاری کئے تھے لیکن ان کے نام کا کوئی کتباتی ثبوت نہیں ملا ہے۔ مرتضیٰ نظام دوم کے بعد برہان نظام شاہ III تخت نشین ہوا جس نے صرف ایک لیجنڈ ضرب مرتضیٰ احمد نگر فی شہور سنہ کے ساتھ تانبے کے سکے جاری کیے تھے۔ برہان سوم کو ان کے کتبات میں اچھی طرح نمایاں کیا گیا ہے۔ ذیل میں چار کتباتی نوشتہ جات کا مطالعہ اور تجزیہ کیا گیا ہے۔

**نوشتہ نمبر 1**

**کتبہ پر تحریر شدہ مواد**

یہ نوشتہ[693] انتور کے قلعے سے ملا ہے۔ یہ نوشتہ فارسی میں اور خط نسخ میں کندہ ہے۔ اس تحریر میں برہان نظام شاہ سوم کے دور میں گیٹ وے کی تعمیر کے بارے میں بتایا گیا ہے۔

**نوشتہ کی تفصیل:**

---

[692] Stan Goron and Goenka. op. cit. 2002. p. 327
[693] Ghulam Yazdani, op. cit. 1919-1920, p-12

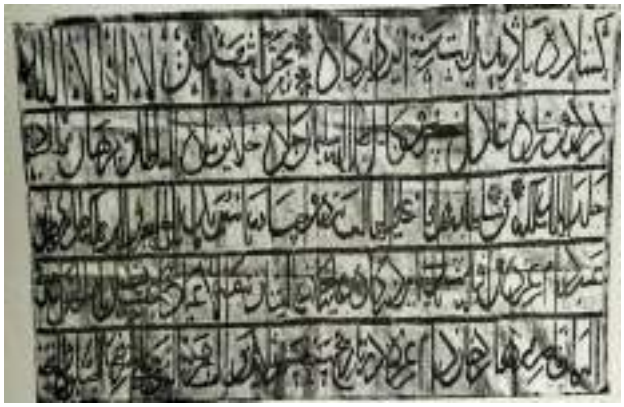

**کشاده باد بدولت شه این درگاه ، بحق اشهد ان لا اله الل اللهدر دور شاه عادل خسرو کامل ظل اله سلیمان جاه خلایق پناه السلطان برهان نظام شاه خلدالله ملکه و سلطانه و افاض علی العالمین بره و احسانه بامر مرید مالک البحر و البر مملکت مدار ۔۔۔ملک عنبر دام عزه و اقبال شد بانی این درگاه علیه مالک خان عالی شان نتیجة الاعیان شجاعتنشان ناصر الخوانین فی الزمان ناصر فرهاد خان عزة در تاریخ سنه خمس و ثلاثین و الف هجرت النبی علی مشرفها الصلوة تحیه۔**

*Epigraph No. 65 Courtesy EIM 1919-1920*

## نوشتہ نمبر2

## کتبہ پر تحریر شدہ مواد

یہ نوشتہ انتور[694] کے قلعے سے ملا ہے۔ یہ نوشتہ فارسی میں اور خط نسخ میں کندہ ہے۔ اس نوشتہ سے مراد یہ ہے کہ یہ مسجد برہان نظام شاہ کے دور میں تعمیر کی گئی تھی۔

## نوشتہ کی تفصیل:

**در دور اشـــرف همایون ظل اله برهان نظام شـاه خلد الله ملکه و سـلطانه بامر موید دین متین پئغمبر ملک عنبر شـــد بانی مسـجد از بهر ثاراب دارین اسـمعیل حسین در ربع عشرین ساخته شد۱۰۲۴**

*Epigraph No. 38 Courtesy EIM 1919-1920*

یہ نوشتہ[695] انتور کے قلعے سے ملا ہے۔ یہ نوشتہ فارسی میں اور خط نسخ میں کندہ ہے۔ فصیل کی نوشتہ سے مراد یہ ہے کہ یہ ملک عنبر کے حکم سے برہان نظام شاہ کے دور میں تیار ہوا تھا۔

## نوشتہ کی تفصیل:

---

[694] Ghulam Yazdani, op. cit. p-12.,
[695] Ibid

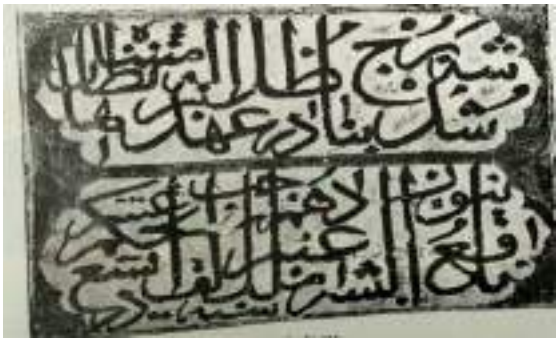

**شد شه برج بنا در عهد ظل اله برهان نظام شاه بحکم نافع البشر ملک عنبر بنور زد هم رجب در سنه تسع عشر الف۔**

*Epigraph No. 39 Courtesy EIM 1919-1920*

## تحریری تجزیہ:

کتبہ میں بادشاہ کو عادل بادشاہ، قابل حکمران، خدا کا سایہ (انسانوں پر) سلیمان کی عظمت کا حامل، لوگوں کی پناہ گاہ، سلطان برہان نظام شاہ[696] نامزد کیا گیا تھا۔ انہیں اشرفِ ہمایوں ظل اللہ برہان نظام شاہ خلد اللہ ملکہ و سلطانہ[697] کے نام سے بھی پکارا جاتا تھا۔ یہ تمام القاب وہی تھے جو ان کے پیشرو استعمال کرتے تھے۔

اس پر کلمہ شہادت اور اسلامی عقیدہ لکھا ہوا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں[698]۔ یہ عمارت درباری اشراف ناصر فرہاد خان نے ملک عنبر[699] کے حکم سے بنوائی گئی تھی۔ اسماعیل حسین نے ملک عنبر[700] کے حکم سے دونوں جہاں کا ثواب حاصل کرنے کے لیے مسجد بنائی تھی۔ برہان نظام شاہ کے دور حکومت میں ملک عنبر[701] کے حکم سے پٹھان کے سکندر بیگ تھانیدار نے ایک محراب تعمیر کروائی تھی۔ برہان نظام شاہ سوم کے دور میں ملک عنبر نے بہت اہم کردار ادا کیا۔ برہان نظام شاہ کے دور میں فارسی میں خط نسخ کی مدد سے کتبہ لکھا جاتا تھا۔

اس باب میں 150 میں سے 80 نوشتہ جات کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ یہ نوشتہ جات مختلف مقامات پر پائے

---

[696] Ghulam Yazdani. op. cit. 1919-1920. p-12.
[697] Ibid.
[698] Ghulam Yazdani, op. cit. 1919-1920. pp-12.
[699] Ibid.
[700] Ibid.
[701] Mr. Syed Yusuf, "Muslim Inscriptions from Paithan", *Epigraphia Indo Moslemica*, 1949-1950, p. 5.

گئے جن میں ان خاندانوں سے متعلق مختلف پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ دوران مطالعہ کرتے ہوئے تجزیہ کرنے سے پتہ چلا کہ شیعیت کا اثر کتبہ جات اور numismatic دونوں نوشتوں سے بہت زیادہ واضح ہے۔ تاہم تمام نوشتہ جات میں یہ تحریریں نظر نہیں آتیں۔ جیسا کہ علی عادل شاہ، ابراہیم عادل شاہ اور برہان نظام شاہ کے سکوں سے ظاہر ہوئے ہیں ہیں۔ یہ شیعہ عقیدے کی واحد مثالیں ہیں جو ہندوستانی سکوں پر کندہ ہیں۔ اسی طرح مرتضیٰ نظام شاہ اور علی عادل شاہ کے حاشیہ میں بھی شیعیت کی مثال موجود ہے۔

# خلاصہ مقالہ

# خلاصہ مقالہ

" دکن سلطنت کے سکے: سکوں کے نوشتہ جات اور آثار قدیمہ کے ثبوت " ظاہر کرتا ہے کہ سکوں اور کتبات میں موجود نوشتہ عہد وسطی کی تاریخ کی تشکیل نو کے لیے مستند ذریعہ ہیں۔ ان ریکارڈ سے کافی روشنی حاصل ہوتی ہے۔ اس کی مدد سے دکن سلطنت اور اس کی حکومتوں کی سماجی، مذہبی، ثقافتی تاریخ کو سمجھا جا سکتا ہے۔ سکے 'ریاست' کے بلیٹن کی طرح دوبارہ تیار کیے جاتے تھے۔ اس میں مذہبی اور دنیاوی دونوں پیغامات ملتے ہیں۔ سکوں پر لکھے ہوئے نوشتہ جات میں حکمران کا نام، اختیارات کی درجہ بندی اور مذہبی عقیدے کا ذکر ملتا ہے۔ یہ ایک پیغامبر کی طرح کام کرتا ہے۔ لہٰذا عہد وسطیٰ کے ہندوستانی سکوں کے نوشتہ جات کی تشریحات کے ذریعے ان کے مکمل معنی نکالے جاسکتے ہیں۔

ہندوستان میں اسلامی طرز کے سکوں کے تمام عوامل اور سلطنت دکن پر ان کے اثرات کے گہرے تجزیے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ 13 ویں صدی میں ہندوستان میں مسلم حکومت کی مضبوطی نے آہستہ آہستہ عربی اور فارسی لیجنڈ کو فروغ دیا اور تصویری لیجنڈ کو سکوں اور کتبات سے نکال دیا گیا۔ اسی طرح اسلامی طرز کے سکوں کا دور شروع ہوتا ہے۔ سکے اور کتبات بنیادی طور پر اسلامی مشمولات پر مبنی ہیں جن میں کلمہ، خلیفہ کا نام (عباسی اور عظیم خلیفہ دونوں) حکمران کے القاب، حکمران کا نام، تاریخیں، ٹکسال اور کتبات شامل ہیں۔

ہندوستان میں اسلامی طرز کے سکے سب سے پہلے سندھ کے امیر کے سکوں میں دیکھے گئے۔ سکوں پر حاکم کا نام اور شہادۃ کندہ تھا۔ 12 ویں صدی میں، دہلی سلطنت کے قیام نے سکوں کا ایک نیا نظام 'اسلامی

قسم کے سکے' کو فروغ دیا، جس نے تصویر والے سکوں کا خاتمہ کر دیا۔ سلطنت دہلی میں تین طاقتور خاندان مملوک، خلجی اور تغلق نے حکومت کی۔ انہوں نے اپنے سکوں کو باقاعدہ ڈھالنے میں بہت دلچسپی لی جس میں تسلسل اور تبدیلی دونوں کا مشاہدہ کیا گیا ہے۔

ہندوستانی سکوں کی اسلامائزیشن میں کافی وقت لگا تھا اور حکمرانوں کے علمی افکار، نظریات اور اسلامی علم کی مہارت نے اسلامی طرز کے سکوں کا باقاعدہ ایک مکمل شکل بنا دیا تھا۔ اس لیے دہلی سلطنت میں اسلامی سکوں میں کلمے، قرآنی آیات، عباسی خلیفہ کے نام، چار خلفاء کے نام، حکمرانوں کے نام، تواریخ اور ٹکسال شامل ہیں۔ التتمش، بلبن، محمد علاؤالدین اور محمد بن تغلق جیسے حکمرانوں نے دہلی سلطنت کے سکوں کو اصلی شکل میں ڈھالنے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ ان حکمرانوں نے جو تبدیلیاں کیں وہ ان کے بعد ان کے جانشینوں نے بھی جاری رکھی تھیں۔

ابتدائی طور پر، دہلی کے سلطانوں نے مقامی ہندوستانی روایات میں چھوٹے چھوٹے اسلامی روایات کے ساتھ سکوں کی تراش خراش کی۔ دہلی سلطنت کے زیادہ تر مملوک سلطان نے اس میں کچھ تبدیلیاں کر کے نمایاں سکوں کی قسم بیل / گھوڑ سوار کو جاری رکھا تھا۔

ہندوستان میں سکوں میں اسلامی روایت کا اصل دور التتمش کے دور میں دہلی سلطنت کے قیام سے شروع ہوتا ہے، جس نے دہلی سلطنت کے سکوں کو ایک خاص شکل یا۔ اس نے اسلامی طرز کے سکے متعارف کروائے جن میں پہلا کلمہ، عباسی خلفا کے نام، ٹکسال اور تاریخ بھی شامل تھی۔ بعد میں دوسرے حکمراں جیسے رکن الدین فیروز (قرآنی آیات) اور محمد بن تغلق (کلمہ شہادت اور چار عظیم خلفاء کے نام) نے اپنے سکوں میں اسلامی معلومات کی نئی شکلیں شامل کیں۔

عباسی خلفاء کے ناموں کی پیروی خلیفہ کے احترام کے طور پر تقریبا دہلی سلطنت کے تمام حکمرانوں نے کی۔ اگرچہ حکمرانوں کو التتمش کی طرح سرمایہ کاری کا کوئی فرمان موصول نہیں ہوا تھا، لیکن اس کے باوجود خلفائے راشدین کے نام کندہ کرتے رہے۔ خلفائے راشدین کے ناموں کے ساتھ حکمرانوں نے اپنے ناموں کو یمین الخلیفہ (خلیفہ کا دایاں ہاتھ)، ناصر امیر المومنین (امیر المومنین کا مددگار)، سیف امیر المومنین (خلیفہ کی تلوار)، نائب امیر المومنین (خلیفہ کا نائب) لکھا کرتے تھے۔ وفاداروں کے سپہ سالار کا نائب، ولی امیر المومنین (وفاداروں کا معتمد)، وغیرہ بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔ یہاں تک کہ ہندوستان کی پہلی خاتون حکمران سلطان رضیہ نے بھی ناصر امیر المومنین کی جگہ اپنے لیے نصرت امیر المومنین کا خطاب استعمال کیا۔ نصرت ناصر (نائب) کا مونث ہے۔ ان سب نے یہ لقب اپنائے تھے تاکہ خلفائے راشدین کے ساتھ اپنے تعلق کو اجاگر کیا جائے اور کوئی ان کی حاکمیت کی مخالفت نہ کر سکے۔

اگرچہ چند حکمرانوں؛ جیسے علاؤالدین محمد، شہاب الدین عمر، اور قطب الدین مبارک نے عباسی خلیفہ کے ناموں کو ترک کر کے ناصر امیر المومنین کا لقب اختیار کیا تھا، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے خلافت کے ادارے کو ترک نہیں کیا تھا۔ تاریخ میں قطب الدین مبارک کا نام سب سے زیادہ اس لیے نمایاں ہوا کہ وہ اپنے آپ کو خلیفہ اور خلیفہ اللہ کہتے تھے۔ اس وقت کے علماء (مسلم مذہبی اسکالر) نے ان پر تنقید کی تھی۔ علماء کے نزدیک خلفاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وراثت میں ملے تھے۔ اس لیے کوئی بھی خلیفۃ اللہ کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اہل علم نے اس کے اس لقب اختیار کرنے کی مختلف وجوہات بیان کی ہیں جبکہ یہ سب وجوہات محض مفروضے ہیں اصل حقیقت کا کسی کو علم نہیں ہے۔

تاہم محقق نے ''قرآن کے سورہ بقرہ'' کی آیت نمبر 30 کی بنیاد پر تجزیہ کیا ہے کہ اس خطاب کا استعمال قابل تنقید نہیں تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود ''قرآن کے سورہ بقرہ آیت نمبر 30 میں فرمایا ہے:

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلاَئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُواْ أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاء وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لاَ تَعْلَمُونَ

اور جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔ تو انہوں نے کہا کہ ایسے شخص کو کیوں پیدا کرتا ہے جو زمین میں فساد کرے اور خون بہائے؟ اور ہم تیری تسبیح، حمد اور پاکیزگی بیان کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ لہٰذا قرآن کی اس آیت سے ثابت ہوا کہ انسان روئے زمین پر اللہ خلیفہ ہے شرط یہ ہے کہ اس کی زندگی رب کی بندگی میں گذرے۔

تاہم محمد بن تغلق کے دور میں ایک بہت ہی قابل ذکر تبدیلی اور نوشتہ جات کا ایک نیا دور دیکھا گیا تھا۔ اس نے اپنے سکوں پر بہت سے تجربات کئے اور مختلف نئے نوشتہ جات کندہ کئے جو کسی مسلمان حکمران نے اس سے قبل نہیں کیا تھا۔ اس نے کلمہ اور عباسی خلفاء کے ناموں کو مصر کے خلیفہ سے سرمایہ کاری کا حکم نامہ ملنے کے بعد دوبارہ متعارف کرایا جو التتمش کے دور حکومت میں جاری نہیں کیے گیے تھے۔ کلمہ طیبہ کے ساتھ ساتھ کلمہ شہادت کا تعارف بھی کروایا تھا۔

اس نے اپنے آپ کو اعلیٰ مذہبی القابات سے ملقب کیا جو اسے ایک راسخ العقیدہ حکمران ثابت کرتا ہے جیسا کہ 'المجاہد فی سبیل اللہ'، الواثق بتاید الرحمن، راجی رحمت اللہ، اور یہاں تک کہ خود کو 'محی السنن خاتم النبیین' قرار دیتے تھے۔ نبی کے قوانین کو زندہ کرنے والا۔ اسی طرح اس نے قرآن کی چند آیات کو شامل کر دیا تھا۔ دہلی سلطنت کے ابتدائی سالوں میں حکمرانوں نے اپنی سلطنت کو قائم کرنے اور مضبوط کرنے کی کوشش کی۔ قرآنی آیات کا لکھنا استحکام کی طرف ایک قدم

مانا جاتا تھا۔ مملوک سلطان رکن الدین مبارک اور بعد میں محمد بن تغلق نے بھی سکوں پر قرآنی آیات استعمال کی تھیں۔ قرآنی آیات کا استعمال ہندوستان میں ایک نیا رواج تھا۔ تاہم قیمتی دھاتوں پر کندہ کرنے کا خلیفہ کا ایک معیاری نیومس میٹک فارمولہ تھا۔

سب سے حیرت انگیز اور قابل ذکر تبدیلی جبری (ٹوکن) کرنسی کا تعارف ہے۔ ٹوکن کرنسی نے دہلی سلطنت کے سکوں کے مقابلے میں زبردست مقام بنایا اس کی دو وجہ تھی ایک اس کا نوشتہ اور دوسری کندہ کاری کی زبان۔ ٹوکن کرنسی پر لکھے گئے تحریر نے اہل علم کو اچھا خاصا متوجہ حاصل کیا تھا، کیونکہ یہ واحد سکہ ہے جو عوام سے سکہ قبول کرنے کی اپیل کرتا ہے اور لوگوں سے بالواسطہ طور پر درخواست کرتا ہے کہ 'جو سلطان کی اطاعت کرتے ہیں گویا خدا کی اطاعت کرتے ہیں'۔ لیجنڈ میں پایا گیا کہ ، مهر شُد ٹانکائے راجی دار روزگار بنده امیدوار محمد تغلق اور من عطا السلطان فقد عطاالرحمان ۔دوم نوشتہ کی زبان، اس نے فارسی اور عربی میں کتبے لکھنے کو ترجیح دی۔ جیسا کہ دہلی کے سلطانوں نے زیادہ تر عربی میں اور چند دولسانی (عربی اور دیوناگری) میں سکے جاری کیے تھے۔ لہذا یہ عربی اور فارسی میں دولسانی سکوں کا پہلا ثبوت ہے جسے محمد بن تغلق نے متعارف کرایا تھا۔

سلطنت دہلی کے سکوں کے نمونوں نے دکن کی سلطنت کو بھی بہت زیادہ متاثر کیا تھا۔ بہمنی سلطنت کے ابتدائی حکمران علاؤالدین بہمن شاہ اور علاؤالدین مجاہد شاہ نے دہلی سلطنت کے مروجہ نوشتی انداز میں سکندر الثانی، یمین الخلافت، ناصر امیر المومنین کو خلفاء کے ناموں کے ساتھ کندہ کر کے سکے بنائے تھے۔ یہ وہاں رائج سکوں کا تسلسل تھا۔ بعد میں دوسرے حکمرانوں نے کچھ نئے خطابات کے ساتھ تبدیلیاں کیں جو دہلی کے سلطانوں سے مختلف تھیں۔ دہلی کے ساتھ بہمنی سلاطین کے نیومس میٹک روایت

نے عہد وسطیٰ میں دکن میں ایک نئی روایت کو متعارف کرایا۔ بہمنی حکمرانوں نے دہلی سلطنت کے زمانے میں رائج بلن کرنسی کے استعمال کو ترک کر دیا تھا، تاہم وہ سونے چاندی اور تانبا کے جاری کرتے رہے۔ بہمنی سلطنت کے سکوں کا نوشتہ مختلف سیکولر معلومات فراہم کرتا ہے جیسے اسم، لقب، کنیہ نسب، اعزازی القاب، مذہبی عقیدہ، اسماء الحسنیٰ، تاریخ اور ٹکسال۔ جبکہ دہلی سلاطین کے سکے حکمران کے نام، اعزازی القاب، ٹکسال اور تاریخیں اور بعض اوقات والد کا نام بھی فراہم کرتے ہیں۔ بہمنی سلاطین کی طرف سے اسلامی طرز کے سکوں کی تصویر دہلی سلطنت سے مختلف ہے۔ انہوں نے اسماء الحسنیٰ کا استعمال کرتے ہوئے حکمرانوں کو مضبوط اور زیادہ مذہبی کے طور پر دکھایا۔ اس کے نتیجے میں بہمنی سکوں کی نوشتہ کی قیمت دیگر ہندوستانی سلطنت کے سکوں کے مقابلے میں بڑھ گئی ہے۔ بہمنی نے سکوں کا اپنا ڈھانچہ بنایا تھا، اس کے علاوہ انہوں نے قرآنی آیات اور کلمہ شہادت کے ساتھ بھی چند سکے جاری کیے تھے لیکن یہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہے۔ اسلام کے حقیقی عقیدے کو فروغ دینے کے لیے سکوں پر کلمے لکھے گئے تھے۔ ایک قابل ذکر سکہ ہمایوں شاہ نے جاری کیا تھا جس نے قرآن مجید کا ایک اقتباس 'سورہ فاتحہ' کے لیے وقف کیا۔

سورہ فاتحہ، کلمہ شہادت اور اسماء الحسنیٰ کو چھوڑ کر، بہمنی سلاطین نے کچھ مختصر جملے لکھے تھے، جیسے المعتصم بحبل اللہ، جو کہ قرآن میں موجود ہے۔ اسی طرح اختصار کے ساتھ قرآن کے کئی مختلف الفاظ پائے جاتے ہیں۔ وہ مخصوص قرآنی اقتباسات کا استعمال کر کے لوگوں کو خاص قرآنی آیات کی یاد دلانا مقصود ہوتا تھا۔ قرون وسطیٰ کے ہندوستان کے بادشاہوں نے 'سلطان الاعظم' کی اصطلاح اختیار کیا اور اپنے لقبوں کو 'الدونیاوالدین' کے ساتھ ختم کیا، لیکن بہمنی نے دہلی سلطنت کے نقش و نگار کی پیروی کرنے کی بجائے سکوں کے نقشوں کا اپنا نمونہ تیار کر کے خود کو دہلی سلطنت سے ممتاز کیا تھا۔

بہمنی سلاطین نے اپنے سکوں کی نوشت میں بڑی دلچسپی لی تھی۔ دہلی کی سلطنت نے سونے اور چاندی کے سکوں پر بڑے بڑے خطابات کندہ کر رکھے تھے، انہوں نے تانبے کے سکوں کے نقشوں کو کوئی اہمیت نہیں دی تھی۔ تاہم، بہمنی نے اپنے تانبے کے سکوں پر مختلف پہلوؤں- مذہبی اور دنیاوی خطابات پر مشتمل تحریر کے لیے مناسب جگہ دی تھی۔ بہمنی بادشاہوں کی خطاطی کا انتخاب ان کے سکوں پر لیجنڈ کو سمجھنے میں مدد کرتا ہے۔

بہمنی سلطنت کا پہلا دلچسپ نوشتہ محمد شاہ اول کا ہے جس نے ایک نیا نوشتہ سلطان العهد والزمان حامی ملة الرسول الرحمٰن متعارف کرایا تھا۔۔ عہد وسطی کے کسی حکمران کی طرف سے ایسے نوشتہ نہیں ملتا۔ وہ پہلا بہمنی حکمران تھا جسے محمد بن تغلق کے بعد سرمایہ کاری کا حکم نامہ ملا تھا۔ مصر کے خلیفہ المعتضد کی طرف سے سرمایہ کاری کا فرمان ان کی والدہ کے ذریعے لایا گیا تھا اور اس کے نتیجے میں انہوں نے اپنے سکوں پر " اللہ کے محبوب نبی کی امت کا محافظ " کا لقب اختیار کیا۔ اس خطاب کی تائید اس کے نیومس میٹک ذرائع سے ہوئی۔ سکوں میں اس نے حامی ملّۃ الرسول الرحمٰن لکھا تھا نہ کہ خلیفہ کا نام جس سے اس نے سرمایہ کاری کی ڈگری حاصل کی تھی۔ یہاں اس نے خلیفہ کے نام کے جگہ پیغمبر کا نام لکھنے کو ترجیح دی گئی۔

سکوں پر بہمنی سلاطین کے القابات کا مقصد حکمران کو زیادہ طاقتور، پرہیز گار، اور ایک عظیم پیروکار اور اللہ کا ماننے والا، اللہ کا فرمانبردار، اسلام کا ہیرو، اور ہر چیز کے لیے اللہ سے مدد مانگنے والا ظاہر کیا گیا ہے۔ یہ بہمنی سلطنت کے سکوں کے نوشتہ جات کی نمایاں خصوصیت تھی جس پر انہوں نے المقتفی باوامر الرحمٰن: الناصرالدین والدنیا الحامی لاهل الا یمان الواثق بتاید الرحمن: السلطان الحلیم الکریم

الرؤف علی عباد اللہ الغنی المھیمن جیسے القاب کندہ کیے تھے: السلطان القوی الاسلام جامع فضل و عدل و الاحسان: المعتصم بحبل اللہ المنان السمیع خلیل الرحمن: المستوثق باللہ الحنان: المویدبنصر اللہ ابوالمظفر

انہوں نے اپنے عقیدے اور احساس کو تحریر کرتے ہوئے چھوٹے نوشتہ کا استعمال کیا تھا جیسے بنا الدین اللہ (خود کو خدا کے دین کا بانی سمجھتے ہیں)، عبد اللہ (عبداللہ نام کا مطلب ہے اللہ کا بندہ، فرمانبردار،) عبد معبود (اس کا غلام) یعنی محمد شاہ اپنے آپ کو خدا کا بندہ، اور خدا کا فرمانبردار اور پیروکار سمجھتا تھا۔ ظل اللّٰہ فی العالم دنیا میں خدا کا سایہ نیز دنیا اور دین کا نور و جلال۔

بہمنی حکمرانوں نے اللہ کے نام ''اسماء الحسنیٰ'' بھی کندہ کیے تھے۔ سکوں میں درج ذیل نام پائے جاتے ہیں؛الرحمن، الرحیم، المومن، المھیمن، العلی، الغنی وغیرہ ۔

بہمنی سلطنت کی تاریخ اور سکوں کے نوشتہ کا جائزہ لینے سے دلچسپ معلومات کا چلتا ہے۔ چند حکمرانوں نے سکوں پر ایسے القاب استعمال کیے تھے جو کسی شیخ یا صوفی بزرگ سے حاصل کیے گیے تھے جیسا کہ ابو المغازی لقب جو محمد شاہ اول نے استعمال کیا تھا۔ اسے شیخ عین الدین نے پیش کیا تھا۔ چنانچہ محمد شاہ اس لقب سے اتنا خوش ہوا کہ اس نے اسے اپنے لقب میں شامل کرنے کا حکم دیا۔ العادل کا لقب شیخ نعمت اللہ نے پیش کیا۔ اس لقب نے اسے اتنا خوش کیا کہ اس نے اسے اپنے سکے میں شامل کر لیا۔

بہمنی سلطان محمد شاہ نے اپنے سکوں پر 'بہمنی' کے نام سے خاندانی لقب متعارف کروائے تھے جس کو تاج الدین فیروز شاہ نے جاری رکھا تھا ۔ شہاب الدین احمد شاہ اول نے دکن میں پہلی مرتبہ سکوں پر اپنا مختصر نسب نامہ لکھا تھا۔ یہ نوٹ کرنا دلچسپ ہے کہ بہمنی سے پہلے قرون وسطی کے کسی حکمران نے اپنے نام کا ذکر خاندانی لقب یا نسب کے ساتھ نہیں کیا تھا۔ قرون وسطیٰ کے دور میں خاندانی لقب لکھنا ایک نئی

روایت ہے۔ تاہم یہ روایت دہلی سلطنت میں نظر نہیں آئی لیکن یہ بنگال کے سلطانوں، گجرات کے سلطانوں، جونپور کے سلطانوں اور مالوا کے سلطان کے سکوں پر یہ درج ہے۔

بہمنی سکوں کی ایک اور دلچسپ خصوصیت آخری حکمرانوں کے دور میں کندہ ہونے والی نوشتہ ہیں۔ خاندان کے آخری حکمرانوں نے اپنے سکوں پر خلد الله خلافته لکھتے تھے ۔ وہ مملکت کی مضبوطی کے لیے خُدا سے دعا کرتے ہیں کیونکہ اُن کا دورِ حکومت واقعی بہمنی بادشاہت کے زوال کی خبر دیتا ہے۔ دولت آباد میں اپنی طاقت کو مضبوط کرنے کے لیے دولت آباد ٹکسال سے محمد بن تغلق نے خلد الله خلافته کے ٹائٹل سے سکے جاری کیا تھا۔ لہذا کوئی سوچ سکتا ہے کہ جب بھی خاندانوں کو زوال کا سامنا کرنا پڑا یا رعایا سے اپنی بادشاہت کے لیے دعا کرنے کی درخواست کرنی پڑی تو انھوں نے انہی خطابات کے ساتھ سکے جاری کیے تھے۔

لہذا ان کے سکے دہلی سلطنت کے بعد فارسی زبان کی سست اور مستحکم ترقی کو بھی ظاہر کرتے ہیں۔ فارسی نوشتہ جات کو حاشیہ پر کندہ کیا گیا تھا جس میں چھوٹے نوشتے جیسے کہ برگزیدہ اللہ (اللہ کا منتخب بادشاہ) اور جہاں پناہ (دنیا کی پناہ)۔ دارائے نگہبان (خدا کا ولی) ملتے ہیں۔ تاہم فارسی نے سکوں کی نمائش اچھی کی۔ بہمنی سلطنت کے دوران باقاعدہ سکے عربی ہوتے رہے لیکن بہمنی سلطنت کے زوال کے بعد اس کے پیش رونے فارسی نوشتہ میں سکے جاری کیے تھے۔ 16 ویں صدی میں فارسی بہت اچھی طرح سے ترقی اور فروغ پا چکی تھی، اس طرح، بیجاپور کے عادل شاہی اور گولکنڈہ کے قطب شاہی نے فارسی کے نوشتہ کے ساتھ سکے جاری کیے تھے۔ ان خاندانوں میں استعمال ہونے والے فارسی اشعار کو ہندوستانی تاریخ میں بڑی اہمیت حاصل تھی۔

بہمنی سلطنت کے جانشینوں نے زیادہ تر شیعہ عقیدے کی پیروی کرتے تھے۔ شیعہ حضرت علی کے حامی اور پیروکار تھے۔ حکمرانوں نے اپنے آپ کو ہر ممکن طریقے سے سنی عقیدے میں چوتھے خلیفہ اور شیعہ عقیدے کے پہلے امام علی کے ساتھ جوڑنے میں بہت احترام محسوس کیا۔

عادل شاہی اور نظام شاہی خاندانوں کے حکمرانوں نے اسلام کے شیعہ عقیدے پر عمل کیا جس کی تصدیق ان کے سکوں سے ہوتی ہے۔ انہوں نے اپنے آپ کو اسد اللہ الغالب علی ابن طالب کہہ کر نوشتہ کندہ کیا۔ اسد اللہ غالب علی کی ایک صفت ہے جس کا مطلب ہے 'خدا کا شیر فاتح'۔ یہ لقب حکمران کے شیعہ عقیدے کی عکاسی کرتا ہے۔ جبکہ ابراہیم عادل شاہ دوم نے اپنے آپ کو غلام علی مرتضیٰ ابراہیم ابلا بالی کہا۔ علی عادل شاہ ثانی نے اپنے آپ کو غلام حیدر صفدر کا خادم علی بہادر کہا۔ یہاں حیدر کو حضرت علی کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ ان القاب سے واضح ہوتا ہے کہ انہیں حضرت علیؓ سے بہت لگاؤ اور عقیدت تھی۔ بادشاہ نے اپنے آپ کو اپنے غلام کے طور پر بادشاہت پر وقف کر دیا۔

حتیٰ کہ مرتضیٰ نظام شاہ نے پہلی بار ہندوستانی سکوں پر شیعہ شہادۃ متعارف کروایا تھا۔ شیعہ کلمہ عام طور پر فارس کے صفوی حکمرانوں کے سکوں پر دیکھا گیا ہے۔ حکمرانوں کے سکوں پر شیعہ کلمہ کا استعمال محض ان کے شیعہ مسلک پر ایمان کی نشاندہی کرتا ہے جس کی تصدیق ادبی شواہد سے بھی ہوئی ہے۔ یہ سکے ہندوستانی اسلامی سکوں کی پوری سیریز میں شیعہ مسلک کے استعمال کی واحد مثال تھے۔ تاہم یہ سکہ بتاتا ہے کہ ان ادوار میں شیعہ عقیدے کو مقبولیت اور عظمت حاصل ہوئی تھی۔

قطب شاہی حکمران خطابات کے بارے میں کم سے کم سنجیدہ تھے۔ انہوں نے بہمنی حکمرانوں کے سکوں کے نوشتہ جات کو اپنانے سے خود کو واضح طور پر الگ کر لیا تھا۔ بادشاہوں نے شاہ، قطب، سلطان،

بادشاہ، غازی اور ابو المظفر کے علاوہ کسی بھی اعلیٰ القاب سے عاری سادہ نوشتہ کو ترجیح دی۔ مزید بر آں وہ عربی کے مقابلے فارسی میں نوشتہ نگاری کرنا پسند کرتے تھے۔ قطب شاہی کے تقریباً سکوں میں ٹکسال کے قصبے اور تاریخ وغیرہ واضح طور پر پائے جاتے ہیں۔ اس لیے سکے گولکنڈہ سے دارالحکومت کے حیدرآباد منتقل ہونے کی نشاندہی کرتے ہیں۔ سکوں پر لکھی داستانیں بادشاہوں کے عقیدے اور مذہبی نقطہ نظر کو بیان کرتی ہیں۔ لہٰذا، سکوں پر کندہ 'سعادت مندِ علی' جیسے نوشتہ شیعہ مسلک پر اپنا اثر ظاہر کرتے ہیں۔

سکے کے نوشتہ جات کے علم نے اپی گرافک سے جمع ہونے والے شواہد کی تصدیق کرنے میں مدد کی جس سے پتہ چلتا ہے عہد وسطی کے دور میں تاریخ کی تشکیل نو کے لیے یہ تحریریں معلومات کا سب سے قابل اعتماد ذریعہ تھیں۔ یہ ریکارڈ قرون وسطی کے ہندوستان کی سماجی، اقتصادی، مذہبی اور ثقافتی تاریخ پر بھرپور روشنی ڈالتا ہے۔

عہد وسطیٰ کے دکن سلاطین کے مذہبی اور ثقافتی پہلوؤں کا مطالعہ کرنے کی کوشش دستیاب حاشیہ نگاری اور سکے کے نوشتہ جات کی روشنی میں کی گئی ہے۔ یہ کتبے عربی اور فارسی زبانوں میں کندہ تھے اور نوشتہ جات مذہبی نوعیت کے تھے۔

اس مطالعہ میں Epigraphic Indo Moslemica اور Epigraphic Arabic فارسی سپلیمنٹ سے دکن سلطنت کے 130 شائع شدہ اپی گرافس شامل ہیں۔ دو بنیادی ماخذ 'سکہ اور کتبہ' کی الگ الگ ضرورت ہے۔ انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون نہیں کیا ہے۔ محقق نے دونوں ذرائع کو ایک پلیٹ فارم پر لانے کی کوشش کی ہے اور ذرائع کا ایک دوسرے سے موازنہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ کتبے ہمیں مذہبی، سیکولر اور تاریخی معلومات کی بہت سی شکلیں فراہم کرتے ہیں۔ اپی گراف نثر اور آیات دونوں شکلوں میں

پائے گئے ہیں جو کہ بہت مختصر تھے۔ بعض اوقات اس میں سرکاری افسران، بادشاہ، صوبے کے گورنر یا کسی دوسرے شاہی عہدے دار کی نگرانی میں کیے گئے کام کا بھی ذکر ملتا۔ قطب شاہی کے نوشتے میں ہمیں تاریخوں کے ساتھ بادشاہ کے چھوٹے نسب نامے کا حوالہ ملتا ہے۔ اپی گراف میں انتظامی احکامات یا اوقاف پر کیے گئے کام بھی ہوتے ہیں۔ عادل شاہی قطب شاہی اور نظام شاہی کے نوشتوں میں فارسی کا زیادہ اثر دیکھنے کو ملتا ہے فارس کے ساتھ قریبی تعلقات کی وجہ سے فارسی زبان کو مزید پیش کیا۔

کتبات اور سکے سے تجزیہ کردہ معلومات کو تین بڑے حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ مذہبی، خطاطی، اور حکمراں کے القاب و خطابات کصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے

بہمنی سلاطین نے اپنے سکوں پر خطاطی جیسے نسخ، ریحانی اور محقق کو فروغ دیا تھا جبکہ اپنے خطاطوں میں انہوں نے خطاطی کی مختلف شکلیں لکھی تھیں جیسے کہ نسخ، ثلث، طغرا، نستعلیق اور دیوناگیری۔ بہمنی کے جانشینوں نے اپنے سکوں کے نوشتہ جات پر زیادہ توجہ نہیں دی تھی جس میں ان کے سکوں پر نقش خطاطی کے تجزیہ کی کمی تھی۔ تاہم، ہمیں خطاطی کے چند حوالہ جات ملتے ہیں جیسے کہ عادل شاہی خاندان کے حکمرانوں نے اپنے سکوں پر خطاطی کے طغرا انداز کو ترجیح دی تھی اور کتبہ میں نستعلیق، نسخ، طغرا اور ثلث طرز کی خطاطی کو ترجیح دی تھی۔ نظام شاہی خاندان نے اپنے سکوں پر خطاطی کے نستعلیق طرز کو ترجیح دی تھی۔ آخر میں، قطب شاہی حکمران نے بھی اپنے سکوں پر خطاطی کے نستعلیق طرز کو ترجیح دی، اور خطاطی میں نسخ، طغرا، ثلث، نستعلیق، اور سکاشتہ کے انداز نظر آئے۔ لہٰذا، سکوں کے خطاطی انداز کے ساتھ ساتھ حروف تہجی کے نوشتہ جات میں مماثلت اور تفاوت پایا گیا ہے۔

خطاطوں کی ایک اور قابل ذکر خصوصیت خطاطوں کے ناموں کی موجودگی ہے۔ اس نے دکن میں بہت اہم کردار ادا کیا تھا۔ جتنی نئی خطاطی مثلاً محقق ریحانی ثلث وغیرہ متعارف کروائی گئی تھیں۔ حکمرانوں نے بھی ان کے لیے اچھی فکر اور احترام کا مظاہرہ کیا تھا۔ بہمنی، نظام شاہی، قطب شاہی، اور عادل شاہی کے حکمران کے کتبات میں کندہ کاروں اور معماروں کے نام درج ہے۔ سلطنت کے دور میں خطاطوں کے نام درج بندی کرنے میں کوتاہی ہے۔

سیکولر معلومات کے علاوہ سکے اور کتبات بھی قدیم زمانے سے مذہبی معلومات سے گھرے ہوئے تھے۔ لہٰذا سکے کی حد بندی کی وجہ سے صرف مذہب کا حوالہ ملتا ہے جبکہ کتبات میں اس کی تفصیل پائی جاتی ہے۔ بہمنی سلاطین کے تصنیفات کا آغاز اللہ کے نام اور حمد سے ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ پائے جانے والے جملے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور هذالمسجدی اجو عباد اللہ الی رحمتہ و مغفرتہ ہیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے قرآنی آیات، آیت الکرسی، اسماء الحسنیٰ اور اسلام کا پہلا کلمہ بھی کندہ کیا۔ شیعہ اثرو رسوخ بہمنی سلطنت کے آخری دور سے بھی پایا جاتا تھا۔ کندہ شدہ شیعہ درود اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ بہمنی سلطنت کا زوال شروع ہوا اور صوبائی گورنر طاقتور ہو گئے۔ انہوں نے آزادانہ طور پر حکومت کرنا شروع کی لیکن پہلے کے بہمنی حکمران کو خراج تحسین پیش کرنے اور ایمان ظاہر کرنے کے لیے انہوں نے محمود شاہ کا نام لکھا۔ قبر پر کندہ کتبوں کا آغاز اس دعا سے ہوتا ہے، 'اللہ اس کی روح اور اس کی قبر کو منور کرے'۔

جبکہ عادل شاہی خاندان کے زیادہ تر کتبوں کا آغاز عربی میں خدا کے نام اور حمد اور فارسی میں بادشاہ کی تعریف سے ہوتا ہے۔ اس میں پہلا کلمہ، شیعہ درود اور قرآنی آیات درج تھے۔ حکمران فیاض

تھے وہ ہر قسم کے اسلام کے پیروکاروں کا احترام کرتے ہیں خواہ وہ شیعہ ہوں یا سنی۔ اس لیے ہمیں دونوں اسلام کے پیروکاروں کا حوالہ ملتا ہے۔ قطب شاہی خاندان کے کتبات شیعہ درود اور مسلک اور تختی آیات کے ساتھ کندہ تھے۔ یہ کبھی کبھی حضرت علی اور ان کی مدح سرائی سے شروع ہوتا ہے۔ یہ آیات اہل تشیع مصائب سے نکلنے کے لیے پڑھتے ہیں۔ ان میں قرآنی آیات، آیت الکرسی لکھی ہوئی تھی۔ اس میں بارہ اماموں کے نام بھی درج تھے۔ اور آخر میں، نظام شاہی اپنے کتبات کا آغاز شیعہ درود سے کرتے ہیں، اور ایک نسخہ کلمہ شہادت اور اسلامی عقیدہ کے ساتھ ملتا ہے۔

بہمنی کے تجزیہ کاروں نے سکوں پر طرح طرح کے القابات کندہ کیے تھے اور ان خطابات نے کتبات کے خطابات کے ساتھ بھی تعاون کیا تھا۔ سکوں اور کتبوں پر ٹائٹل کو اپنانے میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ لیکن اس کے جانشینوں کے بارے میں معاملہ بالکل مختلف ہے۔ عادل شاہی خاندان کے کتبات میں ان کو مختلف قسم کے القابات جیسے ہمایوں، عرفی اقدس وغیرہ سے مزین کیا گیا تھا جن کا ذکر سکوں پر نہیں ملتا لیکن علی عادل شاہ اول کے کتبات میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ ابو المظفر اور اسد اللہ غالب کے لقب کے ساتھ جاری ہونے والے سکوں پر شیر کی تصویر موجود تھی۔ انہوں نے اپنے جذبات اور عقیدے کی عکاسی شیر کی تصویر بنا کر کی تھی، تاکہ کتبات میں لکھے گئے ٹائٹل کے حقیقی معنی کو ظاہر کیا جاسکے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ شاید حکمران خود کو اپنے دور کا شیر بھی سمجھتا ہو۔

قطب شاہی خاندان میں حکمرانوں کو سکوں پر ٹائٹل لکھنے کا شوق نہیں تھا۔ پہلے دو حکمراں سلطان قلی قطب شاہ اور ابراہیم قطب شاہ کے نوشتہ میں کوئی مماثلت نہیں ہے۔ محمد قلی قطب شاہ اور محمد قطب شاہ کے سکوں پر واحد لقب ابو المظفر تھا۔ لیکن کتبات میں، وہ اعلیٰ اور بڑے القاب جیسے کہ اعظم خاقانِ

معظم کندہ کئے تھے۔ جبکہ نظام شاہی حکمرانوں نے اپنے سکوں پر زیادہ نوشتہ جات جاری نہیں کیے تھے۔ سونے اور چاندی کے سکوں پر واضح تحریریں تھیں جو اسلام کے شیعہ عقیدے کی عکاسی کرتی ہیں۔ زیادہ تر سکے ٹکسال کے نام کے ساتھ لیجنڈ فی شُہور سنہ کے ساتھ جاری کیے گئے تھے۔ تاہم، زیادہ تر کتبات حکمران کے نام کے ساتھ یا اس کے بغیر ہیجاری کیے گئے ہیں۔ اس میں صرف خاندان کے نام 'نظام شاہ' کا ذکر ہے۔ بعض لیجنڈ میں، حکمرانوں کا ذکر مرتضیٰ نظام شاہ – ابو الغازی نظام شاہ، شاہ عالم مرتضیٰ نظام شاہ سلطانی ،برہان نظام شاہ سوم کو اشرف ہمایوں ظل اللہ برہان نظام شاہ خلد اللہ ملکہ کے نام سے کیا گیا ہے۔

نظام شاہی کے سکے ایک خاص قسم کے چھوٹے لیجنڈ تک محدود تھے۔ اس لیے ان سکوں کا تفصیلی تجزیہ ممکن نہیں ہوا۔ تاہم، نظام شاہی کے چند سونے کے سکوں نے اپنے سکوں پر شیعہ کلمہ لکھ کر ایک خاص مذہبی رجحان کو سمجھنے میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ نوٹ کرنا دلچسپ ہے کہ ہندوستانی سکوں پر شیعہ کلمہ کا یہ تنہا حوالہ ہے۔